عمران سیریز

ٹاپ راک

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم،اے

HTTP://FORUMS.HIBUDDIEZ.COM

SCANNED BY JAMSHED

عمران سیریز

ٹاپ راک

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ---- اشرف قریشی

---- یوسف قریشی

پرنٹر ---- محمد یونس

طابع ---- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ---- [redacted] روپے

SCANNED BY JAMSHED

چند باتیں

محترم قارئین!

ایک خصوصی ناول "ٹاپ راک" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ نے یقیناً اس سے قبل میری لکھی ہوئی دو کتب "ناقابل تسخیر مجرم" اور "موت کا رقص" ضرور پڑھی ہوں گی ان میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے اسرائیل جا کر ہولناک تباہی کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ جاری کیا تھا اور اسرائیل کو ایسی کاری ضربات لگائی تھیں کہ وہ اپنے زخم چاٹنے کے بھی قابل نہ رہا تھا اور پھر اسرائیل نے اس کا انتقام لینے کے لئے اپنے منجھے ہوئے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل خوفناک تنظیم ٹاپ راک کو جوابی کارروائی کے لئے پاکیشیا بھیج دیا۔

ٹاپ راک کے مشن میں صرف دہشت انگیز کارروائیاں ہی شامل نہ تھیں بلکہ وہ ایک ایسا منصوبہ لے کر آئی تھی جس کی کامیابی کے بعد پاکیشیا کو خوفناک ترین تباہی کا سامنا کرنا پڑتا۔

ٹاپ راک نے عمران کے ملک میں پہنچ کر جیسے ہی اپنی کارروائیاں شروع کیں، پاکیشیا کا دارالحکومت خوفناک تباہی کی زد میں آتا چلا گیا۔ ڈیم ــ بجلی گھر ــ سپلائی ڈپو کاغذ کے پرزوں کی طرح بکھرتے چلے گئے۔ حکومت بوکھلا گئی ایکسٹو پریشان ہوگیا۔ لیکن ٹاپ راک کے منجھے ہوئے ایجنٹ اپنے پیچھے کوئی کلیو نہ چھوڑتے تھے۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھی اندھیروں میں سر ٹکراتے رہ گئے اور پھر ٹاپ راک نے اپنے اصل منصوبے پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ انتہائی خوفناک اور تباہ کن منصوبہ ــ اور وہ اپنے منصوبے میں اس حد

SCANNED BY JAMSHED

تک کامیاب ہو گئے کہ صرف انگلی کی دو ضربوں کی کسر باقی رہ گئی اور پھر عمران کی موجودگی میں ہی یہ ضربیں بھی لگا دی گئیں ——— تو کیا عمران بے بسی سے اپنے ہی ملک کی تباہی کا تماشہ دیکھتا رہا ——— ؟ کیا ٹاپ راک واقعی اپنا انتقام لینے میں کامیاب ہو گئی ——— ؟ اس سوال کے جواب کے لئے تو ظاہر ہے آپ کو کتاب پڑھنی ہو گی۔ البتہ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ ٹاپ راک ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کو پارے میں بدل دے گی۔ ایک ایسی کہانی جس میں سسپنس اور ایکشن اپنے پورے عروج پر ہے۔ عمران کی زندگی کا ایک انوکھا اور منفرد کارنامہ کہ جس میں عمران کو پہلی بار مایوسی اور بے بسی کے احساس نے جکڑ لیا۔ لیکن کیا عمران واقعی بے بس ہو گیا تھا؟ آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار پورچ میں روکی اور ابھی وہ کار کو لاک کر ہی رہا تھا کہ کار کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔

"اب باہر بھی آ جایئے شہزادہ عالم" ——— ثریا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شہزادہ عالم! ——— کہاں ہے ——— کدھر ہے ——— ارے غضب ہو گیا ——— وہ اڑ گیا ——— اوہو اب کیا ہو گا" ——— عمران نے بڑے پریشان لہجے میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُسے سخت مایوسی اور افسوس ہو رہا ہو۔ اور پھر برآمدے میں جیسے مترنم ہنسی کا طوفان سا آ گیا۔

"ہائیں ——— یہ کورس ہنسی کا ریکارڈ کہاں بج رہا ہے" ——— ؟ عمران نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"آپ باہر بھی نکلیں ——— میری فرینڈز دیکھنا چاہتی ہیں" ——— ثریا

SCANNED BY JAMSHED

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" دیکھنا چاہتی ہیں ــــ مگر وہ تو اُڑ گیا ــــ اب کیا ہوگا " ــــ ؟ عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

" کون اُڑ گیا " ــــ ؟ ثریا بھی حیران ہو رہی تھی۔

" ارے وہی شہزادہ عالم ــــ قسمت کا حال بتانے والا طوطا۔ اسی کا پوچھ رہی تھی نا تم " ــــ عمران نے مایوسی سے کہا۔

" میں آپ کو کہہ رہی تھی شہزادہ عالم ــــ بس اب زیادہ نہ اترائیے اور باہر آجائیے " ــــ ثریا نے اس کا بازو پکڑ کر باہر کھینچتے ہوئے کہا اور عمران یوں باہر آیا جیسے باول نخواستہ ایسا کر رہا ہو۔ اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی برآمدے میں پڑیں وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے جلدی سے اپنی ٹائی کی ناٹ سیدھی کرنا چاہی۔ مگر بوکھلاہٹ میں اُسے اور ٹیڑھا کر دیا۔

" بھئی فرینڈز! ــــ یہ ہے میرا اکلوتا بھائی علی عمران ــــ بولو کیسا ہے " ــــ ؟ ثریا نے عمران کا بازو پکڑ کر برآمدے میں کھڑی ہوئی چار لڑکیوں سے کہا۔ جیسے وہ باقاعدہ بولی دے رہی ہو۔

" اس کی ٹانگیں چھوٹی ہیں ــــ بیچارہ ٹھِنگنا لگ رہا ہے " ــــ ایک لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور برآمدہ کھی کھی کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

" اور آنکھیں تو دیکھو ــــ جیسے بٹن ہوں ــــ تنگ نظر شاید اسی کو کہتے ہوں گے " ــــ ایک دوسری لڑکی نے کہا اور برآمدہ کی چھت جیسے قہقہوں کے نئے ابھرنے والے طوفان نے اڑا دی ہو۔

" اور ناک دیکھو ــــ جیسے کوا منڈیر پر بیٹھا ہو " ــــ ایک اور لڑکی نے فقرہ چست کیا۔

" نہ بھئی نہ ــــ اس بیچارے کو کچھ نہ کہو ــــ آخر یہ ثریا کا بھائی ہے ــــ مگر شاید اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھیکے پر بنوایا ہے " ــــ پھوپھی نے پچکارتے ہوئے کہا۔ اور قہقہوں کا طوفان ایک بار پھر پھٹ پڑا۔

ثریا رُوہانسی سی ہو گئی تھی۔ جب کہ عمران یوں اکڑا کھڑا تھا جیسے کلف لگا ہوا کُرتہ کھونٹی سے ٹنگا ہوا ہو۔

" ہونہہ ــــ جل ککڑیاں حسد کے مارے جل گئیں ناں ــــ میرا بھائی تو شہزادہ ہے شہزادہ " ــــ ثریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" شہزادہ ! ــــ اگر یہ سچ مچ کا شہزادہ ہے تو پھر بھوتوں کا شہزادہ ہوگا ثریا " ــــ ان میں سے ایک نے کہا اور ایک بار پھر قہقہے اُمڈ پڑے۔

" ارے یہ کیا بدتمیزی ہے ــــ کیوں باہر کھڑی قہقہے لگا رہی ہو۔ اندر نہیں بیٹھا جاتا " ــــ اچانک برآمدے کے کونے والے دروازے سے عمران کی والدہ کی آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار سہم کر گیلری میں دوڑ گئیں۔

" امی! ــــ عمران آیا ہے " ــــ ثریا نے وہیں کھڑے کھڑے ہانک لگائی۔

" عمران آیا ہے ــــ کہاں ہے کم بخت ــــ باہر کیوں کھڑا ہے " ــــ عمران کی والدہ کی تیز آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ برآمدے میں آگئیں۔ عمران اسی طرح اکڑا کھڑا تھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ارے کیا ہوا میرے بیٹے کو ۔۔۔ کیا ہوا" ۔۔۔ ؟ عمران کی والدہ نے عمران کو اس حالت میں دیکھتے ہی بوکھلا کر کہا اور پھر تیزی سے عمران کی طرف دوڑیں۔

"وہ ۔۔۔ وہ امی جان! ثریا کی سہیلیاں ۔۔۔ وہ مجھے کہہ رہی تھیں کہ تم بھوتوں کے شہزادے ہو ۔۔۔ سچ امی جان" ۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ارے کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ ان کی یہ جرأت کہ میرے بیٹے کو بھوتوں کا شہزادہ کہیں ۔۔۔ ابھی جوتیوں سے کھوپڑی پلپلی کر دوں گی۔ میرا بیٹا تو پرستان کا شہزادہ ہے پرستان کا" ۔۔۔ عمران کی والدہ نے قریب آتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے ان کے پیر چھونے کے لئے جھک گیا اور عمران کی والدہ نے آگے بڑھ کر اسے یوں گلے لگا لیا جیسے صدیوں کی بچھڑی ہوئی ماں کی اپنے گم شدہ بیٹے سے اچانک ملاقات ہو گئی ہو۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ابل پڑے تھے۔

"تم عمران ۔۔۔ تم نے مجھے بہت دکھ دیا ہے ۔۔۔ تم مجھ سے ملنے ہی نہیں آتے ۔۔۔ کئی کئی مہینے ہو جاتے ہیں۔ تمہاری شکل کو ترستی رہتی ہوں" ۔۔۔ عمران کی والدہ نے گلوگیر لہجے میں کہا اور عمران کو یوں محسوس ہوا، جیسے وہ تپتے صحراؤں سے گزرتے ہوئے کسی نخلستان کی چھاؤں میں آ گیا ہو۔ اس کی رگ رگ میں سکون کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"اب میں روزانہ آیا کروں گا امی جان! ۔۔۔ وعدہ پکا وعدہ" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ میں نے دیکھ لئے ہیں تمہارے وعدے ۔۔۔ اب میں تیرا پکا انتظام کر رہی ہوں ۔۔۔ پھر دیکھوں گی تم کیسے نہیں آتے"۔ بیگم رحمان نے علیحدہ ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں امی جان! ۔۔۔ پھر دیکھیں گے بھائی جان کیسے نہیں آتے" ۔۔۔ ثریا نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے کیا پروگرام بنایا ہے ۔۔۔ کیا میرے پیروں میں زنجیر باندھنی ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے پوچھا۔

"ایسی ویسی زنجیر ۔۔۔ تم بھی یاد کرو گے بہت آزاد پھرے ہو اب تک" ۔۔۔ عمران کی والدہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کا بازو پکڑ کر اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے اندر لیتی چلی گئیں۔

"ارے کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے" ۔۔۔ عمران نے ثریا کی طرف دیکھ کر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور ثریا ہنستی ہوئی گیلری میں بھاگتی چلی گئی جدھر اس کی سہیلیاں گئی تھیں اور عمران اپنی والدہ کے ساتھ گھسٹتا ہوا بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

"واقعی سچ مچ کا شہزادہ ہے ۔۔۔ بھئی غضب کا بھائی ہے ثریا تمہارا" ۔۔۔ دوسرے کمرے سے ایک مترنم آواز سنائی دی۔

"وہاں تو تم اور کچھ کہہ رہی تھیں" ۔۔۔ ثریا کی روٹھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے وہ تو ہم تمہیں چھیڑ رہی تھیں ۔۔۔ تم نے کہاں چھپا کے رکھا تھا اتنا سویٹ بھائی" ۔۔۔ دوسری آواز سنائی دی اور پھر ہلکے پھلکے قہقہے گونج اٹھے۔

"تم جلدی سے لباس بدل لو ۔۔۔ غسل خانے میں ثریا نے رکھ دیا ہے"۔۔۔ عمران کی والدہ نے کمرے میں آ کر کہا۔

"لباس بدل لوں ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ لباس تو میرا صاف ہے امی جان"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آ گیا عمران"۔۔۔ اچانک دروازے پر سر رحمان کی گونج دار آواز سنائی دی اور عمران بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"السلام علیکم قبلہ و کعبہ جناب والد گرامی"۔۔۔ عمران نے بوکھلا کر ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ۔۔۔ جلدی سے لباس بدل لو ۔۔۔ مہمان آنے والے ہیں۔ جلدی کرو"۔۔۔ سر رحمان نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گئے۔

"مہمان ۔۔۔ کیسے مہمان امی جان ۔۔۔ آخر یہ کیا ہونے والا ہے"؟ عمران نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم لباس تو بدل لو ۔۔۔ پھر بتاتی ہوں جلدی کرو"۔۔۔ عمران کی والدہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اُسے غسل خانے کی طرف دھکیل کر وہ تیزی سے قدم اٹھاتی پچھلے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئیں اور عمران حیرت سے آنکھیں گھماتا غسل خانے میں داخل ہو گیا۔ بات اس کے پلے نہ پڑ رہی تھی۔ سارے گھر والوں کا رویہ پُراسرار تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے انہوں نے اس کے خلاف کوئی سازش کر رکھی ہو۔ اور والدہ جو اُسے دیکھتے ہی جوتی ہاتھ میں پکڑ لیتی تھیں۔ آج ان کے چہرے پر بھی مسرتوں کے گلاب کِھل رہے تھے۔

SCANNED BY JAMSHED

عمران جب غسل خانے میں داخل ہوا تو الماری میں ٹنگا ہوا لباس دیکھ کر وہ بوکھلا کر دروازے کی طرف پلٹا۔

"ارے ارے کیا ہوا بھائی جان! ۔۔۔ کیا کوئی سانپ نظر آ گیا ہے"۔۔۔ ثریا کی آواز سنائی دی۔

"ارے چڑیل! ۔۔۔ سچ سچ بتاؤ یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔؟ یہ زرتار اچکن اب میں پہنوں گا ۔۔۔ یہ چکر کیا ہے"۔۔۔ عمران نے ثریا کی چوٹی پکڑتے ہوئے کہا۔

"ب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بتاتی ہوں بھائی جان! ۔۔۔ میرے بال تو چھوڑیں"۔۔۔ ثریا نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ پہلے بتاؤ پھر چھوڑوں گا"۔۔۔ عمران نے چوٹی کو اور زیادہ بل دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ امی جان ۔۔۔ امی جان بچائیے"۔۔۔ ثریا نے بُری طرح چیخنا شروع کر دیا اور عمران نے بوکھلا کر اس کی چوٹی چھوڑ دی۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔؟ اس کی والدہ کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"امی جان! ۔۔۔ بھائی جان نے میرے بال خراب کر دیئے ہیں"۔ ثریا نے روہانسی سی شکل بناتے ہوئے کہا۔

"ارے تم نے ابھی تک لباس نہیں بدلا ۔۔۔ جلدی کرو۔ ورنہ تیرا باپ آ گیا تو اودھم مچا دے گا"۔۔۔ عمران کی والدہ نے اُسے دوبارہ غسل خانے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"مگر امی جان پہلے بتا دیتے تو سہی ـــــ آخر یہ کیا ہو رہا ہے" ـــــ؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس تم لباس بدل کر آ ـــــ پھر بتاؤں گی جلدی کرو جلدی" ـــــ عمران کی والدہ نے زبردستی عمران کو غسل خانے میں دھکیلا اور پھر باہر سے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

"امی جان! ـــــ بھائی جان کو بتا دیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت پر بھاگ جائیں" ـــــ ثریا نے والدہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خوامخواہ بھاگ جائے گا ـــــ جوتیوں سے کھوپڑی نہ پلپلی کر دوں گی" ـــــ عمران کی والدہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور ثریا ہنستی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

عمران اندر کھڑا غور سے اس لباس کو دیکھ رہا تھا۔ نفیس ململ کا سفید کرتا ـــــ تنگ پائجامہ ـــــ زرتار سنہری اچکن ـــــ سلیم شاہی جوتی ـــــ سر پہ پہننے کے لئے پشاوری کُلاہ ـــــ اور اسی لمحے اس کے ذہن میں چھناکا سا ہوا اور سہم کر رہ گیا۔ یہ لباس اور یہ گھر والوں کا پُراسرار رویہ ـــــ مسکراہٹ بھرا انداز ـــــ مہمان ـــــ اور ثریا کی سہیلیاں ـــــ کہیں اس کی شادی تو نہیں کی جا رہی ـــــ؟ اور اس بات کے ذہن میں آتے ہی سچ مچ عمران کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس نے مڑ کر زور زور سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"کیا بات ہے ـــــ کیوں دروازہ پیٹ رہے ہو" ـــــ؟ اچانک باہر سے سر رحمان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"اباجان ـــــ شش ـــــ شش شادی ـــــ شادی" ـــــ عمران نے اندر سے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"شادی ـــــ کس کی شادی" ـــــ سر رحمان کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور ساتھ ہی انہوں نے چٹخنی کھول کر دروازے کو دھکیلا۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے جھکائی دے کر باہر بھاگنا چاہا۔ مگر سر رحمان نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"کہاں جا رہے ہو احمق ـــــ اُلو" ـــــ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"شش ـــــ شادی ـــــ اباجان شادی" ـــــ عمران نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کیا بک رہے ہو ـــــ کیسی شادی ـــــ جلدی سے لباس بدل لو ـــــ مہمان آنے والے ہیں ـــــ جلدی کرو" ـــــ سر رحمان نے عمران کو واپس غسل خانے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"اباجان خدا کے لئے آپ کو دادی اماں کی رُوح کا واسطہ ـــــ مجھے بتا تو دیجیے کہ آخر میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے" ـــــ؟ عمران نے بے اختیار جھک کر سر رحمان کے پاؤں پکڑتے ہوئے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ارے تم تو بالکل بچے ہو ـــــ نادان بچے ـــــ بھئی تمہاری سالگرہ منائی جا رہی ہے اور بس" ـــــ سر رحمان نے اپنی طبیعت کے خلاف بے اختیار ہنس کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سالگرہ ـــــ شکر خدا کا ـــــ شکریہ شکریہ" ـــــ عمران نے اچھلتے

ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ سر رحمان کے گلے سے یوں لٹک گیا جیسے چھوٹے بچے باپ کے گلے سے لٹکتے ہیں۔

" ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو ۔۔۔ ہٹو احمق " ۔۔۔ سر رحمان نے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا اور عمران انہیں چھوڑ کر جمپ لگا کر غسل خانے میں گھسا اور اس نے دروازہ بند کر لیا۔

سر رحمان ہنستے ہوئے واپس دروازے کی طرف مڑ گئے۔ دو روز قبل ثریا نے بتایا تھا کہ دو روز بعد عمران کی سالگرہ ہے اور عمران کی والدہ سر رحمان کے سر ہو گئیں کہ عمران کی سالگرہ دھوم دھام سے منائی جائے۔ پہلے تو سر رحمان نے حسب عادت ٹالنا چاہا۔ مگر جب عمران کی والدہ رونے لگ گئیں کہ ان کا ایک ہی بچہ ہے اور وہ آج تک اس کی ایک خوشی بھی نہیں دیکھ سکیں تو مجبوراً سر رحمان کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور پھر انہوں نے باقاعدہ سالگرہ منانے کا اعلان کر دیا اور ثریا نے والدہ اور والد کو منا لیا کہ عمران کو آخر وقت تک نہ بتایا جائے اور چپکے چپکے ساری تیاریاں کر کے اسے بلا لیا جائے۔ چنانچہ وہی ہوا۔

عمران کو اس سارے پروگرام کی ہوا تک نہ لگی اور ثریا بازار سے اس کا یہ زرتار لباس بھی خرید لائی۔ اپنی سہیلیوں کو بھی بلا لیا۔ اور ایک انتہائی خوبصورت کیک بھی آرڈر پر بنوا لیا۔ سر رحمان نے عزیزوں اور دوستوں کو دعوت دے دی کہ عمران کی سالگرہ پر پہنچ جائیں۔ اور ثریا نے ابھی اسے فلیٹ پر ٹیلیفون کیا تھا اور صرف اتنا ہی کہا تھا کہ وہ فوراً کوٹھی پر پہنچ جائے۔ اسے والدہ بلا رہی ہیں اور پھر عمران

نے ثریا سے مزید وضاحت مانگی۔ لیکن ثریا نے صرف اتنا کہہ کر فون بند کر دیا کہ اتنا وقت نہیں ہے۔ بس وہ فوراً ہی کوٹھی پہنچ جائے۔ اور عمران اپنے سارے پروگرام چھوڑ کر فوراً بھاگا چلا آیا تھا کہ نجانے کیا بات ہے جو اچانک اور فوراً بلایا گیا ہے۔

عمران جب لباس بدل کر غسل خانے سے باہر آیا تو وہ سچ مچ کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ لباس سے اس کی وجاہت اور بانکپن اور بھی نکھر آیا تھا اور پھر والدہ۔ ثریا اور اس کی سہیلیوں نے اسے گھیر لیا۔ اس کی والدہ تو جیسے اس پر نچھاور ہو رہی تھیں اور ثریا کے تو قدم ہی زمین پر نہ ٹک رہے تھے۔

" تم لوگ بیٹھو ۔۔۔ میں انتظامات دیکھ لوں۔ ابھی مہمان آتے ہی ہوں گے " ۔۔۔ والدہ نے کہا اور ان کے جانے کے بعد تو ثریا کی سہیلیوں نے عمران پر تابڑ توڑ سوالات کرنے شروع کر دیئے

" آپ کیا کام کرتے ہیں " ۔۔۔ ایک لڑکی نے پوچھا۔

" میں قسمت کا حال بتلانے والے طوطے پالتا ہوں ۔۔۔ اور پھر انہیں نجومیوں کے ہاتھ بیچ دیتا ہوں " ۔۔۔ عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مگر ثریا تو بتا رہی تھی کہ آپ جاسوس ہیں " ۔۔۔ دوسری لڑکی نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

" جاسوس ۔۔۔ ارے توبہ توبہ ۔۔۔ اس میں تو ٹھائیں ٹھائیں ہوتی ہے ۔۔۔ میرے طوطے توپ تو چلاتے ہیں مگر ہلکی سی ٹھائیں اور بس " ۔۔۔ عمران نے بدستور سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"حیرت ہے ___ آپ ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی ہونے کے باوجود یہ گھٹیا کام کرتے ہیں" ___ ایک لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنی ساری ڈگریاں ___ ہماری کہاں قسمت ___ میں نے تو سکول کا منہ تک نہیں دیکھا ___ یہ تو بس نام کو رعب دار بنانے کے لئے ساتھ لکھ دیتا ہوں" ___ عمران نے جواب دیا۔

"سکول کا منہ نہیں دیکھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ___ انکل رحمان نے آپ کو پڑھایا نہیں" ___ سب لڑکیاں واقعی حیرت زدہ تھیں ان پر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی انکشافات ہو رہے تھے۔

"یقین کرو جس سکول میں ڈیڈی نے مجھے داخل کرایا تھا اس کا منہ ہی نہ تھا ___ بس کمرے تھے۔ برآمدہ تھا اور ایک گھنٹی تھی" ___ عمران نے یقین دلانے والے لہجے میں کہا۔

"تو اور کیسا ہوتا ہے سکول کا منہ" ___؟ ایک لڑکی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"ارے جیسے آپ کا منہ ہے ___ جعلی ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار دانت ___ پھنگنی سی ناک ___ کڑوے بادام جیسی آنکھیں ___ کھٹے سیبوں جیسے گال ___ اور سرکنڈوں جیسے بال ___ یقین کیجئے اتنا تو ہونا چاہیے تھا۔ وہاں تو اتنا بھی نہ تھا" ___ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ ! ___ تمہیں لیڈیز سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے" ___ لڑکی اپنا حلیہ بگڑتے دیکھ کر بُری طرح اکھڑ گئی۔

SCANNED BY JAMSHED

"تمیز ___ اور وہ بھی لیڈی تمیز ___ کونسے سٹور سے ملتی ہے پلیز مجھے ضرور بتلائیے ___ میں آپ کو خرید دونگا ___ آج ہی میں نے ایک طوطا بیچا ہے۔ پورے پچاس روپے میں بکا ہے" ___ عمران نے کہا۔ لیکن وہ لڑکی پیر پٹختی ہوئی دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ نے فوزیہ کو ناراض کر دیا ___ بڑی نفیس قسم کی لڑکی ہے۔ بدتمیزی قطعاً پسند نہیں کرتی" ___ ایک اور لڑکی نے کہا۔

"کس گلاس فیکٹری کی بنی ہوئی ہے" ___؟ عمران نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"گلاس فیکٹری ___ کیا مطلب" ___؟ باقی لڑکیوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جبھی نفیس جو ہوئی ___ لازماً شیشے کی بنی ہوئی ہو گی" ___ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا اور سب لڑکیاں بے اختیار ہنس پڑیں۔ لیکن دوسرے ہی لمحے ان کی ہنسی کو یکلخت بریک لگ گیا کیونکہ سر رحمان کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

"تم تیار ہو گئے ___ گڈ ___ آؤ میرے ساتھ" ___ سر رحمان نے کہا۔ عمران کو دیکھ کر ان کی نظروں میں پسندیدگی کے آثار اُبھر آئے تھے

"مم ___ مم ___ مگر ڈیڈی ! ___ مجھے ڈر لگ رہا ہے" ___ عمران نے خوف سے سمٹتے ہوئے کہا۔

"ڈر لگ رہا ہے ___ کیا مطلب" ___؟ سر رحمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"اگر میں مطلب بتا دوں تو آپ ماریں گے تو نہیں" ——— عمران نے اور زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ——— چلو اٹھو مہمان آ گئے ہیں اب فنکشن بھی ہو جاتے" ——— سر رحمان نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر وہ مطلب تو رہ گیا ڈیڈی" ——— عمران نے بادلِ نخواستہ اٹھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے تم کوئی بکواس کرو گے اور اس موقعہ پر میں کوئی بکواس نہیں سُننا چاہتا" ——— سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گئے۔ وہ عمران کی عادت کو اچھی طرح جانتے تھے۔

"اگر آپ کا جی چاہ رہا ہو تو آپ مطلب سُن لیں ——— نہ چاہ رہا ہو تب بھی سُن لیں۔ کیونکہ میرے پیٹ میں مروڑ اُٹھ رہے ہیں۔ اور جب تک میں مطلب نہیں بتاؤں گا یہ مروڑ بڑھتے ہی جائیں گے۔" عمران نے ثریا کی سہیلیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو چلیئے بتا دیجئے" ——— لڑکیوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو لائیے فیس" ——— عمران نے خوش ہو کر ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"فیس ——— کیسی فیس" ——— ؟ لڑکیوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے تو مفت میں مطلب بتا دوں ——— واہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جس ڈکشنری سے میں نے مطلب دیکھا تھا وہ بڑی ہی مہنگی ملی تھی۔"

عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو نہ بتائیے ——— ہم نے کوئی منت کی ہے آپ کی" ——— لڑکیوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ اب عمران کی ٹائپ سمجھ کر اس سے کھل کر باتیں کر رہی تھیں۔

"اچھا چلو بتا دیتا ہوں ——— کاش! یہ مروڑ نہ اٹھتے تو میں کبھی فیس لیے بغیر مطلب نہ بتاتا ——— مگر اب کیا کروں مجبور ہوں" ——— عمران نے بے بسی سے لہجے میں کہا۔

"توبہ ہے ——— اب بتا بھی دیجئے" ——— لڑکیوں نے کہا۔

"کیا بتا دوں" ——— ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"مطلب" ——— لڑکیوں نے کہا۔

"کس کا مطلب" ——— ؟ عمران اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

"جو آپ بتا رہے تھے" ——— لڑکیوں نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا وہ مطلب ——— اچھا اچھا ——— دراصل مجھے مطلبی آدمی سے بڑی چڑ ہے ——— بغیر مطلب کے تو کوئی بات ہی نہیں کرتا مطلب ہو تو سلام ——— ورنہ وعلیکم السلام" ——— عمران کی زبان چل پڑی اور لڑکیاں بے تحاشا ہنسنے لگیں۔

"ارے بھائی جان! ——— آپ یہاں کھڑے ہیں اور وہاں مہمان آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ——— ثریا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری سہیلیوں کو مطلب بتا رہا تھا ۔۔۔۔ بیچاری کند ذہن ہیں جتنا بھی سمجھاتا ہوں یہ ویسے ہی کوری کی کوری ہیں ۔ انہیں بادام کھلایا کرو اگر ان کی یہی حالت رہی تو پرائے گھر جا کر کیا کریں گی ۔۔۔۔ وہاں یہ شوہر کا مطلب پوچھنے بیٹھ گئیں تو ۔۔۔۔۔" عمران نے کہا ۔

"ارے اس کی باتوں میں نہ آنا ۔ یہ تو تمہیں چٹکیوں میں اڑا دے گا ۔ چلئے بھائی جان ! ۔۔۔ اور میری سہیلیوں کو معاف کر دیجئے ۔ یہ آپ جیسی سمجھدار ہوتیں تو ۔۔۔۔۔" ثریا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"تو قسمت کا حال بتانے والے طوطے بیچتیں" ۔۔۔۔ عمران نے فقرہ مکمل کر دیا اور لڑکیاں جو عمران کے ریمارکس پر برا سا منہ بنائے کھڑی تھیں بے اختیار ہنس پڑیں اور ثریا عمران کو گھسیٹتی ہوئی بڑے ہال کی طرف بڑھتی گئی ۔ جہاں سالگرہ منانے کا انتظام کیا گیا تھا اور جہاں سب مہمان موجود تھے ۔

اس کمرے کو ثریا نے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا تھا ۔ درمیان میں ایک بڑی میز پر ایک بڑا سا کیک رکھا ہوا تھا جس پر تیس موم بتیاں جل رہی تھیں اور میز کے گرد بہت سی عورتیں اور مرد کھڑے تھے ۔ سر رحمان اور عمران کی والدہ بھی ایک طرف موجود تھیں ۔ یہ سب ان کے رشتہ دار تھے ۔ سر رحمان نے صرف نزدیکی رشتہ داروں کو بلایا تھا تاکہ عمران کی والدہ اور ثریا کھل کر اس فنکشن کو اٹینڈ کر سکیں ۔ ورنہ ظاہر ہے وہ پردہ کرتی تھیں ۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یا مہمانانِ گرامی قدر" ۔۔۔۔ عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے

SCANNED BY JAMSHED

کہا اور مہمانوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی ۔ ویسے عمران کی وجاہت اور بچپن دیکھ کر ان سب کے چہروں پر پسندیدگی کے آثار ابھر آتے تھے ۔

"ادھر آؤ عمران ۔۔۔ یہاں آؤ" ۔۔۔۔ سر رحمان نے اسے اپنی طرف بلاتے ہوئے کہا ۔ اور عمران ان کی طرف بڑھ گیا ۔

سر رحمان نے میز کے قریب اسے کھڑا کیا ۔ اس کی دائیں طرف وہ خود کھڑے تھے جبکہ بائیں طرف اس کی والدہ تھی ۔ باقی مہمانوں نے چاروں طرف سے میز کو گھیر رکھا تھا ۔

"ڈیڈی ! ۔۔۔ یہ ہمارے رشتہ دار بیچارے بہت ہی غریب لگتے ہیں" ۔۔۔۔ اچانک عمران نے اونچے لہجے میں کہا اور سر رحمان کے ساتھ ساتھ سارے مہمان عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑے ۔

"کیا بکواس ہے" ۔۔۔۔ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا انہیں عمران کا یہ ریمارک شاید بے حد برا لگا تھا ۔

"ڈیڈی ۔۔۔ غربت بکواس نہیں ہوتی ۔ اس دنیا کی اٹل حقیقت ہے ۔۔۔ اب دیکھیئے نا ۔۔۔ مجھے میز پر ایک بھی تحفہ نظر نہیں آرہا ۔ اب ایسی بھی کیا غربت کہ دو چار ہزار روپے کا تحفہ ہی نہ خرید سکیں ۔ اور خالی ہاتھ لٹکائے سالگرہ مبارک کہنے آدمی آجاتے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور مہمانوں کے چہرے غصے سے بگڑنے لگے ۔

"شٹ اپ ۔۔۔ نان سنس ۔۔۔ میں نے خود سب کو تحفے لانے سے منع کر دیا تھا" ۔۔۔۔ سر رحمان نے غصے سے ہنکارتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ! ۔۔۔ آپ نے ان بیچاروں پر بڑا کرم کیا ڈیڈی ۔۔۔ چلو کچھ دن

اور ان کے کٹ جائیں گے" ــــــ عمران نے مسمسی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"رحمان صاحب! ــــ آپ نے ہمیں بلا کر ہماری توہین کی ہے"۔ ایک سوٹ میں ملبوس ادھیڑ عمر آدمی نے غصے سے پھنکار کر کہا۔

"تو کیا بذریعہ ڈاک آپ کو توہین بھیج دی جاتی ــــ آپ بھی کمال کے آدمی ہیں۔ خوامخواہ ڈاک کا خرچ بڑھانا چاہتے ہیں" ــــ عمران نے جھٹ سے جواب دیا۔ اور سر رحمان کا ہاتھ غصے سے گھوم گیا۔ ان کے چہرے پر جلال عود کر آیا تھا لیکن عمران تیزی سے جھک گیا اور سر رحمان کا گھومتا ہوا ہاتھ پوری قوت سے عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک مہمان کے چہرے پر پڑا۔ اور پھر تو ہال میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔

"ارے ارے غریبوں کے تھپڑ بھی مارتے ہیں ــ چچ چچ" ــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے دوڑ لگائی اور باہر والے دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

عمران کی والدہ اور ثریا حیرت سے بت بنی کھڑی تھیں اور پورا ہال تیز باتوں سے گونج رہا تھا۔ سر رحمان بیچارے ایک ایک سے معذرت کر رہے تھے اور علی الاعلان عمران کو گالیاں دے رہے تھے لیکن مہمان غصے سے جلتے بھنتے بڑبڑاتے تیزی سے واپس جانے لگے اور سر رحمان تو اس بے عزتی پر جیسے غصے سے پاگل ہو گئے۔

"یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے ــــ کیا ضرورت تھی اس اُلو کے پٹھے کی سالگرہ منانے کی ــــ ناخلف۔ ناہنجار ــــ تمیز نہیں اُسے بات کرنے کی ــ جاہل ــ اُلو ــــ احمق ــــ میں تو اسے گولی

SCANNED BY JAMSHED

مار دوں گا" ــــــ سر رحمان اپنی بیگم پر الٹ پڑے اور عمران کی والدہ سے اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ وہ بے اختیار رونے لگیں۔ ثریا انہیں چپ کرانے میں لگ گئیں اور سر رحمان غصے سے پیر پٹختے اپنے کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"چلے گئے سب لوگ ــــ منہ اٹھا کر آجاتے ہیں خالی ہاتھ لٹکاتے تمیز نہیں کہ سالگرہ کیسے منائی جاتی ہے" ــــ اچانک ایک دروازے سے عمران کی آواز سنائی دی۔ وہ شائد کسی کمرے میں چھپ گیا تھا۔

"تو ابھی یہیں ہے ــــ ٹھہر جا ــــ میں تمہاری کھوپڑی پلپلی کرتی ہوں" ــــــ عمران کی والدہ عمران کی آواز سنتے ہی غصے سے پھٹ پڑیں اور دوسرے لمحے وہ جوتی اتار کر عمران کی طرف لپکیں جو پہلے ہی سر پر پہنی ہوئی کلاہ اتار کر جھک گیا تھا۔ اور پھر ثریا انہیں روکتی رہ گئی۔ مگر انہوں نے غصے اور جھلاہٹ میں پٹاخ پٹاخ عمران کے سر پر جوتیاں برسانا شروع کر دیں اور عمران جس کو انگلی لگنے کی حسرت لئے بڑے بڑے لڑاکے قبروں میں جا گھسے تھے، بڑے اطمینان سے سر جھکائے اپنی ماں کی جوتیاں کھا رہا تھا۔

"بس بس پوری تیس ہو گئی ہیں ــــ سالگرہ مبارک۔ سالگرہ مبارک" ــــــ عمران نے اچانک سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اور ثریا غصے میں ہونے کے باوجود اس کے اس انداز میں سالگرہ منانے پر بے اختیار ہنس پڑی۔ اور عمران کی والدہ جوتی چھوڑ کر عمران سے لپٹ کر رونے لگیں۔ اب شائد انہیں یہ خیال آگیا تھا کہ انہوں نے اتنی ساری جوتیاں مار دی ہیں۔

"ارے ارے خوشی کے موقع پر رونا کیسا ——— میں تو شکر پڑھ رہا ہوں کہ ابھی صرف تیس سال کا ہوں ——— اگر ستر سال کا ہوتا تو پوری ستر جوتیاں کھانی پڑتیں ——— ویسے بائی دی وے امی! ثریا کی کونسی سالگرہ ہے ——— میں ذرا مضبوط سی جوتی کا بندوبست کر دوں" ——— عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"تم پورے شیطان ہو ——— بھلا کیا ضرورت تھی ایسے فقرے کہنے کی ——— سارے رشتہ دار ناراض ہو کر چلے گئے ہیں اور ابو کو اتنی تکلیف پہنچی ہے کہ ———" ثریا نے کہا۔

"ارے ثریا آخر تم میری بہن ہو ——— پلیز امی کی جوتیاں میں نے کھالی ہیں اب ابو کا غصہ تم اتار دو۔ مگر سر پہ وگ لگا لینا ——— ایسا نہ ہو کہ ان کی پشاوری چپل تمہارا سر ہی گنجا کر دے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر انہیں چھوڑ کر تیزی سے سر رحمان کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں ڈیڈی" ——— ؟ عمران نے دروازے میں رک کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

سر رحمان جو ایک آرام کرسی پر لیٹنے کے سے انداز میں آنکھیں بند کیے بیٹھے تھے اور شاید اس طرح اپنے ہائی بلڈ پریشر کو کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، عمران کی آواز سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔ عمران کو دیکھتے ہی غصے سے ان کا چہرہ پھر بگڑنے لگا۔

"تم ——— تم ——— دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ——— دور ہو جاؤ میری نظروں سے ——— تم نے مجھے میرے عزیزوں کے سامنے بے عزت کیا

SCANNED BY JAMSHED

ہے ——— دو کوڑی کا نہیں رکھا" ——— سر رحمان غصے سے پھٹ پڑے۔

"ڈیڈی! ——— میں نے جان بوجھ کر یہ فقرے کہے تھے" ——— عمران نے بڑے فرمانبردارانہ اور سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"جان بوجھ کر کیوں ——— آخر تم نے ایسا کیوں کیا" ——— ؟ سر رحمان نے چونک کر پوچھا۔

"ڈیڈی آپ ایک طرف کھڑے تھے ——— آپ نے شاید سنا نہیں مہمان ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ سر رحمان شاید کنجوس ہیں۔ یا پھر ان کے پلے کچھ نہیں کہ بیٹے کی پہلی سالگرہ کر رہے ہیں اور بس چند آدمیوں کو بلا لیا ہے تاکہ دعوت پر زیادہ خرچ نہ ہو" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کہہ رہے تھے ——— کون کہہ رہے تھے احمق۔ الو ——— میں نے صرف تمہاری والدہ اور ثریا کے پردے کا خیال کرتے ہوئے محدود فنکشن کا سوچا تھا" ——— سر رحمان کا دماغ گھوم گیا۔

"ڈیڈی! ——— وہ تو کہہ رہے تھے کہ آپ نے اس لئے سالگرہ کا ڈرامہ کیا ہے تاکہ بیٹے کو دکھا کر کسی مالدار عزیز کی بیٹی کا رشتہ مانگیں اور اس طرح ریٹائر ہونے کے بعد غربت سے بچ سکیں ——— اب بھلا ڈیڈی! میں ایسی باتیں سننے کے بعد خاموش رہ سکتا تھا۔ میں نے آپ کی توہین کا بدلہ سرعام لے لیا" ——— عمران نے کہا۔

"تم نے بہت اچھا کیا ——— مجھے پہلے بتا دیتے تو میں ان سب کے سر پہ جوتیاں مار کر انہیں کوٹھی سے نکال دیتا ——— ہونہہ۔ انہوں

نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے ۔۔۔ انہیں نہیں معلوم کہ میری آبائی جائیداد کتنی ہے ۔۔۔ میں ریٹائر ہونے کے بعد بھوکا مروں گا۔ احمق۔ اُلو کے پٹھے" ۔۔۔ سر رحمان کا ذہن پوری طرح گھوم چکا تھا انہوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ عمران تو آخری وقت میں آیا تھا۔ اس نے یہ سب باتیں کیسے سُن لیں۔

"ڈیڈی! ۔۔۔ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے نا ۔۔۔ آپ کو تکلیف تو ضرور ہوئی۔ لیکن مجھ سے ان کی باتیں برداشت نہ ہو سکی تھیں ۔۔۔ آخر آپ کی عزت میری عزت ہے" ۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر بڑی نیاز مندی سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم پر غصہ تو بہت آیا تھا ۔۔۔ لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ ایسے گھٹیا ثابت ہوں گے ۔۔۔ میں نے خوامخواہ تمہاری والدہ کو ڈانٹ دیا ۔۔۔ آؤ! ۔۔۔ ہم خود سالگرہ مناتے ہیں ۔۔۔ لعنت بھیجو ان رشتہ داروں پر" ۔۔۔ سر رحمان نے نرم لہجے میں کہا۔

"وہ تو میں منا بھی چکا ڈیڈی ۔۔۔ پوری تیس جوتیاں کھائی ہیں۔ تب جا کر سالگرہ مبارک ہوئی ہے" ۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔ میں سمجھ گیا" ۔۔۔ سر رحمان، عمران کی بات سُن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"ڈیڈی! ۔۔۔ کیا اب آپ بھی تیس جوتیاں مارنے کے بعد ہی سالگرہ مبارک کہیں گے ۔۔۔ یا آپ سمجھداری سے کام لیں گے اور مجھے ویسے ہی تحفہ دے دیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"تحفہ! ۔۔۔ اچھا اچھا سمجھ گیا" ۔۔۔ سر رحمان نے ہنستے ہوئے کہا۔ ان کا سارا غصہ عمران کی باتوں نے دُور کر دیا تھا اور پھر انہوں نے الماری میں لٹکے ہوئے اپنے کوٹ سے چیک بک نکالی اور اس پر ایک لاکھ روپے لکھ کر دستخط کر کے چیک عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہوں ۔۔۔ صرف ایک لاکھ روپیہ ۔۔۔ سچ کہہ رہے تھے بیچارے رشتہ دار کہ ڈیڈی کنجوس ہو گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور سر رحمان بے اختیار مسکرا دیئے۔ انہیں عمران پر بے پناہ پیار آ رہا تھا جس نے ان کی عزت کو اپنی عزت سمجھا تھا۔ اب انہیں اصل بات کا علم ہی نہ تھا کہ عمران نے یہ حرکت اس لئے کی تھی تاکہ آئندہ وہ ایسے فنکشن کا سوچیں ہی نہیں اُسے ایسے تکلفات سے چڑ تھی۔

ایک بڑے سے کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر چار افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پانچویں کرسی خالی تھی۔ ان چاروں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ ان کے ٹھوس اور قوی ہیکل جسم اور چہروں پر موجود درشتی صاف بتا رہی تھی کہ ان چاروں کا تعلق زیرِ زمین دنیا سے ہے۔ میز کے درمیان میں ایک چھوٹا سا باکس رکھا ہوا تھا۔ باکس کا ڈھکن کھلا ہوا تھا اور اس میں انتہائی قیمتی سگار بھرے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی ایک قیمتی سگار لائٹر بھی موجود تھا۔ میز پر پانچ بڑے بڑے ایش ٹرے بھی موجود تھے۔ لیکن ان چاروں میں سے کوئی بھی سگریٹ یا سگار نہ پی رہا تھا۔ وہ بس خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور وہ چاروں یوں تن کر سیدھے ہو گئے جیسے ان کے اعصاب کو کلف لگ گیا ہو۔ اسی لمحے کمرے کے دائیں کونے میں موجود چھوٹا سا دروازہ کھلا اور ایک

SCANNED BY JAMSHED

لمبا تڑنگا دیو قامت جسم کا مالک آدمی ہاتھ میں بریف کیس پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر موجود بال برف کی طرح سفید تھے۔ جب کہ اس کی بڑی بڑی مونچھیں گہرے سیاہ رنگ کی تھیں۔ چوڑے چہرے پر وقار اور تمکنت تھی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھ جاؤ" ——— آنے والے نے میز پر اپنا بریف کیس رکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر خود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی باقی چاروں بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ لیکن ان کے اعصاب اسی طرح تنے ہوئے تھے۔

"آپ ایزی ہو کر بیٹھیں ——— یہ ہنگامی میٹنگ ضرور ہے لیکن یہ رپورٹنگ میٹنگ نہیں ——— بلکہ ایک نئے کیس کو ڈسکس کرنے کے لئے ہنگامی میٹنگ بلائی گئی ہے" ——— سفید بالوں والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان چاروں نے طویل سانس لیتے ہوئے اپنے جسموں کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ اب ان کے چہروں پر بھی اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

"آپ سگار پی سکتے ہیں" ——— سفید بالوں والے نے سگار کے ڈبے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر ڈبے میں موجود سگاروں میں سے ایک سگار اٹھا کر اپنے منہ میں دبا لیا اور لائٹر سے اسے لائٹ دینے لگا۔ اس کے بعد باقی چاروں نے بھی سگار اٹھا لئے اور پھر باری باری سب نے اپنے سگار سلگا لئے۔ اب ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ سگار پینے کی اجازت ملنے کا مطلب تھا کہ یہ میٹنگ

SCANNED BY JAMSHED

غیر رسمی ہے۔ عام دوستانہ میٹنگ۔ جہاں وہ کھل کر باتیں کر سکتے ہیں اور تنظیمی ڈسپلن اس میٹنگ پر لاگو نہیں ہو سکتا۔

سگار کے دو چار کش لینے کے بعد سفید بالوں والے نے اپنے سامنے رکھا ہوا بریف کیس کھولا اور پھر اس میں سے سرخ کور والی ایک فائل کھول لی۔ سرخ کور کا مطلب یہ تھا کہ کوئی اہم ترین معاملہ درپیش ہے۔

"آپ سب کو معلوم ہے کہ ہمارے سیکشن کو ایسے کیس دیئے جاتے ہیں جن کی بین الاقوامی اہمیت ہوتی ہے ۔۔۔ چنانچہ صدر مملکت نے ایک اور اہم ترین کیس ہمارے سیکشن کو ریفر کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ ہدایات بھی ہیں کہ ہمیں ہر صورت میں اس مشن کو کامیاب کرنا ہے ہر صورت کا مطلب تم سمجھتے ہو" ۔۔۔ سفید بالوں والے نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ اچھی طرح سمجھتے ہیں" ۔۔۔ ان چاروں نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کو شاید یاد ہو کہ کچھ عرصہ پیشتر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے [illegible] نے اسرائیل میں تباہی مچا دی تھی ۔۔۔ ڈیم ۔۔۔ پل ۔۔۔ ایٹمی گھر ۔۔۔ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری ۔۔۔ غرضیکہ اہم ترین سب ٹارگٹس انہوں نے بے دریغ تباہی مچائی تھی اور پھر صاف طور پر نکل جانے کامیاب ہو گئے تھے" ۔۔۔ سفید بالوں والے نے کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ ہمیں رپورٹ ملی تھی سر" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

؎ :۔ اس کے لئے پڑھیں "ناقابل تسخیر مجرم" اور "موت کا رقص"

یہاں ان کا مقابلہ جی۔پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی سے رہا ۔۔۔ ہمارا سیکشن اس وقت لبنان میں مصروف تھا اس لئے ہم ان کے آڑے نہ آ سکے تھے ۔۔۔ اور مجھے آج تک افسوس تھا کہ کاش ایک بار وہ ہم سے ٹکرا جاتے۔ میں نے کوشش بھی کی تھی کہ انتقامی کارروائی کے طور پر ہمارا سیکشن ایسی ہی تباہی مچاتے ۔۔۔ لیکن صدر مملکت نے اس کی اجازت نہ دی کہ بغیر کسی مقصد کے وہ ہمارے سیکشن کو استعمال نہیں کرنا چاہتے تھے ۔۔۔ اب ایک ایسا موقع آ گیا ہے کہ ہم ایک بامقصد مشن کے لئے پاکیشیا میں اپنی کارروائیاں کر سکتے ہیں" ۔۔۔ سفید بالوں والے باس نے تمہید باندھتے ہوئے کہا۔

"تو باس مطلب یہ ہوا کہ اس بار ہمارا مشن پاکیشیا میں سرانجام پائے گا" ان چاروں نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اور اب میں آپ کو مشن کی مختصر سی باتیں بتا دیتا ہوں تاکہ پس منظر اور اصل ٹارگٹ آپ کے سامنے رہے ۔۔۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم ایسا پلان بنائیں گے کہ ہمارا مشن بھی مکمل ہو جائے اور ہم اس تباہی کا انتقام بھی پاکیشیا سے لے سکیں" ۔۔۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ باس! ۔۔۔ ہم خود کتنے عرصے سے ایسے مشن کے خواہشمند تھے تاکہ ہم پاکیشیا والوں کو بتا سکیں کہ اسرائیل میں کتنی طاقت ہے" ۔۔۔ ایک آدمی نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا اور باقی افراد نے سر ہلا کر اس کی تائید کر دی۔

"پاکیشیا ایک اسلامی ملک ہے اور اس کے تعلقات تمام اسلامی

ممالک سے انتہائی قریبی ہیں ـــــــ باقی اسلامی ممالک خصوصاً عرب اور خلیج وسطیٰ کی حکومتوں کے پاس سرمایہ بہت ہے مگر وہاں کے لوگ محنتی اور ذہین نہیں ہیں ـــــــ پاکیشیا ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ اس کے پاس سرمایے کی بے پناہ کمی ہے۔ لیکن اس ملک کے افراد بے حد محنتی اور ذہین ہیں ـــــــ سرمایے کی شدید ترین کمی کے باوجود وہ اعلیٰ ٹیکنالوجی میں کافی آگے آگئے ہیں ـــــــ اور اسرائیل کو اگر حقیقی معنوں میں خطرہ ہے تو پاکیشیا سے ہے کیونکہ وہ اعلیٰ ٹیکنالوجی حاصل کرنے کے بعد مہلک ہتھیار دیگر اسلامی ممالک کو تقسیم کر سکتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک اسلامی ممالک کے درمیان گھرا ہوا ہے اور ہمارا وجود صرف اس لئے قائم ہے کہ ہمارے پاس جدید ترین ہتھیار اور ٹیکنالوجی موجود ہے اس لئے اسلامی ممالک ہم سے فیصلہ کن جنگ لڑنے سے کتراتے ہیں ـــــــ لیکن اگر پاکیشیا کی وجہ سے ان اسلامی ممالک کے پاس وافر مقدار میں جدید ترین ہتھیار اور اعلیٰ ٹیکنالوجی پہنچ گئی تو پھر ہماری تباہی یقینی ہو جائے گی ـــــــ چنانچہ ہماری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ پاکیشیا ہماری قرضوں میں جکڑا رہے۔ اس کے پاس وافر سرمایہ اکٹھا نہ ہو سکے جس سے وہ اعلیٰ ٹیکنالوجی کو عملی صورت دے سکے ـــــــ آج تک ہماری یہ کوششیں کامیاب رہی ہیں۔ لیکن اب ایک ایسی اطلاع ملی ہے جس نے اسرائیل کی نیند حرام کر دی ہے پاکیشیا کا جغرافیائی محل وقوع ایسا ہے کہ وہ تیل پیدا کرنے والے ممالک کا منبع ہے ـــــــ لیکن وہاں سے اتنا تیل برآمد نہ ہوا تھا جس سے اپنے ملک کی ضروریات پوری کرنے کے بعد اُسے فروخت کر کے

SCANNED BY JAMSHED

سرمایہ اکٹھا کر سکیں اور اس سے پہلے پاکیشیا میں جو حکومتیں رہی ہیں۔ وہ تیل کی تلاش کے لئے ہمارے حلیف ممالک کی محتاج تھیں۔ چنانچہ ہمارے حلیف ممالک نے دانستہ طور پر تیل کی تلاش کا نام لے کر انہیں ہماری قرضوں میں تو جکڑ دیا لیکن تیل کی تلاش میں ہمیشہ ناکامی اور مایوسی کی رپورٹ دیتے رہے ـــــــ اس طرح ہمارا دوہرا مقصد حاصل ہوتا رہا۔ لیکن نئی حکومت نے ایک ایسی پالیسی اپنائی ہے کہ انہوں نے اپنے دیگر اخراجات میں بچت کر کے اپنے طور پر تیل کی تلاش شروع کر دی۔ اور اب اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت سے دو سو کلومیٹر دور بھرکنڈی کے مقام پر ایسا آئل فیلڈ تلاش کر لیا گیا ہے جہاں اعلیٰ قسم کا تیل انتہائی وافر مقدار میں موجود ہے ـــــــ یہاں نیچے درحقیقت اتنا تیل موجود ہے کہ اسے تیل کا سمندر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اور ہماری بدقسمتی کہ یہ تیل دنیا بھر میں پائے جانے والے تیل میں سب سے اعلیٰ کوالٹی کا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہونے والا ہے۔ اس کا اندازہ آپ آسانی سے لگا سکتے ہیں ـــــــ اس آئل فیلڈ سے تیل نکلنے لگ گیا ہے اور اب پاکیشیا کے لئے سرمایہ کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد اتنا تیل برآمد کر سکے گا کہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ تیل برآمد کرنے والے ملکوں کی فہرست میں اس کا پہلا یا دوسرا نمبر ہو جائے گا ـــــــ اور پھر وہ اپنے سب قرضے بھی آسانی سے چکا دیں گے اور نہ ہی آئندہ قرضہ لینے کی ضرورت پڑے گی اور نہ آئندہ وہ کسی کے محتاج رہیں گے۔ ملک میں خوشحالی آنے کے ساتھ ساتھ اس وافر سرمایے کو جدید ترین ہتھیار اور اعلیٰ

ٹیکنالوجی کی تیاری میں استعمال کریں گے ـــــ اور پھر ہمارے دشمن اسلامی ممالک کو یہ ہتھیار تقسیم ہو جائیں گے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اسرائیل کا وجود ہر لمحے خطرے میں رہے گا۔ اور یہ خطرہ یقینی اور حقیقی ہو گا ـــــ چنانچہ حکومت اسرائیل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس پورے آئل فیلڈ کو اس انداز میں تباہ کیا جائے کہ پاکیشیا پھر اس آئل فیلڈ سے ایک قطرہ تیل بھی حاصل کرنے کے قابل نہ رہے" ـــــ باس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! ـــــ یہ مشن تو ناممکن ہے ـــــ زمین کے اندر ہزاروں فٹ کی گہرائی میں موجود تیل کے سمندر کو ہم کیسے تباہ کر سکتے ہیں ہم زیادہ سے زیادہ آئل فیلڈ کے اوپر موجود تنصیبات مشینری کو تباہ کر سکتے ہیں ـــــ لیکن اس سے کیا ہو گا۔ وقتی تباہی کے بعد وہ لوگ کچھ عرصہ بعد پھر یہ تنصیبات کھڑی کر لیں گے ـــــ مشینری بھی انہیں بہرحال مل جائے گی۔ اس طرح خطرہ تو پھر بھی باقی رہ جائے گا" ـــــ باس کے قریب بیٹھے ایک بھوری مونچھوں والے نوجوان نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے نوبل ـــــ لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ اسرائیل کے اعلیٰ حکام احمق ہیں" ـــــ باس نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری باس! ـــــ میں نے تو صرف ایک بات کی تھی" ـــــ نوبل نے معذرت خواہانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"پوری بات سننے سے پہلے کسی قسم کا تبصرہ حماقت ہوتی ہے۔ اور ملاپ راک میں احمقوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے ـــــ یہ تمہارے لئے لاسٹ وارننگ ہے سمجھے" ـــــ باس نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــــ آئندہ یہ غلطی نہ ہو گی" ـــــ نوبل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور آنکھیں جھکا لیں۔ اس کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔

SCANNED BY JAMSHED

باس چند لمحے اسے گھورتا رہا جیسے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا ہو۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جو بات ابھی نوبل نے کی ہے ـــــ یہی بات اس مشن کی سب سے اہم بات تھی۔ لیکن اس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ اعلیٰ حکام کی متعدد میٹنگیں ہوئیں اور پھر ماہرین ارضیات نے ایک اہم رپورٹ دی کہ پاکیشیا کا یہ آئل فیلڈ قریبی ملک کافرستان سے سطح سمندر کے لحاظ سے اونچا ہے اور اس آئل فیلڈ کا رخ شمالاً جنوباً ہے جس جگہ آئل فیلڈ ہے وہاں سے کافرستان کی ملحقہ سرحد تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور وہاں دشوار گذار، خشک اور بنجر پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے جن کے درمیان کہیں کہیں وسیع اور خشک وادیاں بھی ہیں ـــــ اگر کافرستان کے اس علاقے میں گہرے کنوئیں کھودے جائیں اور پھر وہاں انتہائی طاقتور سکنگ مشینری نصب کر دی جائے تو پاکیشیا کے اس آئل فیلڈ کا تیل انتہائی تیزی سے کافرستان منتقل کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا بہاؤ اسی طرف ہے ـــــ لیکن چونکہ آئل فیلڈ کے بعد پہاڑی سلسلہ شروع ہو گیا ہے اس لئے وہاں عام طور پر تیل نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے لئے انتہائی گہرائی میں تیل کو اپنی طرف کھینچنے والی دوسرے لفظوں میں سکنگ مشینری نصب کی جائے تو تیل کو اپنی طرف کھینچا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ماہرین کو مزید تحقیقاتی رپورٹوں کے لئے کافرستان کے اس علاقے میں بھیجا گیا ـــــ وہاں ابتدائی عملی تجربات بھی کئے گئے۔ اور پھر جو رپورٹ

ملی۔ اس نے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ ٹارگٹ انتہائی کامیاب رہے گا۔ اور اس طرح پاکیشیا کے اس تیل کے سمندر کو کافرستان میں کھینچا جا سکتا ہے اور پاکیشیا کا آئل فیلڈ جلد ہی سُوکھ جائے گا اور پاکیشیا اس سے بڑا فائدہ نہ اٹھا سکے گا ——— چنانچہ حکومتِ کافرستان سے خفیہ مذاکرات کئے گئے۔ یہ ملک ہمارا حلیف ملک ہے اور پھر انہیں اتنی بڑی دولت مفت میں مل رہی تھی اور دوسری بات یہ کہ کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان ازلی دشمنی موجود ہے ——— چنانچہ حکومت کافرستان فوراً ہی اس پر تیار ہو گئی ——— فیصلہ یہ ہوا کہ اعلیٰ ترین مشینری اور کھدائی کے تمام اخراجات اسرائیل ادا کرے گا ——— اور جو تیل چوسا جائے گا۔ وہ نصف کافرستان کی ملکیت ہو گا اور نصف اسرائیل کی۔ تاکہ مشینری اور کھدائی پر ہونے والے اخراجات نکالے جا سکیں اور اسرائیل اس سے معاشی فائدہ بھی اٹھا سکے ——— اس معاہدے کے بعد اس پر خفیہ طور پر عملدرآمد شروع کر دیا گیا۔ اسرائیل نے پوری دنیا میں پھیلے ہوتے یہودیوں سے بطور چندہ بھاری رقم اکھٹی کی ——— حکومت ایکریمیا نے تعاون کرتے ہوئے اعلیٰ اور طاقتور سکنگ مشینری کی تیاری کے لئے ایک بڑا کارخانہ قائم کیا اور اس طرح انتہائی طاقتور اور دیرپا سکنگ مشینری تیار ہونے لگی۔ ادھر کافرستان کے اس علاقے میں اس مشینری کی خفیہ تنصیب اور کھدائی کا کام زور شور سے شروع کر دیا گیا ——— وہاں بہانہ یہ بنایا گیا کہ تیل کی تلاش کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔ لیکن روسیاھی حکومت کی خفیہ ایجنسی کے۔ جی۔ بی کو اصل صورت حال کا علم ہو گیا۔ چنانچہ اس نے کافرستان پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس سے معاہدہ کرے اور اسرائیل سے معاہدہ

SCANNED BY JAMSHED

ختم کر دے تاکہ اس تیل سے روسیاہ بھی فائدہ اٹھا سکے۔ روسیاھی حکومت کے اس طرح درمیان میں کود پڑنے پر معاملات انتہائی تشویشناک رُخ اختیار کر گئے ——— لیکن حکومتِ ایکریمیا نے سفارتی سطح پر روسیاھی حکومت سے مذاکرات کر کے اس مسئلے کو سنبھال لیا اور یہ طے ہوا کہ کھدائی کے اخراجات حکومت روسیاہ ادا کرے گی ——— مشینری اسرائیل سپلائی کرے گا اور زمین کافرستان کی ہو گی اور اس سے ملنے والا تیل تین حصوں میں تقسیم ہو گا ——— ایک حصہ روسیاہ ——— دوسرا اسرائیل ——— اور تیسرا حصہ کافرستان لے گا ——— یہ تیل کافرستانی حکومت ہی فروخت کرے گی۔ صرف آمدنی کے تین حصے ہوں گے۔ چنانچہ اس معاہدے کے بعد زیادہ تیزی سے کام شروع کر دیا گیا۔ حکومتِ پاکیشیا اس سارے منصوبے سے بے خبر اور قطعاً لاعلم رہی اور وہ صرف اپنے آئل فیلڈ سے تیل نکالنے، اُسے صاف کرنے اور پھر اس کی فروخت کے انتظامات اور پائپ لائنیں بچھانے میں مصروف رہی۔ اس سلسلے میں اس نے حکومت ایکریمیا سے مدد کی درخواست کی۔ لیکن حکومتِ ایکریمیا نے اُسے امداد دینے سے انکار کر دیا ——— اسلامی ممالک نے بھی تیل کے لئے امداد دینے سے اس لئے انکار کر دیا کہ اس طرح ان کے اپنے تیل کی فروخت میں کمی آ سکتی تھی ——— لیکن حکومتِ پاکیشیا نے ہمت نہ ہاری اور پھر شوگران حکومت نے اس کی امداد کا فیصلہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں ایک وسیع آئل فیلڈ ورکشاپ قائم ہو گئی ——— قریب ہی تیل صاف کرنے کا بڑا کارخانہ حکومت شوگران کی مدد سے تیار ہونا شروع ہو گیا جو اب مکمل ہونے کے قریب ہے ——— پائپ لائنیں بھی بچھائی جا رہی ہیں

اور اعلیٰ ترین مشینری آئل فیلڈ ورکشاپ میں استعمال کے لئے وہاں پہنچادی گئی ہے ۔۔۔۔ غرضیکہ تیل صاف کرنے اُسے نکالنے اور اس کو فروخت کرنے کی تمام تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں ۔۔۔۔ ادھر ہمارا پروجیکٹ بھی تیزی سے تکمیل ہو رہا ہے ۔ لیکن ابھی حال ہی میں ہمارے اور روسیاہ ایجنٹوں نے دو اہم اطلاعات حاصل کی ہیں ۔۔۔۔ ایک اطلاع یہ ہے کہ حکومت پاکیشیا کے ذہین ترین ماہرین ارضیات نے تحقیقی رپورٹ حکومت کو پیش کی ہے کہ اس تیل کو ہمسایہ ملک کافرستان کی دست برد سے بچانے کے لئے کافرستان کی سرحد سے چودہ کلومیٹر پہلے ایک زیر زمین آئل فیلڈ کی چوڑائی میں سوڈزائم کی گہری تہہ بچھا دی جائے سوڈزائم میں یہ خاصیت ہے کہ اس میں سے کوئی سیال چیز جذب نہیں ہو سکتی ۔۔۔۔ اس رپورٹ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حکومت پاکیشیا کو ہمارے اصل منصوبے کی بھنک پڑ گئی ہے اور اسی لئے اس نے یہ تحقیقات کرائی ہیں ۔۔۔۔ حکومت شوگران نے بھی اس رپورٹ سے اتفاق کیا ہے اور اب حکومت شوگران اور پاکیشیا کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ طے پاگیا ہے کہ حکومت شوگران کی مدد سے کافرستان کی سرحد کے ساتھ آئل فیلڈ کی چوڑائی میں سوڈزائم کی بھاری اور گہری تہہ بچھا دی جائے گی ۔۔۔۔ اگر ایسا ہو گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہمارا پلان یکلخت فیل ہو جائے گا اور ہم سوڈزائم کی اس تہہ کی وجہ سے تیل کو چوس نہ سکیں گے ۔ دوسری رپورٹ یہ ملی ہے کہ حکومت شوگران تیل کے بہاؤ کو شمالاً جنوباً کی بجائے شرقاً غرباً کر دینے کا منصوبہ بنا رہی ہے تاکہ آئل فیلڈ صدیوں تک محفوظ کیا جا سکے ۔ شرقاً غرباً اس تیل کو کسی طرح بھی نہیں چوسا جا سکتا ۔

SCANNED BY JAMSHED

اور پھر ہمارے منصوبے کو تکمیل تک پہنچنے کے لئے ابھی دو ماہ کا عرصہ درکار ہے اور ہو سکتا ہے کہ ناگزیر حالات کی بنا پر ایک آدھ ماہ مزید بھی لگ جائے جبکہ پاکیشیا کا آئل فیلڈ ورکشاپ کام کے لئے تقریباً تیار ہو چکا ہے ۔ وہ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد بھاری مقدار میں تیل نکال کر فروخت کرنا شروع کر دیں گے ۔۔۔۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جب تک ہم تیل چوس کر ان کا آئل فیلڈ سوکھائیں گے اس وقت تک وہ اس قدر سرمایہ بہرحال اکٹھا کر لیں گے کہ جس سے وہ اپنے قرضے فوری طور پر اتار کر اعلیٰ ٹیکنالوجی کو حاصل کر لیں ۔۔۔۔ یہ دونوں حقیقی خطرے چونکہ ہمارے لئے تشویش کا باعث تھے اس لئے اعلیٰ سطح کی ہنگامی میٹنگ میں اس کا فوری حل سوچا گیا اور پھر طویل بحث مباحثے کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ فوری طور پر پاکیشیا کا آئل فیلڈ ورکشاپ ۔۔۔ تیل صاف کرنے والا کارخانہ اور پائپ لائنیں تباہ کر دی جائیں ۔ اس فیصلے کے بعد یہ فیصلہ ہونا باقی تھا کہ یہ کام کس کے ذمہ لگایا جائے ۔۔۔۔ ہم کافرستان کے پاس ایسی تنظیمیں تو موجود ہیں جو یہ کام کر سکتی ہیں ۔ لیکن وہ سامنے نہ آنا چاہتے تھے ۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح کافرستان میں مکمل ہونے والا منصوبہ جسے "سنکنگ آئل پلان" کا نام دیا گیا اور جس کا کوڈ نام ایس ۔ او ۔ پی ہے ، ظاہر ہو جاتے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کی تباہی کے لئے کام شروع کر دے ۔۔۔۔ ایکریمیا کی سی ۔ آئی ۔ اے اور روسیاہ کی کے ۔ جی ۔ بی بھی سیاسی وجوہ کی بنا پر سامنے نہ آنا چاہتی تھیں اور اس اہم ترین منصوبے کے لئے کسی غیر متعلق مجرم تنظیم کو بھی رازدار نہ بنایا جا سکتا تھا ۔ چنانچہ اس مشن کی تکمیل کا کام اسرائیل کو سونپ دیا گیا اور

اسرائیل نے بڑے فخر سے اس کی حامی بھر لی ——— اسرائیلی حکام نے صورت حال کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ یہ مشن ٹاپ راک سیکشن کے ذمے لگایا جائے۔ کیونکہ اسرائیلی حکام کی نظر میں ٹاپ راک ہی ایک ایسا سیکشن ہے جس کی کامیابی یقینی ہے۔ چنانچہ اس طرح یہ مشن ٹاپ راک کے ذمے لگایا گیا اور مجھے اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں بلا کر اس سلسلے کی ساری تفصیلات بھی بتائی گئیں اور ہدایات بھی دی گئیں چنانچہ میں نے یہ ہنگامی میٹنگ بلائی تاکہ اس سلسلے میں فوری کام کا منصوبہ تیار کیا جا سکے ——— اب میرے خیال میں نوبل کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہو گا" ——— باس نے طویل سانس لیتے ہوئے تقریر ختم کی۔

"بالکل باس" ——— نوبل نے ایک بار پھر باس کی تائید کرنے کو ضروری سمجھا۔

"اب یہ مشن ہمارے سامنے ہے ——— اب آپ اس پر گفتگو کر سکتے ہیں ——— تبصرہ اور رائے دے سکتے ہیں" ——— باس نے کہا۔

"باس! ——— سوڈ زائم کی تہہ بچھانے والے مشن کو روکنے کے لئے کیا سوچا گیا ہے" ——— ؟ ایک اور نوجوان نے پوچھا۔

"اس سلسلے کو ابھی پینڈنگ کر دیا گیا ہے ——— کیونکہ ابھی یہ مشن کاغذی کارروائیوں پر مشتمل ہے ——— دوسری بات یہ کہ جب پاکیشیا کی آئل فیلڈ ورکشاپ ۔ آئل ریفائنری اور پائپ لائنیں تباہ ہو جائیں گی تو ان کو اپنی پڑ جائے گی ——— پھر انہیں اس سوڈ زائم والے منصوبے کا خیال تک نہ آئے گا۔ اور ہمارے مشن کے مکمل ہونے کے بعد پاکیشیا

SCANNED BY JAMSHED

کے لئے دوبارہ آئل فیلڈ ورکشاپ کی تیاری ——— نئی آئل ریفائنری کا قیام اور نئی پائپ لائنوں کی تنصیب اوّل تو ناممکن ہو جائے گی اور اگر وہ کسی طرح دوبارہ اسے پورا کرنے میں کامیاب بھی ہوا تو اس کے لئے اسے کم از کم دو تین سال کا مزید عرصہ چاہئے اور اس دوران ہمارا منصوبہ مکمل ہو کر کام شروع کر چکا ہو گا اور پاکیشیا کے حصے میں تیل کے شاید چند قطرے بھی نہ آئیں ——— اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت شوگران اس تباہی کے بعد دوبارہ امداد سے ہاتھ کھینچ لے۔ تب تو معاملہ بالکل ہی صاف ہو جائے گا" ——— باس نے جواب دیا۔

"باس! ——— اس آئل فیلڈ ورکشاپ ——— آئل ریفائنری اور پائپ لائنوں کی حفاظت کے لئے کیسے انتظامات کئے گئے ہیں" ——— ؟ ایک اور نوجوان نے پوچھا۔

"موشے نے اچھا سوال کیا ہے ——— یہ سوال ہمارے مشن کی تکمیل کے لئے انتہائی اہم ہے ——— ہمارے ایجنٹوں نے اس سلسلے میں جو رپورٹ حکومت کو مہیا کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ انتظامات عام نوعیت کے ہیں جیسے کہ ہونے چاہئیں ——— سیکورٹی گارڈز۔ چیک پوسٹیں ——— سائنسی چیکنگ۔ لیکن عام نوعیت کی۔ اس لئے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے لئے ٹاپ راک سیکشن کو پریشانی لاحق ہو۔ البتہ ایک خدشہ ہمارے سامنے ہے کہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک اور ذہین افراد پر مشتمل ہے۔ اگر اسے ہمارے مشن کی بھنک پڑ گئی تو نتیجے میں وہ کود پڑے گی اور اس کے بعد ہمارے مشن کی تکمیل میں رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس کے لئے دو رائے تھیں۔ ایک تو

یہ کہ پہلے ایک مشن کے تحت براہِ راست سیکرٹ سروس سے ٹکر لی جائے اور اس کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے بعد اصل مشن کی تکمیل کی جائے جبکہ دوسری رائے یہ تھی کہ سیکرٹ سروس کو چھیڑے بغیر مشن مکمل کیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس سے براہِ راست ٹکراؤ میں دیر لگ جائے اور دیر ہمارے لئے اور ہمارے مشن کے لئے خطرناک ہے۔ ہمیں تو پوری برق رفتاری سے کام کرنا ہے ——— لیکن سیکرٹ سروس کو روکنا بھی ضروری ہے ——— چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اصل مشن پر بھرپور توجہ دی جائے ——— اور جب یہ محسوس کیا جائے کہ سیکرٹ سروس کو اس مشن کی بھنک پڑ گئی ہے تو پھر اسے کسی دوسری طرف مصروف کر دیا جائے ——— گوریلا کارروائیاں کی جائیں ——— ڈیم ——— پل ——— اور اہم تنصیبات پر حملے کئے جائیں ——— اہم شخصیات پر قاتلانہ حملے کئے جائیں۔ اس طرح سیکرٹ سروس کی توجہ اس طرف مبذول ہو جائے گی اور اس دوران اصل مشن تکمیل پا جائے گا" ——— باس نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ——— یہ بہت اچھا منصوبہ ہے" ——— سارے ممبروں نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو سنو! ——— اب میں ٹاپ راک کے اس مشن کی پلاننگ آپ کو بتاتا ہوں۔ ٹاپ راک کا ھیڈ کوارٹر دارالحکومت میں ہو گا ——— وہاں ہمارے کارکن پہلے ہی پہنچ کر ابتدائی انتظامات اور معلومات حاصل کر چکے ہیں ——— نوبل اور موشے سیکشن اصل ٹارگٹ پر کام کریں گے رچرڈ اور مائیکل سیکشن گوریلا کارروائیوں کے لئے کام کریں گے اور

SCANNED BY JAMSHED

میرا سیکشن ایک شخص علی عمران کے قتل پر مامور ہو گا۔ جب کہ میں خود ھیڈ کوارٹر میں رہ کر تمام سیکشنوں کو کنٹرول بھی کروں گا اور آپس میں رابطہ بھی قائم کروں گا" ——— باس نے کہا۔

"علی عمران! ——— کیا یہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے" ——— چاروں نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ——— اس کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فری لانسر ٹائپ کا آدمی ہے۔ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ——— لیکن سیکرٹ سروس کا رکن نہیں ہے۔ بظاھر انتہائی سادہ لوح۔ احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے۔ لیکن اس کا اصل روپ انتہائی عیارانہ ——— ذہانت آمیز اور بھیانک ہے۔ اس نے بڑے بڑے جاسوسوں ——— مجرم تنظیموں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اسے پاکیشیا کی نمبر ایک شخصیت سمجھا جاتا ہے ——— اس لئے اس کی موت کا مطلب آدھی سے زیادہ سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو گا۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میرا سیکشن اس کے خاتمے کے لئے کام کرے گا ——— اس کے خاتمہ کے بعد میرا سیکشن جہاں مناسب ہو گا دوسرے سیکشنوں سے تعاون کرے گا" ——— باس نے کہا۔

"مگر باس! ——— آپ نے جو پلان بنایا ہے اس کے لئے تو بے شمار کارکنوں کی بھیڑ اکھٹی کرنی پڑے گی ——— اور ایسی صورت میں تیز رفتاری سے کام ناممکن ہو جائے گا" ——— مائیکل نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اس لئے اس بات کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر سیکشن صرف پانچ افراد پر مشتمل ہو گا ——— یعنی تمہارے علاوہ چار

SCANNED BY JAMSHED

افراد ——— اب ان چار افراد کا چناؤ تم اپنے سیکشنوں سے خود کرو گے۔ باقی کام وہاں کے مقامی غنڈوں اور مجرم تنظیموں سے لیا جائے گا تاکہ کام کو تیز رفتاری سے کیا جا سکے" ——— باس نے جواب دیا۔

"گڈ ! ——— یہ بہتر رہے گا۔ اس طرح ہم سب انتہائی تیز رفتاری سے کام کر سکیں گے" ——— چاروں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ہے نقشہ دارالحکومت اور آئل فیلڈ ورکشاپ۔ آئل ریفائنری اور پائپ لائنوں کا" ——— باس نے بریف کیس سے ایک بڑا نقشہ نکال کر اسے پھیلا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب اس نقشے پر جھک گئے۔ اس کے بعد تفصیلی پلاننگ پر غور و فکر شروع ہو گیا۔ اور تقریباً ایک گھنٹے تک پلاننگ کی تفصیلات طے ہوتی رہیں اس کے بعد باس نے سب کو ضروری ہدایات دیں اور پھر یہ ہنگامی میٹنگ برخاست ہو گئی۔

سب سے پہلے باس اٹھا اور بریف کیس اٹھا کر اس چھوٹے دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد باری باری وہ چاروں افراد بھی بڑے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے اور ہال نما کمرہ خالی ہو گیا۔

ہال کے خالی ہونے کے دس منٹ بعد ایک خوبصورت سی نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا سگار کا ڈبہ اور لائٹر اٹھا کر اس بیگ میں ڈالا اور اس کے بعد اس نے بیگ کے ایک اور حصے کی زپ کھولی اور میز پر پڑے ہوئے بڑے بڑے ایش ٹرے باری باری اٹھا کر ان میں موجود راکھ کو بیگ کے اس حصے میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ چاروں ایش ٹرے

خالی کرنے کے بعد اس نے بیگ کا وہ حصہ بند کیا اور پھر تیزی سے اس کا ایک اور تیسرا حصہ کھولا۔ اس نے اس میں سے ایک خالی ایش ٹرے نکالا۔ یہ ایش ٹرے بالکل ایسا ہی تھا جیسے ایش ٹرے میز پر موجود تھے۔ اس نے بڑی پھرتی سے میز پر پڑے ہوئے ایش ٹرے میں سے ایک اٹھا کر اسے بیگ کے اس خفیہ حصے میں منتقل کیا اور بیگ سے برآمد ہونے والا ایش ٹرے اس کی جگہ میز پر رکھ کر اس نے وہ حصہ بند کیا اور پھر بڑے مطمئن انداز میں واپس چھوٹے دروازے کی طرف مڑ گئی۔

عمران نے کار ہوٹل زرتاج کے کمپاؤنڈ کی طرف موڑ دی۔ آج کل وہ فارغ تھا اور ظاہر ہے فراغت میں اس نے ہوٹلوں کی ہی خاک چھاننی تھی۔ اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو اسے سالگرہ کے لئے پہنایا گیا تھا اور سالگرہ کا کیک اور فنکشن عمران نے خود خراب کر دیا تھا جب وہ سر رحمان کے کمرے سے ایک لاکھ روپے کا چیک لیکر باہر نکلا تو اچانک کسی نے جھپٹا مار کر اس کے ہاتھ سے چیک چھین لیا اور عمران ہائیں ہائیں ہی کرتا رہ گیا۔ اور ثریا اس کے ہاتھ سے چیک جھپٹ کر بھاگ پڑی۔ وہ شاید دروازے کے باہر کھڑی یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔

"تم نے اُلو کو بے وقوف بنا کر چیک لے لیا ——— اب شرافت سے چلے جاؤ ——— ورنہ میں اُلو کو اصل بات بتا دوں گی اور پھر ایک لاکھ روپے کی بجائے ایک لاکھ جوتیاں پڑیں گی" ——— ثریا نے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"مگر یہ تو میری سالگرہ کا تحفہ ہے" ——— عمران نے رو دینے والے انداز میں کہا۔

"ہاں ——— سارا خرچہ میں نے کیا اور عین موقع پر تم نے کھیل بگاڑ دیا ——— اب بھگتو" ——— ثریا نے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتی ہوئی کسی کمرے میں غائب ہو گئی اور عمران مسکراتا ہوا اپنی والدہ کے پاس گیا۔ اور پھر ان سے ایک ضروری کام کا بہانہ بنا کر وہ جب غسل خانے میں لباس بدلنے کے لئے گیا تو وہاں اس کا لباس غائب ہو چکا تھا۔ یہ بھی شاید ثریا کی شرارت تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کا بھائی یہی لباس پہن کر واپس جائے اور پھر عمران ہنستا ہوا اسی لباس میں ملبوس کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر آ گیا۔

کوٹھی سے نکلتے وقت عمران کا خیال تھا کہ وہ واپس اپنے فلیٹ میں جائے گا۔ لیکن راستے میں ہوٹل زرتاج کی عمارت دیکھتے ہی اس کا موڈ بدل گیا اور اس نے کار ہوٹل زرتاج کے کمپاؤنڈ کی طرف موڑ دی کار پارکنگ میں روک کر وہ جب باہر نکلا تو اسی لمحے ایک سیاہ رنگ کی کار بھی اس کے قریب آ کر رکی۔ عمران جیب سے چابیاں نکال کر اپنی کار کا دروازہ لاک کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے سرسری طور پر ہی اس سیاہ رنگ کی کار کی طرف دیکھا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ کار کا دروازہ لاک کر کے مڑا، اچانک اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے اس سیاہ رنگ کی کار کی پچھلی نشست پر جا گرا۔ مضبوط ہاتھوں نے اسے یکلخت اٹھا کر کار کے اندر پٹخ دیا تھا۔ کار کی سیٹ پر گرتے ہی اس نے تیزی سے اچھلنے کی کوشش کی۔ لیکن اس

SCANNED BY JAMSHED

کے سر پر جیسے یکلخت قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اس نے سر کو جھٹکنا چاہا مگر دوسری بار اس کے سر میں دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

"اس کو وہیں گولی مار دینی تھی ـــــ اٹھا کر لے آنے کی کیا ضرورت تھی" ـــــ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی اور اس کا ذہن ہوشیار ہوتا چلا گیا۔ اس کو جسم کو جس انداز میں ہچکولے لگ رہے تھے اس سے وہ آنکھیں کھولے بغیر ہی سمجھ گیا کہ وہ کسی کار میں سوار ہے۔

"باس! ـــ ہوٹل میں خاصا رش تھا ـــ وہاں اس کے قتل کے بعد ہمارا نکلنا مشکل ہو جاتا۔ اس لئے ہم نے اسے اغوا کرنا زیادہ مناسب سمجھا ـــــ اب کسی بھی ویرانے میں لے جا کر اطمینان سے اسے گولی مار دیں گے" ـــــ عمران کے قریب ہی ایک شخص کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ کار کے ٹرانسمیٹر پر گفتگو ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے ذہن میں یہی ہلچل تھی کہ آخر یہ چکر کیا چل پڑا ہے۔ اس کے پاس تو آجکل کوئی کیس نہ تھا۔ پھر اس حد تک آگے بڑھ جانے والے کون ہیں؟

عمران نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور پھر ماحول کا جائزہ لے کر اس نے آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔ اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی تھی۔ وہ کار کی پچھلی نشستوں کے درمیان فرش پر اوندھے منہ پڑا ہوا تھا اور پچھلی نشست پر دو قوی ہیکل غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سب مشین گن تھی جب کہ دوسرے کے ہاتھ میں

ریوالور تھا۔ ان دونوں نے اپنے پیر عمران کی پشت پر رکھے ہوئے تھے۔ ٹرانسمیٹر پر بات کرنے والے کی آواز اگلی سیٹ سے آ رہی تھی اور یہ سیٹ ڈرائیور کے پاس والی سیٹ تھی۔ اس سے عمران سمجھ گیا کہ آگے ڈرائیور سمیت دو افراد موجود ہیں۔ وہ سب شاید اسے بیہوش کرنے کے بعد مطمئن ہو گئے تھے کہ کم از کم دو تین گھنٹوں سے پہلے اسے ہوش نہیں آ سکتا۔ اور واقعی جس انداز کی ضربیں اس کے سر پر لگائی گئی تھیں، اس کا نتیجہ یہی نکلنا چاہیے تھا۔ لیکن وہ عمران کی قوت مدافعت کے بارے میں لاعلم تھے کہ عمران کی قوت مدافعت عام لوگوں جیسی نہ تھی۔ اس لئے عمران شاید دس پندرہ منٹ بعد ہی ہوش میں آ گیا تھا۔ دس پندرہ منٹوں کا اندازہ بھی اس نے اس طرح لگا لیا تھا کہ جس سڑک پر کار دوڑ رہی تھی اس پر ٹریفک کا شور نہ تھا۔ البتہ کبھی کبھار اکا دکا گاڑی قریب سے گزر رہی تھی۔ اور عمران جانتا تھا کہ ہوٹل زرتاج شہر کے وسط میں ہے۔ ظاہر ہے وہاں سے نکل کر کسی بھی ویران سڑک پر پہنچنے میں دس پندرہ منٹ تو لگ ہی جاتے ہیں۔ اور شاید انہوں نے بھی ٹرانسمیٹر پر بات چیت شہر سے باہر نکلنے کے بعد ہی شروع کی تھی۔ تاکہ اطمینان سے بات چیت ہو سکے۔

"باس! ـــ ہم جب اس کے فلیٹ پر پہنچے تو یہ اس وقت کار میں سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا ـــــ سڑک پر ٹریفک بے پناہ تھا۔ اس لئے ہم نے اس کا تعاقب کیا تو یہ ایک سرکاری کوٹھی میں چلا گیا۔ کافی دیر بعد یہ باہر نکلا تو اس کا لباس بدلا ہوا تھا۔ اس لئے ہم سے فوری طور پر پہچانا نہ گیا۔ لیکن ہم اس کا تعاقب کرتے رہے۔ جب یہ ہوٹل کے

SCANNED BY JAMSHED

کمپاؤنڈ میں کار روک کر باہر نکلا تو ہم نے اسے بخوبی پہچان لیا۔ او۔ اب یہ کار میں بیہوش پڑا ہوا ہے۔ اوور" ــــــ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــ اسے فوراً کسی ویران مقام پر لے جا کر گولیوں سے چھلنی کر دو۔ اور اس کے بعد اس کی لاش لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ لیکن اسے مُردہ حالت میں ہونا چاہیئے ـــ اور سنو! ـــ انتہائی احتیاط سے کام ہونا چاہیئے۔ اوور" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے باس ۔ اوور" ــــــ فرنٹ سیٹ سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ سی کلک کی آواز کے ساتھ خاموشی طاری ہو گئی۔

"اب کیا پروگرام ہے ــــــ؟ میرا خیال ہے جتنی جلد اس کا خاتمہ ہو سکے اتنا ہی بہتر ہے" ــــــ فرنٹ سیٹ سے کہا گیا۔

"یس باس! ـــ جگہ تو یہ اچھی ہے ـــ سائیڈ پر درختوں کا ذخیرہ ہے" ــــــ پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ـــ سائیڈ میں روک لو کار" ــــــ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کار کو جھٹکا لگا اور پھر وہ آہستہ ہو کر تیزی سے بائیں ہاتھ کو مڑتی چلی گئی۔ اور چند لمحوں بعد کار ایک جھٹکے سے رُک گئی دروازے کھلے اور پھر وہ چاروں ہی باہر نکل گئے۔ صرف عمران اندر موجود تھا۔

"اسے اٹھا کر درختوں میں لے چلو" ــــــ باس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے جسم کو باہر کی طرف گھسیٹ لیا گیا۔

دوسرے لمحے وہ ایک آدمی کے کاندھے پر لٹکا ہوا تھا۔ اس نے نیم وا آنکھوں سے دیکھا کہ ڈرائیور وہیں کار کے قریب ہی کھڑا تھا جب کہ سب مشین گن والا اس کے پیچھے چل رہا تھا اور ظاہر ہے باس آگے جا رہا ہو گا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ درختوں کے گھنے ذخیرے کے اندر پہنچ گئے۔

"یہ جگہ ٹھیک ہے ــــ اسے نیچے پھینکو اور اس پر گولیوں کی بارش کر دو" ــــــ باس نے کہا اور دوسرے لمحے عمران کو اٹھائے ہوئے شخص نے اُسے نیچے پھینکنے کے لئے جسم کو حرکت دی۔ لیکن اسی لمحے عمران یکلخت نیچے کھسکا اور پلک جھپکنے میں وہ آدمی جس نے عمران کو اٹھایا ہوا تھا اس کے سر پر سے ہوتا ہوا باس پر جا گرا۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی اور عمران نے اُسے گراتے ہی ایک زوردار چھلانگ لگائی اور سامنے کھڑے ہوئے سب مشین گن بردار سے جا ٹکرایا۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اب وہ سب مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی اور باس اور عمران کو اٹھا کر لے آنے والا اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے جب کہ سب مشین گن بردار زمین سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"خبردار! ـــ کوئی حرکت نہ کرے" ــــــ عمران نے تیزی سے ہٹ کر تیز لہجے میں کہا۔

مگر اسی لمحے باس کے ہاتھ سے شعلہ سا نکلا۔ مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا اور پھر سب مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونج اٹھی اور باس اور عمران کو لے آنے والا دونوں لٹو کی طرح گھومتے ہوئے زمین پر

جا گرے۔

عمران تیزی سے اس طرف مڑا جدھر تیسرا آدمی گرا ہوا تھا اور پھ
عمران کو ایک بار پھر ٹریگر دبانا پڑا۔ کیونکہ وہ عمران پر چھلانگ لگا چکا
اور وہ اتنا نزدیک پہنچ چکا تھا کہ عمران ایک طرف بھی نہ ہٹ سک
تھا۔ مشین گن کی گولیوں کا پورا سرکٹ اس آدمی کے پیٹ میں پڑا
وہ بے چارہ چیخ بھی نہ سکا اور وہ چھپکلی کی طرح عمران کے قدمو
میں آگرا۔ وہ بھی ہلاک ہو چکا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ دراصل ایک آدمی کو زندہ ر
چاہتا تھا تاکہ اس سے معلومات حاصل کر سکے۔ لیکن صورت حال
ایسی ہو گئی تھی کہ اسے تینوں کا ہی خاتمہ کرنا پڑا۔ اب صرف ڈرائ
باقی رہ گیا تھا۔ چنانچہ عمران تیزی سے واپس پلٹا۔ وہ مطمئن تھ
ڈرائیور اپنی جگہ موجود ہوگا۔ کیونکہ اس نے تو یہی سمجھا ہوگا کہ عمرا
خاتمہ کیا جا رہا ہے۔

لیکن جیسے ہی عمران ایک درخت کی آڑ سے نکلا۔ اس نے
سڑک پر کھڑے ہوئے ڈرائیور کو تیزی سے کار میں بیٹھتے ہوئے
وہ شاید لباس کی چمک کی وجہ سے عمران کو پہچان گیا تھا عمران
پھرتی سے مشین گن سیدھی کی اور کار کے ٹائروں پر فائرنگ
مگر دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور اس
اچانک آگے بڑھنے کی وجہ سے گولیاں صحیح نشانے پر نہ لگیں۔
باڈی سے ٹکرا کر پیچھے گر پڑیں اور کار سائیں کرتی ہوئی درختوں ک
میں غائب ہو گئی۔ اب کار کے پیچھے بھاگنا فضول تھا۔ اس لئے عم

SCANNED BY JAMSHED

ایک طویل سانس لیتا ہوا واپس مڑا۔ اس نے ان تینوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر ان تینوں کی جیبوں سے کچھ بھی نہ نکلا۔ سوائے ایک خنجر اور ایک چاقو کے اور کوئی کاغذ تک ان کی جیبوں میں نہ تھا۔ عمران نے تلاشی سے فارغ ہو کر مشین گن ایک طرف پھینک دی۔ کیونکہ جو لباس اس نے پہن رکھا تھا اس میں مشین گن چھپائی نہ جا سکتی تھی اور مشین گن ہاتھ میں پکڑ کر وہ سڑک پر نہ جا سکتا تھا۔ اور ویسے بھی اس کے لئے اب مشین گن بیکار تھی۔ چنانچہ مشین گن پھینک کر وہ بجائے سڑک پر جانے کے لئے تیزی سے دائیں طرف درختوں کے اندر بڑھتا چلا گیا۔ وہ کافی فاصلہ دے کر سڑک پر پہنچنا چاہتا تھا تاکہ اس پر بے خبری میں دوبارہ حملہ نہ کیا جا سکے۔

کافی دور آنے کے بعد وہ مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد سڑک پر پہنچ گیا۔ سڑک خالی تھی۔ اس لئے وہ سڑک کراس کر کے دوسری طرف موجود کھیتوں میں بڑھتا گیا۔ اس نے سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھنے کا فیصلہ بدل دیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس سڑک پر کافی طویل فاصلے تک اسے ٹیکسی نہ مل سکے گی۔ جب کہ کھیتوں کو پار کر کے وہ ایک اور سڑک پر آسانی سے پہنچ سکتا ہے جو زیادہ مصروف تھی اور جہاں ٹیکسی ملنے کا امکان موجود تھا۔ چنانچہ فصلوں کے درمیان چلتا ہوا وہ تھوڑی ہی دیر میں سڑک پر پہنچ گیا اور پھر توقع کے مطابق اسے ٹیکسی مل گئی اور عمران نے اسے دانش منزل والے روڈ کا پتہ بتا دیا۔ وہ اب واپس فلیٹ میں نہ جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ فلیٹ مجرموں کی نظروں میں آ گیا تھا۔ البتہ عمران ٹیکسی میں بیٹھا یہی سوچ

SCANNED BY JAMSHED

رہا تھا کہ آخر اس پر حملہ کرنے والے کون ہیں۔ وہ چونکہ چاروں غیر ملکی تھے اس لئے عمران اتنی بات تو سمجھتا تھا کہ کوئی غیر ملکی تنظیم ملک میں پہنچ چکی ہے۔ لیکن یہ کونسی تنظیم ہے اس کا پتہ اسے نہ تھا۔ اور ظاہر ہے نہ فوری طور پر پتہ چل سکتا تھا۔ کار کی نمبر پلیٹ بھی وہ نہ دیکھ سکا تھا۔ اس لئے اب تو صرف ایک سراغ باقی رہ گیا تھا کہ ایسی کار تلاش کی جائے جس پر گولیوں کے نشان ہوں۔ لیکن ظاہر ہے اتنے وسیع شہر میں جہاں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں کاریں موجود ہوں ایسی کار تلاش نہ کی جا سکتی تھی اور پھر یہ ضروری بھی نہ تھا کہ آئندہ بھی مجرم اسی کار کو استعمال کریں گے۔ ہو سکتا ہے وہ اسے گیراج میں بند کر دیں۔ یا کسی بھی ورکشاپ سے فوری طور پر اس کی ڈینٹنگ اور پینٹنگ بھی ہو سکتی تھی۔

"جناب آصف روڈ کا پہلا چوک آگیا ہے" ــــ اچانک ٹیکسی ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ــ یہیں روک دو" ــــ عمران نے کہا اور پھر ٹیکسی ایک طرف رکتے ہی وہ نیچے اترا اور پھر کرایہ دینے کے بعد وہ اس وقت تک وہیں رکا رہا جب تک ٹیکسی موڑ مڑ کر اس کی نظروں سے غائب نہ ہو گئی۔ اس کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دانش منزل کی طرف بڑھتا گیا۔

سرخ رنگ کی لمبی سی کار جس کے آگے ایک مغربی ملک کا جھنڈا لہرا رہا تھا، خاصی تیز رفتاری سے بھرکنڈی آئل فیلڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ باوردی ڈرائیور ہاتھوں میں سفید دستانے پہنے بڑے محتاط انداز میں کار چلا رہا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک خوبصورت سفید فام لڑکی نیلا اسکرٹ پہنے بیٹھی ہوئی تھی جب کہ پچھلی سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا آدمی تھری پیس سوٹ میں ملبوس اکڑا بیٹھا تھا۔ اس کی کنپٹیوں کے بال سفید تھے اور چہرے پر وقار اور تمکنت نمایاں تھی۔ کار کے آگے اسی مغربی ملک کے سفارت خانے کی پلیٹ موجود تھی۔

"ٹریسی! ــ تم نے اپنے کام پر غور کر لیا ہے نا ــ کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے" ــــ پیچھے بیٹھے ہوئے نوجوان نے کرخت لہجے میں لڑکی سے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"یس باس! ـــ آپ بے فکر رہیں۔ سب کام بالکل درست انداز میں ہو جائے گا" ـــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار میں ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

وہ جس سڑک پر سے گزر رہے تھے وہ سڑک ریت کے ٹیلوں کے درمیان سے ہو کر گزرتی تھی اور اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ کبھی کبھار اس پر سے کوئی ٹرک یا کار گزر جاتی تھی ورنہ وہاں سکوت ہی طاری رہتا تھا۔

سڑک کھلی اور نئی نئی بنی لگتی تھی۔ کار خاصی تیز رفتاری سے مسلسل آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر تھوڑا سا اور فاصلہ طے کرنے کے بعد سڑک نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا، ڈرائیور نے بریک پر پیر رکھ دیا اور کار آہستہ ہوتی ہوئی سڑک کے درمیان موجود بیریر کے سامنے رُک گئی۔ بیریر کے دونوں اطراف میں کمرے بنے ہوئے تھے اور چار مسلح سپاہی بیریر کے سامنے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے جیسے ہی کار بیریر کے سامنے رُکی۔ ایک کمرے میں سے ایک باوردی نوجوان نکل کر تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ ٹریسی نے کھڑکی میں سے ہاتھ باہر نکال کر ایک سُرخ رنگ کا کارڈ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ نوجوان کارڈ لے کر واپس کمرے میں چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باہر آیا اور اس نے ٹریسی کو وہ کارڈ واپس کر کے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بیریر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔

تقریباً ایک میل بعد ہی اس قسم کی دوسری چیک پوسٹ آ گئی۔

یہاں بھی یہی عمل دوہرایا گیا اور اس کے بعد کار آگے بڑھی تو عمارتوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا یہ بھرکنڈی آئل فیلڈ کے مین دفاتر تھے۔ ڈرائیور نے کار ایک بڑی سی عمارت کے سامنے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔

اسی لمحے عمارت کے دروازے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آیا۔ اس کے ساتھ دو اور نوجوان بھی تھے۔ اور وہ تینوں بڑی تیزی سے چلتے ہوئے کار سے نکلنے والے شخص کی طرف بڑھے۔

"خوش آمدید مسٹر رچرڈ! ـــ ہم آپ ہی کے منتظر تھے" ـــ ادھیڑ عمر شخص نے آگے بڑھ کر کار سے برآمد ہونے والے شخص سے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک مسٹر خورشید! ـــ میرے خیال میں ہم صحیح وقت پر پہنچے ہیں ـــ یہ میری سیکرٹری ٹریسی گالبتھ ہے" ـــ رچرڈ نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھ کھڑی ہوئی ٹریسی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ خوش آمدید مس ٹریسی ـــ آپ شاید پہلی بار تشریف لائی ہیں ـــ میرا نام خورشید ہے اور میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہوں۔ یہ میرے ساتھی افضل اور عالم ہیں سیکشن آفیسرز" ـــ خورشید نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف ٹریسی سے کراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــ میں ابھی ٹرانسفر ہو کر مسٹر رچرڈ کے پاس آئی ہوں ـــ اور مسٹر رچرڈ جس انداز میں آپ کی تعریف کرتے ہیں اس سے مجھے آپ سے ملاقات کا بے حد شوق تھا" ـــ ٹریسی نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ان کی مہربانی ہے " ___ خورشید نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کی نظریں ٹریسی کے سراپے پر جمی ہوئی تھیں اور نظروں سے ہوس کے آثار نمایاں تھے۔

" خورشید صاحب! ___ کیا آج ہمیں یہیں کھڑے رکھنا ہے " ___ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ سوری ___ ویری سوری ___ آئیے تشریف لائیے " ___ خورشید نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھی اور رچرڈ بیک وقت مسکرا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک سجے سجائے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹریسی کو خورشید نے خاص طور پر اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھایا ہوا تھا۔

" میرے خیال میں پہلے کام ہو جائے۔ اس کے بعد باتیں ہوں گی" رچرڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" افضل! ___ فائل لے آؤ " ___ خورشید نے افضل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" یس سر" ___ افضل نے مودبانہ لہجے میں کہا اور وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

" اس بار آپ کو ہم سے خصوصی رعایت کرنی ہو گی مسٹر رچرڈ" ___ خورشید نے آگے جھک کر قدرے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" وہ کیسے ___ ؟ میرا خیال ہے کہ ہمارے ریٹس تو طے شدہ ہیں"

SCANNED BY JAMSHED

رچرڈ نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

" جی ہاں طے تو ہیں ___ لیکن ایک افریقی ملک نے چیئرمین کو خصوصی پیش کش کی ہے اور چیئرمین اس پیش کش پر غور کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے مداخلت کی کہ ہم آپ سے خصوصی رعایت کرا لیں گے ___ آخر آپ ہماری پرانی پارٹی ہیں" ___ خورشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سوری مسٹر خورشید! ___ میں خود تو یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس کا فیصلہ تو سفیر صاحب ہی کر سکتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ وہ ان معاملات میں کتنے سخت ہیں" ___ رچرڈ نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے افضل ایک بڑی سی فائل اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے فائل کھول کر ایک ٹائپ شدہ کاغذ رچرڈ کے سامنے رکھ دیا۔

" کچھ نہ کچھ تو کیجئے ___ میں چیئرمین سے وعدہ کر بیٹھا ہوں کہ آپ سے رعایت کرا لونگا اور یہ بات میں بھی جانتا ہوں کہ آپ کتنے بااثر ہیں ___ جناب سفیر صاحب آپ کی بات نہیں ٹال سکتے ___ دوسری بات پرسنل ہے کہ اگر آپ نے کچھ رعایت کر دی تو میری ترقی بھی ہو سکتی ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

" لیکن آپ کے ریٹس بہت کم لگتے ہیں ___ ان ریٹس پر تو ہم مال سپلائی نہیں کر سکتے ___ ویری سوری ___ یہ تو بہت فرق ہے"۔ رچرڈ نے بُرا سا منہ بنا کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں کاغذ پر جمی ہوئی تھیں۔

" آپ کے لئے کیا فرق پڑتا ہے جناب! ـــ آپ کا ملک تو اتنا امیر ہے کہ وہ چاہے تو ہمیں مفت بھی مال سپلائی کر سکتا ہے" ـــ خورشید نے کہا۔

" یہ بات اپنی جگہ درست ہے ـــ لیکن ویری سوری! ـــ اب فرق نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یہ سودا کینسل کرنا ہو گا ـــ آپ بے شک اس افریقی ملک سے بات کر لیں۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارا ملک آپ کو مزید کتنی سہولیات دے رہا ہے اور سودا کینسل ہونے کے بعد یہ تمام سہولیات بھی ختم ہو جائیں گی" ـــ رچرڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

" کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس بار آپ پرانے ریٹس پر سودا طے کر لیں اور آئندہ کے لئے مسٹر رچرڈ آپ کے نئے ریٹس کے بارے میں کوشش کریں ـــ مسئلہ تو صرف ایک ماہ کا ہے" ـــ ٹرلیسی جو اب تک خاموش بیٹھی تھی بول پڑی۔

" نہیں مس ٹرلیسی! ـــ آپ نہیں سمجھتیں۔ میں آئندہ کے لئے بھی حتمی وعدہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ سودا کینسل ہی کرنا پڑے گا" ـــ رچرڈ نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ آپ تو بالکل ہی ناراض ہو گئے مسٹر رچرڈ! ـــ کوئی بات نہیں میں چیئرمین صاحب سے بات کر لونگا ـــ آپ پرانے ریٹس پر ہی معاہدہ سائن کر دیجئے" ـــ خورشید نے اچانک پینترا بدلتے ہوئے کہا اور رچرڈ اور ٹرلیسی کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی۔

" یقین کیجئے مسٹر خورشید! ـــ میں مجبور ہوں ورنہ یہ کوئی ایسی بات

SCANNED BY JAMSHED

نہ تھی" ـــ رچرڈ نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں جناب! ـــ مس ٹرلیسی پہلی بار تشریف لائی ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ ناکام واپس جائیں" ـــ خورشید نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس نے افضل کو اشارہ کیا تو اس نے فائل میں سے وہ صفحہ کھینچ لیا۔ اب نیچے ایک اور ٹائپ شدہ کاغذ تھا۔

" اوہ تو آپ نے دونوں کاغذ لگا رکھے تھے" ـــ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا کریں جناب! ـــ کوشش کرنا تو ہمارا فرض ہے" ـــ خورشید نے کہا اور رچرڈ نے مسکراتے ہوئے جیب سے قلم نکالا اور کاغذ پر سائن کر دیئے۔ ٹرلیسی نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک اسٹمپ نکالی اور اس نے اٹھ کر رچرڈ کے دستخطوں کے نیچے وہ اسٹمپ لگا دی۔

" تھینک یو" ـــ خورشید نے کہا اور پھر اس نے افضل اور عالم کو جانے کا اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے ایک چپڑاسی اندر داخل ہوا۔ اور اس نے شراب کی ایک بوتل اور تین گلاس میز پر رکھ دیئے اور پھر خورشید نے خود ہی بوتل کا کارک ہٹا کر گلاس بھرے اور پھر ایک گلاس رچرڈ کی طرف کھسکانے کے بعد اس نے دوسرا گلاس مس ٹرلیسی کی طرف بڑھا دیا۔

" تھینک یو" ـــ ٹرلیسی نے کہا۔

" مسٹر خورشید کے پاس بہت پرانی شراب کا بڑا شاندار ذخیرہ ہے مس ٹرلیسی" ـــ رچرڈ نے گلاس اٹھاتے ہوئے ٹرلیسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ اچھا واقعی "ــــــ ٹریسی نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑتے ہوتے کہا جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو۔

" بس شوق کی بات ہے مس ٹریسی !ــــ اگر آپ یہ شراب پینا چاہیں تو میری طرف سے دعوتِ عام ہے۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے مسرت ہوگی "ــــ خورشید نے فوراً ہی دعوت دیتے ہوئے کہا۔

" تو منگوالیتے ضرور پیونگی ــــ مجھے تو پرانی شراب چکھنے کا جنون ہے "ــــ ٹریسی نے کہا۔

" لیکن وہ یہاں دفتر میں تو نہیں آسکتی۔ یہاں تو شراب ویسے ہی ممنوع ہے ــــ صرف آپ جیسے صاحبان کے لئے سرکار نے اجازت دے رکھی ہے "ــــ خورشید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تو وہ پرانی شراب آپ نے کہاں چھپاکر رکھی ہوئی ہے "ــــ ؟ ٹریسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" وہ میری کوٹھی کی ایک خفیہ تجوری میں محفوظ ہے مس ٹریسی۔ اگر آپ دونوں دعوت قبول فرمائیں تو آج رات میرے پاس بطور مہمان رہ لیں اور جتنی جی چاہے شراب پی لیں "ــــ خورشید نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

" اوہ شکریہ !ــــ میری تو ایک اہم میٹنگ ہے ورنہ میں آپ کی یہ دعوت ضرور قبول کرتا ــــ لیکن مس ٹریسی اگر قبول کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے "ــــ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مگر مسٹر رچرڈ !ــــ میٹنگ میں میری شرکت بھی تو ضروری ہے "۔ ٹریسی نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

" اگر آپ دعوت قبول کرنا ہی چاہتی ہیں تو اس کا فکر نہ کریں۔ میں سنبھال لوں گا "ــــ رچرڈ نے ٹریسی سے مخاطب ہوکر کہا۔

" بہت بہت شکریہ مسٹر رچرڈ !ــــ دراصل مجھے پرانی شراب کا جنون ہے آپ جانتے تو ہیں ــــ لیکن مسز خورشید تو بُرا نہیں منائیں گی "ــــ ٹریسی نے مسکراتے ہوتے کہا۔

" ارے کیسی مسز خورشید ــــ میں نے تو آج تک شادی ہی نہیں کی "ــــ خورشید نے قہقہہ لگاتے ہوتے کہا۔

" اوہ پھر تو ٹھیک ہے ــــ لیکن ــــ " مس ٹریسی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" لیکن ویکن کچھ نہیں ــــ اب آپ کو یہ دعوت قبول کرنا ہی ہوگی ویسے بھی دفتر بند ہے۔ میں آپ کو خود سفارت خانے ڈراپ کر دونگا "ــــ خورشید نے زور دے کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک اُبھر آئی تھی۔ اور اس کی نظریں ٹریسی کے حسین سراپے پر جیسے جم سی گئی تھیں۔

" اچھا اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں "ــــ ٹریسی نے ایک طویل سانس لیتے ہوتے کہا۔

" گڈ ــ مس ٹریسی گڈ ــــ آپ یقیناً اس خوبصورت دعوت کو ہمیشہ یاد رکھیں گی ــــ تھینک یو "ــــ خورشید نے باچھیں پھاڑتے ہوتے کہا اور رچرڈ کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی۔

" اچھا پھر مجھے اجازت دیجئے "ــــ رچرڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ابھی تو شام ہے ــــ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ خورشید صاحب ہمارے

ساتھ چلیں ــــ ہم کچھ تفریح کرنے کے بعد رات کو واپس آجائیں گے" ٹریسی نے کہا۔

"آپ مسٹر رچرڈ کو جانے دیں ــــ دفتر بند ہونے میں صرف آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے ــــ آدھے گھنٹے بعد میں آپ کو اپنی کار میں لے چلوں گا۔ پھر جیسی تفریح آپ چاہیں گی کر کے واپس آجائیں گے" ــــ خورشید نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تب ٹھیک ہے ــــ دراصل میں اپنے گھر سے نائٹ بھی لی چاہتی تھی" ــــ ٹریسی نے کہا۔

"او۔کے ! ــــ پھر مجھے اجازت" ــــ رچرڈ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور خورشید نے بڑی گرمجوشی سے اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر وہ ٹریسی سمیت اُسے باہر کار تک چھوڑنے آیا۔ ٹریسی نے بھی رچرڈ کو گڈ بائی کہا اور رچرڈ مسکراتا ہوا کار میں بیٹھا اور ڈرائیور نے اشارہ ملتے ہی کار واپس موڑ دی۔

دونوں چیک پوسٹوں سے گزرنے کے بعد جب کار کھلی سڑک پہنچی تو رچرڈ نے سامنے والی نشست کے عقب میں موجود ایش ٹرے کو باہر کھینچا اور پھر اُسے ایک جھٹکے سے نیچے کی طرف دبایا تو دوسرے لمحے کھٹک کی آواز سے نشست کے عقب میں ایک بڑا سا خانہ کھل اور ایک ٹرانسمیٹر نظر آنے لگا۔ رچرڈ نے اس کی ناب کو گھمایا اور جب درمیان میں لگے ہوئے ڈائل کی سوئی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی تو اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ایک بلب جل اٹھا۔ اس کا رنگ سُرخ تھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ہیلو۔ ہیلو رچرڈ کالنگ سوڈیو۔ اوور" ــــ رچرڈ بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس سوڈیو سپیکنگ اوور" ــــ اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک آواز گونجی۔ اور اس کے ساتھ ہی سُرخ بلب سبز ہو گیا۔

"ٹریسی رات کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے پاس رہے گی۔ بندوبست ہو گیا ہے ــــ وہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو لے کر کوٹھی پہنچے گی ــــ تم ہوشیار رہنا۔ اوور" ــــ رچرڈ نے کہا۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو کوئی شک تو نہیں ہوا رچرڈ ــــ ؟ وہ بے حد کایاں شخص ہے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"شک کیسا ــــ ٹریسی کا جسم ہی ایسا ہے کہ اچھے اچھے چوکڑی بھول جاتے ہیں ــــ اس کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ نظروں ہی نظروں میں ٹریسی کو کھا جائے۔ اوور" ــــ رچرڈ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں یہی ایک خامی ہے اس میں ــــ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں ہوشیار رہوں گا۔ اوور" ــــ سوڈیو نے جواب دیا۔

"کوشش کرنا کہ آج رات بنیادی کام مکمل ہو جائے۔ کیونکہ ہم ٹریسی کو زیادہ دیر وہاں نہیں رکھ سکتے ــــ ورنہ سکیورٹی والے مشکوک بھی ہو سکتے ہیں۔ ایک رات کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اوور" ــــ رچرڈ نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں رچرڈ ! ــــ تم بے فکر رہو۔ کام ہو جائے گا۔ اور کل تمہیں کامیابی کی رپورٹ مل جائے گی۔ اوور" ــــ سوڈیو نے جواب دیا۔

SCANNED BY JAMSHED

'او۔کے ـــــ اوور اینڈ آل' ـــــــ رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر رابطہ آف کر دیا اور ٹرانسمیٹر کو اندر کی طرف دھکیل کر ایش ٹرے کو اوپر کر کے خانہ بند کر دیا۔ اب وہ بڑے مطمئن انداز میں پچھلی نشست سے پُشت لگا کر بیٹھ گیا اور کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

دارالحکومت سے پچاس کلومیٹر دُور تاجدار ڈیم تھا۔ یہ دریائے اوگما پر بندھا ہوا ایک ڈیم تھا جس سے پن بجلی پیدا کی جاتی تھی اور اس پن بجلی سے دارالحکومت کے ایک حصّے اور دُور دراز کے دیہاتوں کو سپلائی کی جاتی تھی۔ اور ڈیم کی وجہ سے جو پانی ذخیرہ کر لیا جاتا تھا اس سے کئی نہریں نکلتی تھیں جن سے اردگرد کا علاقہ سیراب کیا جاتا تھا۔ یہ ڈیم فوجی نقطۂ نظر سے خاصا اہم تھا کیونکہ اس ڈیم کی وجہ سے دارالحکومت کو ایک اچھا دفاعی کور مہیا ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ڈیم کی خصوصی حفاظت کی جاتی تھی۔ اس پر مسلح افواج کا ایک چاق و چوبند دستہ ہر وقت پہرہ دیتا رہتا تھا لیکن یہ فوجی دستہ دراصل صرف ان لوگوں پر نظر رکھنے کے لئے

یہاں تعینات کیا گیا تھا جن پر غیر ملکی جاسُوس ہونے کا شک گزر سکتا تھا ورنہ اصل ڈیم کی حفاظت کے لئے باقاعدہ سکیورٹی گارڈز موجود تھے۔ ڈیم کے ساتھ ہی وہاں کام کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑی کالونی موجود تھی جسے وَن یونٹ کالونی کہا جاتا تھا۔ ڈیم کے ساتھ ہی بجلی بنانے کا ایک چھوٹا سا یونٹ موجود تھا اور اس یونٹ کے عقب میں ایک خاصی بڑی جھیل تھی جس میں دریا کا پانی ذخیرہ کیا جاتا تھا اور اس کے شمال اور مشرق کی طرف سے دو بڑی نہریں اس میں سے نکل کر دُور تک چلی جاتی تھیں۔

اس وقت آدھی رات سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا اور ایک بڑی نہر کی پٹڑی پر ایک سیاہ رنگ کی جیپ تیزی سے جھیل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ میں چار افراد موجود تھے جنہوں نے سیاہ رنگ کے چُست لباس پہن رکھے تھے اور انہوں نے اپنی پُشت پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے باندھے ہوئے تھے۔ وہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیپ کی ہیڈ لائٹس بند تھیں اور وہ صرف ہلکی سی قدرتی روشنی میں ہی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"آگے چیک پوسٹ ہے ـــــ جیپ آگے نہیں جا سکتی۔ اسے ہمیں یہیں کسی طرف روکنا ہوگا" ـــــ اچانک ڈرائیور نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اسے کسی محفوظ جگہ چھپا دو۔ آگے ہم پیدل ہی چلے جائیں گے" ـــــ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ذرا آگے جا کر جیپ کا رُخ یکلخت بائیں طرف موڑا اور جیپ یکلخت نیچے کی طرف جھکی۔ ایک لمحے کے لئے یہی

SCANNED BY JAMSHED

محسوس ہوا جیسے وہ کہیں خلا میں گر رہی ہو۔ مگر دوسرے لمحے وہ سنبھل گئی اور پھر ہچکولے کھاتی ہوئی اور اچھلتی ہوئی گہرائی میں اترتی چلی گئی اور کافی نیچے آکر اس کا توازن قدرے درست ہوا اور پھر وہ آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی گھنی جھاڑیوں میں گھستی چلی گئی۔ یہ جھاڑیاں دُور تک پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

ایک بڑی جھاڑی کی آڑ میں پہنچ کر جیپ رُک گئی اور پھر ڈرائیور سمیت سب چھلانگیں لگا کر نیچے اتر آئے۔ انہوں نے چند لمحے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر وہ سب تیزی سے انہی جھاڑیوں میں چلتے ہوئے جھیل کی طرف بڑھنے لگے۔ کافی دُور انہیں پٹڑی کے اوپر کئی بلب جلتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یہ چیک پوسٹ تھی۔ وہ سب جھاڑیوں کی آڑ لیتے ہوئے اس چیک پوسٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے چونکہ وہ نہر کی پٹڑی سے خاصی گہرائی میں تھے اس لئے اُوپر سے ان کا نظر آجانا مشکل تھا۔ چیک پوسٹ کے قریب پہنچ کر وہ اور زیادہ محتاط ہو گئے۔

چیک پوسٹ پر دو مسلح سپاھی ہاتھوں میں سب مشین گنیں اٹھائے بڑے محتاط انداز میں کھڑے تھے۔

"چیک پوسٹ پر کتنے افراد ہیں سڈنی" ـــــ ایک سیاہ پوش نے دوسرے سے سرگوشیانہ انداز میں پوچھا۔

"چار افراد ہیں باس ـــ دو اندر کمرے میں ہوں گے" ـــ دوسرے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ـــ پوچھنے والے نے سر ہلاتے ہوئے کہا او

پھر اس نے پشت پر لدے ہوئے بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی نال کی ایک گن نکالی۔ گن کی نال کا سرا انتہائی باریک تھا۔ اس نے گن کا کلپ کھینچا اور پھر اُسے اپنے کاندھے سے لگا کر اس نے نال کا رُخ چیک پوسٹ پر کھڑے ہوئے ایک سپاہی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گن سے ہلکی سی ٹرچ کی آواز نکلی اور دوسرے لمحے اس سپاہی نے ایک جھٹکا کھایا اور اچھل کر زمین پر جا گرا۔ اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی تھی۔ اس کے اس طرح اچانک گرنے سے ساتھ کھڑا ہوا دوسرا سپاہی چونک کر اس کی طرف بڑھا اور سیاہ پوش نے دوسری بار ٹریگر دبا دیا۔ ایک بار پھر ٹرچ کی آواز سنائی دی اور دوسرا سپاھی بھی جھٹکا کھا کر زمین پر گر گیا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔ لیکن زمین پہ گرتے ہی وہ ساکت ہو گیا تھا۔

اسی لمحے کمرے میں سے ایک اور سپاہی بھاگتا ہوا باھر آیا اور پھر سیاہ پوش نے تیسری بار ٹریگر دبا دیا اور آنے والا لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر ایک دھماکے سے گرا۔ چند لمحوں بعد ہی دروازے سے چوتھا سپاہی مودار ہوا اور اُسے دروازے سے باھر نکلنے کی بھی مہلت نہ ملی اور وہ وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔

"آؤ" ـــ سیاہ پوش نے اس کے گرتے ہی کہا اور وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے اونچائی پر چڑھ کر چیک پوسٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ چیک پوسٹ خالی پڑی ہوئی تھی اور وہ چاروں سیاہ پوش چیک پوسٹ کے کمرے سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"اب یہاں سے پانی کے اندر آسانی سے ہم بڑھ سکتے ہیں" ـــ دوسری

SCANNED BY JAMSHED

طرف پہنچتے ہی سیاہ پوش نے نہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور باقی تینوں نے بھی سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے تیزی سے کمر پر لدے ہوئے بیگ نیچے اتارے اور اس میں سے غوطہ خوری کا لباس نکال لیا۔ ساتھ ہی چھوٹے میزائلوں جیسے آکسیجن سلنڈر بھی انہوں نے اپنے سینے پر بیلٹوں سے باندھ لئے اور پھر واٹر پروف تھیلے دوبارہ کمر پر باندھ کر ان سب نے نہر میں چھلانگیں لگا دیں۔

نہر کی تہہ میں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ جس جگہ چیک پوسٹ تھی وہاں تاروں کا ایک جال سا پانی کے اندر نہر کی چوڑائی میں نصب تھا۔ اور اس جال کی وجہ سے ان کو چیک پوسٹ کراس کرنا پڑی تھی ورنہ وہ پہلے ہی نہر میں چھلانگیں لگا کر پانی کے اندر سے ہی چیک پوسٹ کراس کر سکتے تھے۔

پانی میں کودتے ہی وہ تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتے چلے گئے پانی کا بہاؤ خاصا تیز تھا لیکن وہ ماہر تیراکوں کی طرح آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ نہر کی سطح اونچی ہوتی جا رہی تھی اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں جھیل میں سے پانی نہر میں گر رہا تھا۔ جھیل کی سطح خاصی بلند تھی اور زمین اس جگہ باہر ایک بڑا سا دفتر موجود تھا جس کے باہر ایک چیک پوسٹ بھی بنی ہوئی تھی۔ شاید یہ اس جگہ کو چیک کرنے کے لئے بنائی گئی تھی تاکہ کسی قسم کے خطرے کی صورت میں پانی کو کنٹرول کیا جا سکے۔ اب یہاں سے اوپر جھیل تک پہنچنا ناممکن تھا کیونکہ پانی پوری قوت سے نیچے گر رہا تھا۔ سیاہ پوش نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے نہر کے دوسرے کنارے کی طرف سمٹتے چلے گئے۔ یہ چیک پوسٹ کی مخالف سمت تھی اور پھر سیاہ پوش آہستگی سے اوپر چڑھتا چلا گیا اور اس کے باقی ساتھی بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ سب نہر کے دوسرے کنارے پر زمین سے چمٹے ہوئے پڑے تھے۔ نہر کی چوڑائی چونکہ خاصی زیادہ تھی اس لئے چیک پوسٹ کے بلبوں کی روشنی پوری طرح دوسرے کنارے کو روشن نہ کر رہی تھی اور سیاہ زمین سے چمٹے ہوئے وہ اندھیرے کا ایک حصہ بن چکے تھے۔

وہ چند لمحے زمین سے چمٹے رہے۔ پھر تیزی سے جھیل کی طرف کھسکتے چلے گئے۔ اس طرف ایک پٹڑی سی تھی جس کی ایک طرف جھیل تھی جب کہ دوسری طرف پن بجلی بنانے والے یونٹ کی اونچی دیوار تھی۔ دیوار کے اوپر جگہ جگہ مرکری بلب نصب تھے۔ لیکن چونکہ یہ بلب ٹیڑھے اور کافی آگے کو بڑھے ہوئے پولوں پر نصب تھے۔ اس لئے دیوار سے بالکل ساتھ ساتھ ملگجا سا اندھیرا تھا اس لئے وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ لیکن ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ اچانک ایک سیاہ پوش کا پیر زمین پر بچھی ہوئی ایک پتلی سی تار پر پڑا اور دوسرے لمحے ارد گرد کا علاقہ تیز سائرنوں سے گونج اٹھا اور سائرن بجنے کے ساتھ ہی ہر طرف تیز سرچ لائٹیں روشن ہوتی چلی گئیں۔

"دوڑو ڈیم کی طرف" ——— باس نے چیختے ہوئے کہا اور وہ چاروں انتہائی برق رفتاری سے دوڑتے ہوئے ڈیم کی طرف بڑھنے لگے۔

ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک فضا
میں تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی دو سیاہ پوش
اپنی جگہ سے اچھلے اور فضا میں ہی ہاتھ پیر مارتے ہوئے زمین
پر گر پڑے۔ یہ دونوں قطار کے آخر میں تھے۔ اگلے دو نے تڑتڑاہٹ
کی آواز گونجتے ہی تیزی سے چھلانگیں لگائیں اور وہ اڑتے ہوئے
جھیل کے پانی میں جا گرے۔

لیکن اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز ایک بار پھر گونجی اور تیسرا سیاہ پوش
جو ابھی پانی کی سطح کے اوپر تھا چھپاکے سے پانی میں گرا اور چوتھے
سیاہ پوش نے جو ان کا باس تھا مڑ کر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ تیزی
سے پانی کی گہرائی میں بیٹھتا چلا گیا۔ جس جگہ تیسرا نقاب پوش گرا تھا
وہاں پانی کا رنگ سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا جس سے وہ سمجھ گیا
تیسرا بھی ہٹ ہو گیا ہے۔ اب وہ اکیلا رہ گیا تھا اور پھر پانی کی تہہ
پہنچتے ہی وہ تیزی سے نیچے ہوتا ہوا ڈیم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
تھوڑی سی کشمکش کے بعد وہ ڈیم کے نیچے پہنچ گیا جہاں بڑے بڑے
دروازوں میں سے لاکھوں مکعب فٹ پانی اوپر سے نیچے گر رہا
تھا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی سیاہ پوش رکا اور اس نے ہاتھ پیچھے
موڑ کر تھیلے کو کمر سے اتار کر آگے کیا اور اسے کھول کر اس میں سے
ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا۔ جس کے پیچھے ایک بڑا سا سپرنگ اور آخر میں
دستہ لگا ہوا تھا۔ سپرنگ سمٹا ہوا تھا۔

سیاہ پوش نے بڑی پھرتی سے ڈبے کا رخ ڈیم کے دروازے
کی اوپر والی سطح کی طرف کر کے دستے کے پیچھے لگا ہوا ایک بٹن دبا

SCANNED BY JAMSHED

سرسراہٹ کی تیز آواز سے اس کے ہاتھ کو زبردست جھٹکا لگا
کر دیا۔ سرسراہٹ کی تیز آواز سے اس کے ہاتھ کو زبردست جھٹکا لگا
اور سپرنگ کھلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ڈبہ گولی کی رفتار سے اوپر
کی طرف گیا اور پھر چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز سنائی دی اور سیاہ پوش
نے اطمینان کا سانس لیا۔ ڈبہ دروازے کی نچلی سطح سے چمٹ چکا تھا۔
اس کے ساتھ ہی سیاہ پوش نے وہ سپرنگ نما گن واپس تھیلے میں
ڈالی اور تیزی سے واپس مڑنے لگا۔ تھیلا دوبارہ اس نے اپنی کمر
سے باندھ لیا تھا۔ اب وہ انتہائی تیز رفتاری سے واپس تیر رہا تھا۔
اور چونکہ پانی کا بہاؤ اب اس کے موافق تھا اس لئے اس کے تیرنے
کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اس کے سینے پر بندھے ہوئے میزائل نما
آکسیجن سلنڈر کی وجہ سے اسے سانس لینے میں تکلیف نہ ہو رہی تھی
یہ سلنڈر انتہائی جدید انداز میں بنایا گیا تھا۔ بظاہر تو یہ چھوٹا سا تھا
لیکن اس کے اندر ایسا سسٹم لگایا گیا تھا کہ یہ از خود پانی کے اندر
موجود آکسیجن کو کھینچ کر اور صاف کر کے آگے پہنچاتا تھا۔ اس لئے
اسے قطعاً آکسیجن کی طرف سے فکر نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ
پانی میں رہے گا سلنڈر اسے آکسیجن وافر مقدار میں فراہم کرتا رہے گا
اور پھر وہ زبردست بہاؤ کے ساتھ کسی تنکے کی طرح بہتا ہوا جھیل سے
نہر میں جا گرا۔ لیکن اس نے اپنے حواس سلامت رکھے اور تیزی سے
آگے بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ وہ خاصی گہرائی میں سفر کر رہا تھا اس لئے اسے
قطعاً معلوم نہ تھا کہ اوپر کیا ہو رہا ہے اور نہ ہی اسے معلوم کرنے
کی ضرورت تھی۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے تینوں ساتھی ہلاک
ہو چکے ہیں۔ اگر وہ صحیح سلامت ہوتے تو تب چار ڈبے ڈیم کے چاروں

SCANNED BY JAMSHED

دروازوں کے نیچے فٹ ہو جاتے. لیکن چونکہ وہ تینوں فلاک ہو چکے تھے اس لئے اب اُسے ایک پر ہی اکتفا کرنا پڑ رہا تھا. لیکن اُسے معلوم تھا کہ یہ ایک ڈبہ ہی آدھے سے زیادہ ڈیم کو تباہ کر سکتا ہے اس لئے وہ مطمئن تھا.

نہر کی تہہ میں تیر کر آگے بڑھتے ہوئے اچانک اُسے دُور سے نہر کے اندر وہ جال نظر آ گیا. اور اس جال کے نظر آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ وہ پہلی چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گیا ہے. وہ چند لمحے ر[کا] اور پھر اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر ایک نلکی سی نکال لی. نلکی کو دو[...] اوپر کی طرف کھینچتا چلا گیا جیسے ریڈیو کا ایریل کھینچا جاتا ہے اس نلکی [کا] رنگ سیاہ تھا اور اس کے اندر سوراخ تھا. اوپر سے اس کا منہ چپٹا تھا اور اس میں ایک مخصوص قسم کا آئینہ لگا ہوا تھا. اس آئینے میں چمک نہ تھی بلکہ وہ مدھم سا تھا. جب نلکی پوری لمبائی میں کھنچ گئی تو [...] نلکی کے نچلے سرے کو آنکھ سے لگا کر اُسے دونوں ہاتھوں میں سنبھا[لے] ہوئے آہستہ آہستہ اوپر کی طرف ہونے لگا. اس کی آنکھ نلکی کے سوراخ سے لگی ہوئی تھی.

تھوڑی دیر بعد اُسے سوراخ میں سے روشنی نظر آئی اور اس نے اپنے آپ کو روک لیا. اس کے بعد اس نے ایک ہاتھ سے نلکی کو ذرا سا موڑا تو اُسے سوراخ میں سے منظر واضح طور پر نظر آنے لگا. اوپر چیک پوسٹ پر بہت سے افراد نظر آ رہے تھے. جن میں مسلح افراد بھی تھے اور بغیر مسلح بھی. دو جیپیں بھی نظر آ رہی تھیں. وہ کافی دیر تک اس سارے منظر کو دیکھتا رہا. پھر اس نے نلکی کو بند کرنا [...]روع کر دیا. اور جب وہ پہلے والی شکل میں آگئی تو اس نے نلکی دواپس بیگ میں ڈالا اور پھر بیگ میں سے ایک چھوٹا سا ہینڈ گرنیڈ [...]ب نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑا اور نہر کے کنارے کی طرف [...]ھتا چلا گیا.

کنارے کے قریب پہنچ کر وہ اوپر کی طرف اٹھا اور پھر پانی کی [س]طح کے قریب جا کر اس نے آہستہ سے سر باہر نکالا. کنارے کے [او]پر ابھی تک لوگ موجود تھے اور باتوں کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے [ر]ہی تھیں. وہ بم کو ہاتھ میں پکڑے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا اور اب [و]ہ نہر کے دلدلی کنارے سے چپکا ہوا تھا. اس کے پیر البتہ ابھی تک [پا]نی میں تھے. اب کنارہ صرف چند فٹ اوپر رہ گیا تھا. سیاہ پوش [چ]ند لمحے رکا اور پھر اس نے بم کے ایک سرے کو انگوٹھے سے [د]بایا اور دوسرے لمحے اُسے تیزی سے اوپر اچھال دیا. اور خود کنارے کے ساتھ چمٹ گیا.

دوسرے لمحے ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور چیک پوسٹ [...]ہ کمرہ اور کنارے کا بہت سا حصہ ٹوٹ کر پانی میں گرنے لگا. سیاہ [پ]وش چونکہ کنارے کے بالکل ساتھ چمٹا ہوا تھا اس لئے اوپر سے گرنے [وا]لے ملبے سے محفوظ رہا.

دھماکے کے ساتھ ہی چیخوں کی آوازیں ابھری تھیں اور چند لمحوں [ب]عد جیسے ہی دھماکے کی بازگشت ختم ہوئی. سیاہ پوش انتہائی تیز [...]فتاری سے گھسٹتا ہوا اوپر کنارے پر چڑھتا چلا گیا. اوپر ہر طرف [مل]بہ اور لاشیں بکھری ہوئی تھیں. البتہ دو چار زخمیوں کی کراہیں بھی سنائی

دے رہی تھیں۔

سیاہ پوش اوپر پہنچتے ہی بجلی کی سی تیز رفتاری سے دوڑ
ملبے کو کراس کر کے چیک پوسٹ کی دوسری طرف پہنچا اور ا
ایک بار پھر نہر میں چھلانگ لگا دی۔ اب وہ نہر میں موجود بال
کراس کر آیا تھا۔ نہر میں پہنچتے ہی وہ تیزی سے تیرتا ہوا آگے
چلا گیا اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ اب وہ اس جگہ پہنچ گیا ہے
جہاں اس کی جیپ موجود ہے تو وہ دوبارہ کنارے کی طرف ب
اور چند لمحوں بعد وہ کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ چیک پوسٹ خا
دُور تھی اور ہر طرف سائرنوں کی تیز آوازوں کے ساتھ دوڑتی ہو
جیپوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پورے ڈیم پر سرخ لائٹ
بل رہی تھیں۔ لیکن اب سیاہ پوش محفوظ تھا۔ وہ پٹڑی کراس کر
دوسری طرف نیچے اترتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ جھاڑیوں میں د
ہوا اپنی جیپ کے پاس پہنچ گیا۔

جیپ کے پاس پہنچتے ہی وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر ب
اور جیپ کا نفیس انجن دوسرے ہی لمحے ہلکی سی غراہٹ کے س
جاگ اٹھا۔ اور پھر جیپ جھاڑیوں میں دوڑتی چلی گئی۔ کافی فاصلہ
کرنے کے بعد وہ جیپ کو پٹڑی کے اوپر چڑھا لایا اور پھر پٹڑی
دوڑتے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ پر پہنچ گیا جہاں خا
ٹریفک جاری تھی۔ اس نے جیپ اس ٹریفک میں ڈال دی اور خا
فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے اطمینان سے جیپ ایک سائیڈ
پر موڑ دی۔ اس سائیڈ روڈ کے دونوں اطراف میں بڑے بڑے

SCANNED BY JAMSHED

درخت تھے۔

سیاہ پوش نے جیپ سائیڈ روڈ سے ہٹا کر درختوں کی آڑ میں
روکی اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا۔
لباس کو ایک بڑے تھیلے میں ڈال کر اس نے تھیلا جیپ کی سیٹ
کے نیچے بنے ہوئے ایک خفیہ خانے میں ڈالا۔ اب اس کا نیچے
پہنا ہوا اصل لباس ظاہر ہو گیا تھا۔ اب وہ عام سے سوٹ میں ملبوس
تھا۔ ڈیش بورڈ کے خانے سے کنگھی نکال کر اس نے بال سیٹ
کئے اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ پھرا اور ایک ابھری ہوئی
جگہ کو دباتے ہی ڈیش بورڈ کی سائیڈ کا ایک حصہ کسی ڈھکن کی طرح
کھلتا چلا گیا۔ اس کے اندر ایک چھوٹی سی ٹرانسمیٹر مشین موجود تھی۔
سیاہ پوش نے وہ مشین باہر نکالی اور پھر اس کے اوپر لگا ہوا ایک
بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی مشین پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بلب تیزی
سے جلنے بجھنے لگا اور ڈائل روشن ہو گیا جس پر ایک سرخ رنگ
کی سوئی تھرتھرا رہی تھی۔ سیاہ پوش نے بٹن کے نیچے لگی ہوئی ناب
گھمائی تو سوئی تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ جب سوئی ایک مخصوص
ہندسے پر پہنچی تو ڈائل کے اوپر موجود ایک اور بلب جل اٹھا۔ اس
کا رنگ زرد تھا۔

"لو اب اپنے ڈیم کو سنبھالو" ـــــ سیاہ پوش نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور سرخ رنگ کے بڑے سے بٹن پر انگوٹھا رکھ کر اس نے دانت
بھینچتے ہوئے ایک جھٹکے سے اُسے پش کر دیا۔ بٹن پش ہوتے ہی
سرخ رنگ کا بلب یکلخت بجھ گیا اور دوسرا بلب بھی ایک جھٹکے سے

SCANNED BY JAMSHED

بجھتا چلا گیا۔

سیاہ پوش نے بڑی پھرتی سے مشین دوبارہ خانے میں ڈال کر بند کیا۔ اسی لمحے اُسے دُور سے ہولناک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور سیاہ پوش کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ اس نے جیپ کا رُخ موڑا اور تیزی سے مین روڈ پر آکر بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی اور فتح کا سکون پھیلا ہوا تھا۔

وزارت داخلہ کے سیکرٹریٹ میں یوں کھلبلی مچی ہوئی تھی جیسے ہنگامی حالات کا اعلان ہو چکا ہے۔ وزیر داخلہ افضال حسین اپنے دفتر میں انتہائی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہے تھے ان کے چہرے پر بے شمار سلوٹیں تھیں اور وہ بار بار مٹھیاں بھینچ لیتے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک باوقار شخصیت اندر داخل ہوئی۔ یہ سیکرٹری وزارت داخلہ سر راشد تھے۔

"آیئے سر راشد! ـــــ میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا ـــــ یہ اچانک کیسی اطلاعات آنی شروع ہو گئی ہیں" ـــــ وزیر داخلہ نے

SCANNED BY JAMSHED

انتہائی پریشان لہجے میں کہا اور سر راشد کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے انہوں نے خود بھی کرسی سنبھال لی۔

"سر میں خود پریشان ہوں ——— میں نے سر رحمان کو کہا ہے کہ فوری طور پر اپنی انٹیلی جنس کو شہر میں پھیلا دیں ——— اہم مراکز کی ... کریں اور مجھے فوری طور پر رپورٹ دیں" ——— سر راشد نے کرسی بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی صدر مملکت کا فون آیا تھا ——— وہ تفصیلی رپورٹ مانگ رہے تھے" ——— وزیر داخلہ نے کہا۔

"بہتر جناب! ——— جیسے ہی تفصیلی رپورٹ تیار ہوئی آپ کو بھجوا دی جائے گی ——— آپ اسے صدر مملکت کو ریفر کر دیں" ——— سیکرٹری جواب دیا۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے ——— کیا یہ کوئی دہشت پسندانہ کارروائیاں ہیں یا کوئی انقلابی تنظیم میدان میں آ گئی ہے" ——— ؟ وزیر داخلہ نے پریشان لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— سیاسی طور پر تو ہمارا ملک خاصا مستحکم ہو چکا ہے۔ اس لئے ایسی کسی کارروائی کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا ——— اس لئے یہ بات ابھی واضح نہیں ہے کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے ——— سر رحمان تحقیقات کر رہے ہیں۔ شاید کوئی بات سامنے آ جائے تب ہی اس بات کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے" ——— سیکرٹری نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ویسے ہمارے لئے کتنی شرمناک ہے کہ ڈیم تباہ ہو گیا

ہزاروں ایکڑ رقبہ تباہ ہو گیا ——— دارالحکومت کا ایک حصہ تباہ ہو گیا۔ یو۔ کے یونٹ بجلی گھر بھی تباہ کر دیا گیا ——— اہم پل اڑا دیا گیا ——— آخر یہ سب کچھ کیا ہے ——— ؟ ایسا کیوں ہو رہا ہے" ——— ؟ وزیر داخلہ نے میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— رپورٹ آ جانے دیجئے پھر پتہ لگ جائے گا" ——— سیکرٹری نے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور وزیر داخلہ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— وزیر داخلہ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان بات کرنا چاہتے ہیں" ——— دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"سر رحمان! ——— اوہ بات کراؤ فوراً" ——— وزیر داخلہ نے چونک کر کہا اور سر رحمان کا نام سن کر سیکرٹری بھی چونک پڑے۔

"ہیلو سر ——— میں رحمان بول رہا ہوں ——— سر راشد اپنے دفتر میں موجود نہیں ہیں اس لئے ———" سر رحمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میرے پاس موجود ہیں ——— آپ فرمایئے کیا رپورٹ ہے ——— ؟ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے ——— ؟ کون کر رہا ہے" ——— ؟ وزیر داخلہ نے کہا۔

"سر فی الحال تو سرسری تحقیقات کے نتیجے میں جو باتیں سامنے آئی ہیں ——— ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی غیر ملکی تنظیم کے تحت ہو رہا ہے ——— کیونکہ ڈیم کی تباہی کے دوران تین افراد

ہلاک ہو گئے تھے۔ وہ تینوں غیر ملکی تھے اور ان کے پاس انتہائی جدید ترین سامان تھا ۔۔۔ بعد میں اچانک ڈیم کی تباہی کی وجہ سے ان لاشوں کے بھی پرخچے اُڑ گئے اور ابھی تک ان کے جسم کا کوئی حصہ نہیں مل سکا ۔۔۔ لیکن یہ بات حتمی ہے کہ وہ غیر ملکی تھے ۔۔۔ پاور پوائنٹ بجلی گھر تباہ کرنے والے افراد میں سے ایک فرد کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ وہ آدمی مقامی تھا لیکن بجلی گھر کی تباہی کی وجہ سے اس کی لاش مسخ ہو گئی ۔۔۔ پُل اڑانے والے افراد تو پکڑے نہیں جا سکے البتہ جس بم سے انہوں نے پل کے ایک حصے کو نقصان پہنچایا ہے اس کے چند حصے مل گئے ہیں ۔۔۔ ان کے سرسری تجزیے سے یہ بات عیاں ہے کہ یہ بم انتہائی جدید ترین ایجاد ہے۔ ایسا بم پہلے ہمارے دیکھنے میں کبھی نہیں آیا ۔۔۔ مزید تفصیلی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ میں نے انٹیلی جنس کو شہر میں بھی پھیلا دیا ہے اور اہم مراکز کی بھی سخت نگرانی شروع کر دی گئی ہے" ۔۔۔ سر رحمان نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ کی اس رپورٹ سے کچھ امکانات واضح ہوتے ہیں ۔۔۔ لیکن آپ فوراً اس تنظیم کا سراغ لگائیے۔ انہیں گرفتار کیجئے۔ ورنہ اگر اسی طرح یہ تباہی جاری رہی تو حالات بے حد خراب ہو جائیں گے" ۔۔۔ وزیر داخلہ نے جواب دیا۔

"سر! ۔۔۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں ۔۔۔ مشکوک افراد کی نگرانی اور چھان بین کی جا رہی ہے ۔۔۔ جیسے ہی کوئی ٹھوس ثبوت یا کلیو ہاتھ آیا، تنظیم کو گرفت میں لے لیا جائے گا" ۔۔۔ سر رحمان

SCANNED BY JAMSHED

نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔ آپ ایسا کریں کہ اب تک کی رپورٹ تحریری طور پر فوراً مجھے بھجوا دیں تاکہ میں صدر مملکت کو بھجوا دوں" ۔۔۔ وزیر داخلہ نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ میں بھجوا دیتا ہوں" ۔۔۔ سر رحمان نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ وزیر داخلہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"یہ غیر ملکی تنظیم آخر کیوں ایسی تباہیاں پھیلا رہی ہے ۔۔۔ اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے" ۔۔۔ وزیر داخلہ نے رسیور رکھتے ہی سیکرٹری سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے سر کہ وہ ایسی تباہیاں پھیلا کر ہمیں کسی خاص پہلو پر بلیک میل کرنا چاہتے ہوں" ۔۔۔ سیکرٹری سر راشد نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسی پہلو پر ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ وزیر داخلہ نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کسی بھی سیاسی ۔۔۔ فوجی پہلو پر ہو سکتا ہے ۔۔۔ بہرحال یہ ایک رائے ہے" ۔۔۔ سیکرٹری سر راشد نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"ہونہہ! ۔۔۔ بہرحال دیکھو کیا رنگ نکلتا ہے" ۔۔۔ وزیر داخلہ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"سر — مجھے اجازت دیجئے — میں اس سلسلے میں مزید کام کرلوں" سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ ہاں ضرور — اور سنو! — جیسے ہی سر رحمان کی رپورٹ آپ کے پاس پہنچے۔ مجھے فوراً بھجوا دیجئے" — وزیر داخلہ نے کہا۔

"بہتر جناب" — سیکرٹری سر راشد نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"غیر ملکی تنظیم کونسی ہوسکتی ہے — کیا مقصد ہوسکتا ہے؟" سیکرٹری سر راشد کے جانے کے بعد وزیر داخلہ نے اٹھ کر دوبارہ ٹہلنا شروع کر دیا۔ وہ ٹہلنے کے ساتھ ساتھ بڑبڑا رہے تھے۔

ابھی انہیں ٹہلتے ہوئے چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وزیر داخلہ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا دروازے سے ان کا چپڑاسی اندر داخل ہو رہا تھا۔ چپڑاسی کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ وزیر داخلہ اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

"کیا بات ہے کریم الدین" — ؟ وزیر داخلہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر ایک اہم بات آپ کو بتانی ہے — ان تباہیوں کے سلسلے میں" — چپڑاسی نے مدھم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ کیا بات ہے — کیا بات ہے" — ؟ وزیر داخلہ نے چونک کر کہا اور چپڑاسی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو وزیر داخلہ بُری طرح اچھلے۔ چپڑاسی کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ایک

چھوٹا سا ریوالور تھا۔

"یہ — یہ کیا ہے" — ؟ وزیر داخلہ نے تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"سر گھبرائیے نہیں — اسی ریوالور کے متعلق تو میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں" — چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا اچھا — بتاؤ کیا بات ہے — ؟ یہ کہاں سے ملا ہے تمہیں" — ؟ وزیر داخلہ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر پیدا ہونے والی گھبراہٹ ہلکی سی شرمندگی میں تبدیل ہوگئی۔

"سر — یہ دیکھیئے اس پر نشان" — چپڑاسی نے ریوالور کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے اسے وزیر داخلہ کی طرف بڑھا دیا۔

اور پھر جیسے ہی وزیر داخلہ ریوالور پر نشان دیکھنے کے لئے جھکے چپڑاسی نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹرچ کی آواز سنائی دی۔ اور وزیر داخلہ ایک جھٹکا کھا کر اچھلے اور دوسرے لمحے دھڑام سے پشت کے بل دبیز قالین پر گرتے چلے گئے۔ گولی عین ان کے دل پر لگی تھی۔ اس لئے ان کو چیخنے کا موقع بھی نہ ملا اور اگر وہ چیخ بھی پڑتے تو ساؤنڈ پروف ایئر کنڈیشنڈ کمرے سے باہر ان کی آواز نہ جا سکتی تھی۔ ان کے سینے سے خون فوارے کی طرح ابلنے لگا۔ ان کی آنکھوں میں حیرت کا عنصر جیسے منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔ ان کے ہاتھ پیر ایک دو بار پھیلے اور سمٹے اور پھر وہ ساکت ہوگئے۔

چپڑاسی نے بڑے اطمینان سے اپنی جیب سے ایک رومال نکالا

اور پھر ریوالور کا دستہ رومال سے اچھی طرح صاف کیا۔ اس کے بعد اس نے ریوالور کو وزیر داخلہ کی میز کی دراز کھول کر اس کے اندر رکھا اور پھر دراز بند کر کے وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر باہر نکلتا چلا گیا۔

وزیر داخلہ کی لاش ان کی میز کی آڑ میں دبیز قالین پر پڑی ہوئی تھی اور ان کے سینے سے خون نکل کر دبیز قالین میں جذب ہو رہا تھا۔ چونکہ ان کی لاش بڑی میز کی آڑ میں تھی اس لئے دروازے سے فوری طور پر نظر نہ آسکتی تھی۔

چند لمحوں بعد ہی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ لیکن ظاہر ہے کمرے میں کوئی زندہ فرد موجود ہوتا تو رسیور اٹھاتا۔ گھنٹی بار بار بجتی رہی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا وہ حیرت سے خالی کمرے کو دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ میز کی آڑ میں پڑی ہوئی وزیر داخلہ کی لاش اسے نظر نہ آ رہی تھی۔ پھر اس نوجوان کی نظریں ملحقہ باتھ روم کے دروازے پر جم گئیں۔ باتھ روم کا دروازہ بند تھا اس لئے اس نے سمجھا کہ وزیر داخلہ صاحب باتھ روم میں گئے ہوں گے۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ شاید وہ دروازے پر دستک دینا چاہتا تھا ـــــــ لیکن جیسے ہی اس نے قدم آگے بڑھائے اس کی نظریں دائیں طرف پڑیں اور ایک لمحے کے لئے وہ حیرت سے بت بنا کھڑا رہا۔ اور حیرت کی شدت سے اس کا سانس تک رک گیا تھا۔ چند لمحے وہ بت بنا ساکت کھڑا رہا اور

SCANNED BY JAMSHED

پھر اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی اور وہ بے تحاشا دروازے کی طرف بھاگنے لگا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں ـــــ آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ وہ اسی انداز میں چیختا چلاتا دروازے سے باہر نکلا اور ایک طرف کو بھاگتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد بہت سے لوگ بھاگتے ہوئے وزیر داخلہ کے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک دم بے شمار اور بااختیارات افراد جمع ہو گئے تھے اور ان سب کے چہروں پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

اور پھر تیزی سے ٹیلیفون کھڑکنے لگے۔ وزیر داخلہ کا اس طرح ان کے دفتر میں قتل ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ حکومتی سطح پر یقیناً بھونچال آ جانا چاہیئے تھا۔

"جانِ من آج میں تمہیں ایسی شراب پلاؤں گا کہ تم مدتوں اس کا ذائقہ نہ بھولو گی" ——— اسسٹنٹ ڈائریکٹر خورشید نے اپنی کوٹھی میں پہنچتے ہی ٹرلیسی سے مخاطب ہو کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ نے اتنی پرانی شراب لی کہاں سے" ——— ٹرلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایئر کنڈیشنڈ ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔

"ارے یہ میرا شوق ہے ڈیئر ——— شوق ہے" ——— خورشید نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ساتھ والے کمرے میں گھستا چلا گیا اور اس کے اندر جاتے ہی ٹرلیسی نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹی سی شیشی نکالی اور اس میں سے دو گولیاں نکال کر اس نے ہینڈ بیگ کے چھوٹے خانے میں رکھیں اور شیشی دوبارہ گریبان میں رکھ لی۔

SCANNED BY JAMSHED

تھوڑی دیر بعد خورشید ہاتھ میں ایک بوتل اور دو گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بوتل اور گلاس درمیانی میز پر رکھے اور پھر اس نے بوتل کھول کر شراب دونوں گلاسوں میں انڈیلی۔

"کچھ نمکین اگر ہو تو" ——— ٹرلیسی نے شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نمکین ——— اوہ اچھا ——— ابھی لو ڈیئر ——— آج تو تمہاری ہر فرمائش پوری ہوگی" ——— خورشید نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے اندر چلا گیا اور ٹرلیسی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہینڈ بیگ کو کھولا اور اس میں سے شیشی سے نکالی ہوئی دونوں گولیاں نکال کر اس نے اس گلاس میں ڈال دیں جو خورشید نے اپنے لئے بھرا تھا۔ وہ گولیاں شراب میں فوراً ہی حل ہو گئیں۔

چند لمحوں بعد خورشید ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں نمکین چیزیں موجود تھیں۔

"لو ڈیئر" ——— خورشید نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا اور اپنا گلاس اٹھا لیا۔

"تمہارے پاس نوکر نہیں ہیں" ——— ؟ ٹرلیسی نے ٹرے میں سے نمکین چیز اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ارے دو نوکر تھے ——— آج میں نے ان کی چھٹی کرا دی ہے۔ سالے رنگ میں بھنگ ڈال دیتے ہیں" ——— خورشید نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے شراب پینی شروع کر دی۔

"کیسی ہے ڈیئر" ——— ؟ خورشید نے پوچھا۔

" ارے پوچھو مت ـــــ اتنی اچھی شراب میں نے پہلے کبھی نہ پی" ـــــ ٹرلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور خورشید ـــ بڑے پُرہوس انداز میں ٹرلیسی کو دیکھتے ہوئے ہنس پڑا۔ وہ پرانا کھلاڑی تھا اس لئے اس نے جان بوجھ کر پہلے کوئی حرکت نہ کی تھی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ پرانی شراب جیسے ہی ٹرلیسی کے اندر جائے گی وہ خودبخود پکے ہوئے پھل کی طرح اس کی گود میں آگرے گی۔

ایک گلاس پینے کے بعد خورشید نے دوسرا گلاس بھرا لیکن اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔

" ارے یہ مجھے کیا ہو رہا ہے ـــــ میں تو بوتلوں کی بوتلیں پی جاتا ہوں ـــ آج ایک گلاس ـــــ" خورشید نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" کچھ زیادہ ہی تیز معلوم ہوتی ہے" ـــــ ٹرلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے ڈیئر! ـــ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے ـــ تمہارے حُسن نے اس شراب کو کئی گنا تیز کر دیا ہے" ـــــ خورشید نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس تیزی سے تھرتھرانے لگا اور ٹرلیسی نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔ اور خورشید لہراتا ہوا صوفے سے نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

ٹرلیسی نے اپنا گلاس رکھا اور آگے بڑھ کر خورشید کی کلائی تھام لی۔

SCANNED BY JAMSHED

وہ اس کی نبض چیک کر رہی تھی۔ جب اُسے اطمینان ہو گیا تو خورشید کی کلائی چھوڑ کر وہ تیزی سے مڑی اور پھر ڈرائینگ روم کا دروازہ کھول کر باہر برآمدے میں سے ہوتی ہوئی پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھ گئی۔

" سوڈیو! ـــ آجاؤ باہر کام ہو گیا" ـــــ ٹرلیسی نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ڈگی کا ڈھکن تیزی سے کھلا اور ایک نوجوان اچھل کر باہر آگیا۔ اس کا پورا جسم پسینے سے تر تھا۔

" خدا کی پناہ! ـــ گرمی نے میری جان نکال دی تھی" ـــــ نوجوان نے باہر آکر اپنے ہاتھ پیر سیدھے کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ڈگی کے اندر موجود ایک چھوٹا سا تھیلا اٹھا لیا۔

" آؤ میرے ساتھ ـــــ دو گولیوں نے ہی اسے لمبا کر دیا ہے" ٹرلیسی نے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" تم دو گولیوں کو کیا سمجھتی ہو ـــــ وہ تو ہاتھی کو اوندھا کر دیتی ہیں ـــ یہ تو پھر ایک آدمی ہے" ـــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایئر کنڈیشنڈ ڈرائینگ روم میں داخل ہوگئے اور سوڈیو نے خوشگوار انداز میں ایک طویل سانس لیا۔

" آہ ـــ کتنی اچھی ٹھنڈک ہے ـــــ وہ ڈگی تو پورا بلیک ہول تھا" ـــــ سوڈیو نے کہا۔

" ہاں ـــ پہلے تو اتنا فاصلہ طے کیا ـــــ اور پھر کافی دیر اسے بیہوش ہونے میں لگی" ـــــ ٹرلیسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ٹریسی! ۔۔۔ تم اندر جا کر اس کی خواب گاہ دیکھو۔ پھر میں کارروائی ش
کروں گا ۔۔۔ تم نگرانی کے لئے باہر رہنا ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اچانک
اسے کوئی ملنے آ جائے۔ تم اسے سنبھال لینا اور مجھے اشارہ کر دینا"
سوڈیو نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ ٹریسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر
سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

سوڈیو نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے خورشید کو اٹھا
اُسے صوفے پر لٹا دیا۔ وہ اس کی نبض پکڑے کھڑا تھا۔ چند لمحو
اس نے نبض چھوڑ دی۔ اب اس کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔

"آؤ اس کی خواب گاہ ساتھ ہی ہے" ۔۔۔ ٹریسی نے درو
سے دوبارہ اندر آتے ہوئے کہا اور سوڈیو نے اسے اٹھایا اور
کاندھے پر لاد کر اس نے دوسرے ہاتھ سے میز پر پڑا ہوا تھیلا
اور ٹریسی کے پیچھے چل پڑا۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک د
دروازے میں داخل ہوئے تو سوڈیو نے سر ہلا دیا۔ یہ واقعی ا
خواب گاہ تھی اور اُسے جس انداز میں سجایا گیا تھا اس سے ہی
کی عیاش طبیعت کی پوری عکاسی ہوتی تھی۔

"بڑی خوبصورت خواب گاہ بنا رکھی ہے اس نے" ۔۔۔
نے کاندھے پر لدے ہوئے خورشید کو اس کے بستر پر لٹاتے
"ہاں! ۔۔۔ اس کی کل کائنات تو یہی خواب گاہ ہے"
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سوڈیو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم باہر جا کر بیٹھو ۔۔۔ میں اپنا کام شروع کروں" ۔۔۔ سو
تھیلے کی زپ کھولتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر ہو کر کام کرو ۔۔۔ آج کی رات اس نے ایسے انتظامات
کر رکھے ہیں کہ یہاں کوئی نہیں آئے گا" ۔۔۔ ٹریسی نے کہا۔

"اچھا اچھا ۔۔۔ ہاں اس کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا" ۔۔۔ سوڈیو
نے مسکرا کر کہا اور پھر اس نے تھیلے میں سے ایک چھوٹی سی مشین
نکال کر بستر کے ساتھ رکھی ہوئی چھوٹی سی میز پر رکھی اور پھر تھیلے
میں سے ایک سفید رنگ کا باکس نکالا۔ اس نے باکس کھول کر اس
میں رکھی ہوئی ایک باریک سی چمکدار سوئی کو بڑی احتیاط سے اٹھایا اور
اسے مشین کے سامنے بنے ہوئے ایک خانے میں ڈال کر خانے
کے پیچ کو گھما دیا۔ سوئی اس خانے میں فٹ ہو گئی۔ یہ مشین اب ڈرل
مشین سٹائل کی نظر آنے لگ گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے تھیلے میں
سے ایک میٹر سا نکالا اور اس کی تار کو اس مشین کے ایک سوراخ میں
ٹ کر کے میٹر کو میز پر رکھ دیا۔ پھر تھیلے میں سے پلاسٹک کا ایک
چھوٹا سا تھیلا برآمد ہوا۔ تھیلے کے اندر سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔
اس کے ساتھ ہی اس نے تھیلے میں سے چند نشتر ایک باریک پھل
والی قینچی اور سرجری کا سامان نکال کر باہر میز پر اس انداز میں سجا
دیا جیسے ڈاکٹر آپریشن کے لئے سامان تیار کرتے ہیں۔ سامان
سجانے کے بعد اپنے تھیلے کو زمین پر رکھ دیا اور ایک نظر سامان کو
دیکھنے کے بعد وہ آگے بڑھا اور اس نے بستر پر بیہوش پڑے
ہوئے خورشید کی پنڈلی ننگی کی اور پھر ایک نشتر اٹھا کر اس نے
ی مہارت سے خورشید کی پنڈلی کے اندر کی جانب ایک مخصوص جگہ

پر شگاف دے دیا۔ خورشید کا جسم دھیرے سے تڑپا لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی بیہوشی ___ عام بیہوشی نہ تھی اس لئے تکلیف کے باوجود اُسے ہوش نہ آیا۔ سوڈیو نے بڑی مہارت سے اس کی پنڈلی میں ایک لمبا سا شگاف ڈالا۔ اس کی پنڈلی سے خون بہہ کر بستر میں جذب ہو رہا تھا۔ لیکن سوڈیو نے اس کی پرواہ نہ کی اور پھر اس نے پلاسٹک کا تھیلا اٹھایا جس میں سبز رنگ کا محلول تھا۔ اس نے قینچی سے اس کا اوپر والا رُخ کاٹ دیا۔ اور پھر ایک چمٹی اس محلول کے اندر ڈال دی۔ چند لمحوں بعد جب چمٹی باہر آئی تو اس چھوٹی سی چپٹی سی ایک پتی بھی باہر آگئی۔ اس پتی پر چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے ہوتے تھے۔

سوڈیو نے اس پتی کو بڑے آرام سے خورشید کی پنڈلی کے شگاف میں رکھ دیا اور پھر اُسے دباتا چلا گیا۔ پتی گوشت کے اندر غائب ہو گئی۔ پھر جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ پتی صحیح جگہ پر پہنچ گئی ہے تو اس نے چمٹی ایک طرف رکھی اور میز پر پڑی ہوئی ایک شیشی اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس میں موجود محلول خورشید کے زخم پر ڈال کر اسے ہاتھ سے ملنے لگا۔ شیشی میں نکلنے والا محلول سنہرے رنگ کا تھا۔ اس محلول کے زخم پر پڑتے ہی خون نکلنا بند ہو گیا۔ سوڈیو بار بار محلول کے قطرے زخم پر ٹپکاتا پھر انگلی کی مدد سے اُسے مل دیتا۔ محلول نے اس کے پورے زخم کو ڈھانپ لیا۔ اب خورشید کی پنڈلی پر سنہری سی پٹی نظر آرہی تھی

"لو یہ کام تو ہو گیا ___ اب برین کنٹرولنگ باقی رہ گئی" ___

SCANNED BY JAMSHED

نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور اس نے میز پر پڑی ہوئی وہ ڈرل نما مشین اٹھائی اور خورشید کے سر کی طرف مڑ گیا۔ ٹریسی کرسی پر بیٹھی بڑے اطمینان سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔ سوڈیو نے خورشید کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ جب خورشید کا سر بستر سے نیچے لٹکنے لگا تو اس نے ایک کرسی گھسیٹی اور اس پر بیٹھ گیا۔ میز پر پڑا ہوا میٹر اُسے صاف نظر آرہا تھا۔

سوڈیو نے انگلی کی مدد سے خورشید کے سر کے دائیں طرف ایک حصے کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ اس کی انگلی رک گئی اور پھر اس نے انگلی کو بار بار دبایا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے دوسرے ہاتھ سے مشین اٹھا کر اس کی سوئی عین اس جگہ رکھی جہاں چند لمحے پہلے اس کی انگلی موجود تھی۔ سوئی کو اس جگہ رکھ کر اس نے میز پر نظر ڈالی اور پھر مشین کا ٹریگر نما بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین سے تیز سر سر کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ سوڈیو بڑی مضبوطی سے مشین کو سنبھالے ہوئے تھا۔ البتہ اس کی نظریں میٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر سوئی جیسے ہی ایک سُرخ ہندسے پر پہنچی، سوڈیو نے ٹریگر نما بٹن سے انگلی ہٹالی اور مشین خاموش ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی میٹر پر حرکت کرنے والی سوئی بھی اُسی ملحے سُرخ ہندسے پر چپک گئی۔ سوڈیو نے ایک ہاتھ سے مشین کو تھاما اور دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے ایک کیپسول نما نلکی نکالی۔ اس نلکی میں نیلے رنگ کے محلول کے چند قطرے صاف نظر آرہے تھے۔ کیپسول کا ایک سرا ڈراپر کی طرح بالکل باریک تھا۔ سوڈیو نے کیپسول کا باریک سرا مشین

کے اوپر موجود ایک باریک سے سوراخ میں فٹ کیا اور پھر کیپسول یوں دبانے لگا جیسے ڈراپر کو دبایا جاتا ہے۔ اس کے دباتے ہی ... تیزی سے کیپسول سے غائب ہونے لگے۔ چند لمحوں بعد کیپسول ... ہو گیا۔ تو سوڈیو نے کیپسول کو علیحدہ کر کے دوبارہ اپنی جیب ... ڈال لیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کے اوپر لگی ہوئی ایک چھوٹی چرخی کو گھمایا اور پھر ٹریگر نما بٹن دبا دیا۔ مشین ایک بار پھر ہلنے لگی لیکن اس بار اس کا ہاتھ اونچا ہونے لگ گیا اور اس کے ساتھ ہی ... کی سوئی بھی تیزی سے واپسی کا سفر کرنے لگی۔ چند لمحوں بعد سو... ایک جھٹکے سے باہر آ گئی اور اس کے ساتھ ہی میٹر کی سوئی بھی صفر پر پہنچ کر رک گئی۔ سوڈیو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹریگر نما بٹن سے انگلی ہٹائی اور مشین کو اس نے میز پر رکھ دیا خود ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور لمبے لمبے سانس لینے

"کام صحیح ہو گیا ہے ناں" ___ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"سو فیصد درست ہوا ہے ___ اب خورشید مکمل طور پر ہمارے کنٹرول میں رہے گا" ___ سوڈیو نے ایک طویل سانس لیتے کہا اور پھر وہ اٹھ کر دوبارہ بستر کی طرف بڑھا۔ اس نے فرش پر ... ہوا تھیلا اٹھایا اور تمام سامان اس میں بھرنا شروع کر دیا اور پھر ... کی زپ لگا کر اسے میز پر رکھا اور کرسی اٹھا کر اس نے بستر کے قریب خورشید کے بالکل نزدیک رکھی اور اس نے ایک ہاتھ خورشید کی پیشانی پر اس طرح رکھا جیسے بخار چیک کر رہا ہو۔ خورشید کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے اور اس کا سانس بھی ...

SCANNED BY JAMSHED

سے کہیں زیادہ تیز چل رہا تھا۔

"یہ ابھی ہوش میں آ جائے گا ٹرلیسی! ___ اور اب تم نے اس سے مزید معلومات حاصل کرنی ہیں ___ میں فی الحال سامنے نہیں آنا چاہتا" ___ سوڈیو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹرلیسی سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور سوڈیو والی کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔ سوڈیو بیگ اٹھائے ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔

"تم ہوش میں آ رہے ہو خورشید ___ تم ہوش میں آ رہے ہو لیکن تمہارا ذہن ہمارے کنٹرول میں رہے گا ___ تم ہوش میں آ رہے ہو خورشید" ___ ٹرلیسی نے منہ آگے کر کے آہستہ آہستہ لیکن باوقار لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی تھی۔ اور وہ بار بار یہی فقرے دوہراتی رہی۔

چند لمحوں بعد ہی خورشید نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن اس کی آنکھوں کی چمک بے حد مدھم تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ٹرانس میں ہو۔

"خورشید تمہارا ذہن میرے کنٹرول میں ہے" ___ ٹرلیسی نے اس کو آنکھیں کھولتے ہی کہا۔

"ہاں میرا ذہن تمہارے کنٹرول میں ہے" ___ خورشید کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

"خورشید! ___ کیا تم نے مین پاور جنریٹر دیکھا ہے" ___ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"ہاں میں نے دیکھا ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"وہ کہاں نصب ہے" ___ ٹرلیسی نے پوچھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"وہ آئل ریفائنری کے نیچے ایک تہہ خانے میں نصب ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"کیا پائپ لائن کا مین مرکز بھی وہیں ہے" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"ہاں ___ وہ بھی وہیں ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"اور وہاں سے تیل کے کنوئیں کا فاصلہ کتنا ہے" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"تیل کا مرکزی کنواں بھی نزدیک ہے ___ تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"اس تہہ خانے میں ___ اور تیل کے کنوئیں کے درمیان کوئی حفاظتی دیوار ہے" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"ہاں سلاکیم سائیڈ سے ایک دیوار بنائی گئی ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"اس مین پاور جنریٹر کا انچارج کون ہے" ___؟ ٹرلیسی نے سوال کیا۔

"اس کا انچارج جمشید آغا ہے ___ چیف الیکٹریکل انجنیئر" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"کیا وہ تمہارا واقف یا دوست ہے" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"ہاں! ___ وہ میرا دوست ہے ___ وہ میرا کلاس فیلو رہا ہے" خورشید نے جواب دیا اور ٹرلیسی کا چہرہ اس کا جواب سن کر مسرت سے کھل اٹھا۔ جیسے اسے یہ جواب سن کر ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

"وہ کہاں رہتا ہے" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"کالونی نمبر 1 میں" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے یہاں بلا سکتے ہو" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"وہ نہیں آئے گا ___ وہ ڈیوٹی چھوڑ کر کبھی نہیں آتا۔ اس کی ڈیوٹی رات کو ہوتی ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے آئل فیلڈ سے باہر کسی جگہ لے جا سکتے ہو کسی تفریح کے لئے" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"ہاں! ___ وہ اکثر میرے ساتھ جاتا رہتا ہے" ___ خورشید نے جواب دیا۔

"اس کا قد و قامت اور شکل و صورت تفصیل سے بتاؤ" ___ ٹرلیسی نے پوچھا اور جواب میں خورشید نے اس کے قد و قامت اور حلیئے کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"وہ شادی شدہ ہے" ___؟ ٹرلیسی نے پوچھا۔

"ہاں وہ شادی شدہ ہے ___ لیکن آج کل اس کی بیوی ڈلیوری کے سلسلے میں اپنے میکے گئی ہوئی ہے ___ آجکل وہ اکیلا ہی ہے گھر میں" ___ خورشید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ" ___ ٹرلیسی نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"خورشید! ___ اب تم سو جاؤ گے ___ گہری نیند سو جاؤ گے اور صبح چھ بجے خود جاگ جاؤ گے ___ پھر تمہیں کچھ بھی یاد نہ رہے گا ___ تم ویسے پہلے جیسے ہی خورشید ہو گے" ___ ٹرلیسی نے دوبارہ سجیشن دینے شروع کر دیئے اور خورشید نے آنکھیں بند کر لیں

SCANNED BY JAMSHED

ٹریسی یہی فقرہ بار بار دہراتی رہی۔ جب اس نے محسوس کیا کہ خورشید گہری نیند سو گیا ہے تو وہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گڈ! — یہ تو بہت اچھا ہوا کہ وہ جمشید آغا آجکل اکیلا رہتا ہے" اسی لمحے سوڈیو نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ وہ شاید ساتھ والے کمرے میں بیٹھا ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سن رہا تھا۔

"اور میرا خیال ہے کہ اس کا قد و قامت باس موشے سے ملتا جلتا ہے" —— ٹریسی نے کہا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا تھا —— اور یہ بات اور بھی ہمارے حق میں جاتی ہے —— اب اس کا کنٹرول بھی تو باس نے سنبھالنا ہے۔ اگر باس خود جمشید آغا بن گیا تو مشن زیادہ آسانی سے پورا ہو جائے گا" سوڈیو نے جواب دیا۔

"اچھا اب گیارہ بج گئے ہیں۔ صبح چھ بجے یہ جاگے گا اور میں اسے مجبور کر دوں گی کہ وہ مجھے فوراً چھوڑ آئے —— تم چھ بجے سے پہلے ڈگی میں پہنچ جانا" —— ٹریسی نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے —— لیکن ابھی چھ بجنے میں بڑا وقت ہے —— آؤ ذرا ڈرائنگ روم میں" —— سوڈیو نے مسکراتے ہوئے ٹریسی کا بازو پکڑ کر کہا اور ٹریسی ہنستی ہوئی اس کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ اس وقت اگر اسے کوئی دیکھتا تو یقین ہی نہ کر سکتا تھا کہ یہ وہی عمران ہے جس کے چہرے پر ہر وقت حماقتوں کا آبشار سا بہتا رہتا ہے۔ میز کی دوسری طرف بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے بلیک زیرو سے پہلے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" —— عمران کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"جولیا سپیکنگ سر" —— دوسری طرف سے جولیا کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید ایکسٹو کی غراہٹ سے ہی سہم گئی تھی۔

"کیا رپورٹ ہے" —— عمران کا لہجہ بدستور سخت تھا۔

"سر! —— صرف تنویر نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے تین غیر ملکیوں کو جو ایک سیاہ رنگ کی کار میں تھے۔ کیفے پائنز سے نکلتے

SCANNED BY JAMSHED

ہوتے دیکھا ۔۔۔ کار پر نمبر پلیٹ موجود نہ تھی جس کی وجہ سے تنویر مشکوک ہوا۔ اس نے ان غیر ملکیوں کا تعاقب کیا۔ لیکن ایک ٹریفک چیکنگ کے دوران وہ پھنس گیا اور کار نکل گئی ۔۔۔ اب وہ اس کار کو تلاش کر رہا ہے" ۔۔۔ جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیفے پائنز سے معلومات کیں تم نے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا

"یس سر! ۔۔۔ میں نے صدیقی کو وہاں بھیجا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ کیفے پائنز مجرموں کا گڑھ ہے ۔۔۔ اس کا مالک مشہور غنڈہ فرینکی ہے جسے فرینکی شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ وہاں اکثر غیر ملکی آتے جاتے رہتے ہیں ۔۔۔ فرینکی شیطان ہر قسم کے زیر زمین جرائم میں ملوث بتایا جاتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"گڈ! ۔۔۔ اچھی رپورٹ ہے ۔۔۔ تمام ممبروں کو کہہ دو کہ وہ مشکوک افراد کی تلاش جاری رکھیں ۔۔۔ خاص طور پر اہم مراکز کی نگرانی کریں۔" عمران نے کہا۔

"بہتر سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے مختصر لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے رسیور رکھ دیا۔

"اس فرینکی شیطان کو نیک بنانا پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ اس غیر ملکی تنظیم کے لئے کام کر رہا ہو۔ میں نے

بھی اس کا نام سنا ہے۔ خاصا خطرناک آدمی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور کسی مسئلے میں وہ ملوث ہو یا نہ ہو ۔۔۔ وزیر داخلہ کے قتل میں ملوث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ چپڑاسی کے روپ میں اندر جانیوالا قاتل یقیناً مقامی تھا ۔۔۔ وہ بڑے صحیح لہجے میں مقامی زبان بول رہا تھا"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم ذرا محتاط رہنا ۔۔۔ مجھے بہت بڑے خطرے کی بو آرہی ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار دانش منزل سے نکل کر کیفے پائنز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گذشتہ دو دنوں سے وہ اپنے اصل حلیے میں شہر کی گشت کر رہا تھا تاکہ اس پر حملہ کرنے والے ملزم دوبارہ سامنے آئیں۔ لیکن اب تک کوئی بھی سامنے نہ آیا تھا۔ اس نے دانش منزل پہنچتے ہی ٹائیگر کو ہوٹل زرتاج سے اپنی کار لیکر آنے کے لئے کہا تھا اور ساتھ ہی صفدر کو کار کی نگرانی کے لئے بھیجا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مجرم حملے میں ناکامی کے بعد یقیناً اس کی کار کی نگرانی کریں گے۔ لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ اور پھر پے در پے ملک میں ایسے واقعات رونما ہوئے کہ ملک میں جیسے بھونچال سا آگیا ۔۔۔ ڈیم۔ پور کے یونٹ بجلی گھر ۔۔۔ پل کی یکے بعد دیگرے تباہی۔ وزیر داخلہ افضال حسین کا بھیانک قتل ۔۔۔ ان سب نے پورے دارالحکومت میں خوف و ہراس پھیلا دیا تھا۔ صدر مملکت نے ہنگامی میٹنگ کال

SCANNED BY JAMSHED

کی اور اس میٹنگ میں یہ کیس باقاعدہ سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا گیا۔ سر رحمان کی مرتب کردہ رپورٹ بھی ایکسٹو کے حوالے کر دی گئی۔ اور ہنگامی حالات کی بنا پر انٹیلی جنس اور پولیس کو براہ راست سیکرٹ سروس کے ماتحت کر دیا گیا۔ لیکن عمران اپنے طور پر کام کرنے کا قائل تھا اس لئے اس نے انٹیلی جنس اور پولیس کو صرف اتنی ہدایت کی کہ وہ اہم مراکز کی نگرانی کرتے رہیں اور بس ——— اس کے علاوہ اس نے پوری سیکرٹ سروس کو شہر میں پھیلا دیا تھا۔ چونکہ ڈیم کی تباہی میں غیر ملکی ملوث تھے اس لئے اس نے غیر ملکیوں پر خصوصی نظر رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

پاکیشیا کا دارالحکومت چونکہ بین الاقوامی اہمیت کا شہر تھا اس لئے یہاں غیر ملکی کثیر تعداد میں ہر وقت نظر آتے تھے اس لئے یہ کام اور بھی زیادہ کٹھن ہو گیا تھا۔ لیکن عمران کے سامنے اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی باقی نہ رہ گئی تھی کہ وہ نگرانی کرائے۔

کیفے پائنز ایسٹ روڈ کے انتہائی شمالی کونے میں واقع تھا۔ بظاہر یہ ایک معمولی سا کیفے نظر آتا تھا جس پر گندہ اور پرانا سا بورڈ لٹک رہا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اس کے نیچے خفیہ تہہ خانوں میں ہر قسم کا غیر قانونی دھندہ کیا جاتا ہے۔ وہ فرینکی شیطان کو بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ غنڈوں کی اس نسل سے ہے جو اپنے مقابل کو تنکے کی حیثیت بھی نہیں دیتے۔ چونکہ آج تک کسی کیس میں فرینکی براہ راست ملوث ثابت نہ ہوا تھا اس لئے عمران کا ٹکراؤ براہ راست فرینکی سے نہ ہوا تھا۔ عمران اکثر فارغ اوقات میں وہاں جاتا رہتا تھا اس لئے فرینکی بھی اُسے ایک عام سے مسخرے سے زیادہ نہ جانتا تھا۔

فرینکی دو سال قبل دارالحکومت میں وارد ہوا تھا اور اس نے یہ کیفے پرانے مالک سے خرید کر یہاں غیر قانونی دھندہ شروع کیا تھا اور ان دو سالوں میں اس نے اچھے خاصے پیر جما لئے تھے لیکن چونکہ وہ خود سامنے نہ آتا تھا اس لئے وہ اب تک سیکرٹ سروس کی زد سے بچا رہا تھا اور عمران کی فطرت تھی کہ وہ بغیر کسی مقصد کے کسی کو نہ چھیڑتا تھا۔ لیکن موجودہ حالات میں تنویر کی رپورٹ نے اس کے دل میں یقین ڈال دیا تھا کہ فرینکی جیسا آدمی یقیناً اس بڑے دھندے میں ملوث ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے اس بار فرینکی سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ویسے بھی وہ جلد از جلد کوئی ایسا کلیو چاہتا تھا جس پر کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔ ورنہ مجرم جس رفتار سے تباہی مچا رہے تھے اس سے تو ظاہر یہی ہوتا تھا کہ اگر انہیں مزید کچھ دنوں کی مہلت مل گئی تو وہ پورے دارالحکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

کیفے پائنز سے ذرا آگے ایک کمرشل سنٹر کے سامنے موجود پارکنگ میں اس نے اپنی کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کیفے پائنز کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اب اس کے چہرے پر ایک بار پھر حماقتوں کی تہہ چڑھ گئی تھی اور سنجیدگی اس تہہ کے نیچے کہیں چھپ گئی تھی۔ البتہ اس کا لباس اس بار قدرے سلیقے کا تھا۔

کیفے کا بڑا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر تنگ سے ہال میں سے قہقہوں اور باتوں کا بے ہنگم شور باہر تک سنائی دے رہا تھا اور شور کے ساتھ ساتھ منشیات کی مخصوص بو نے بھی پورے علاقے کو اپنے

SCANNED BY JAMSHED

د... ے میں لیا ہوا تھا۔

عمران سر جھٹکتا ہوا کیفے میں داخل ہوا۔ تنگ اور گھٹے ہوئے ... میں بیٹھے ہوئے نچلے درجے کے غنڈے نما لوگ اُسے یوں گھور رہے تھے جیسے بدروحیں ہوں۔ پورے ہال میں ہلکے نیلے کا دھواں سا پھیلا ہوا تھا۔ یہ منشیات سے بھرے ہوئے سگریٹوں کے جلنے والا دھواں تھا۔ چہرے پر چونے کی طرح تھوپا ہوا میک اپ لئے بازاری عورتیں تقریباً ہر میز پر موجود تھیں۔ عمران چند لمحے ... کی طرح آنکھیں پھاڑے ہال کو دیکھتا رہا۔ اور پھر کندھے جھٹکا کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا۔ یہاں سانڈ کی طرح پھیلے ہوئے جسم کا مالک ایک کانا آدمی موجود تھا۔ اس نے ایک آنکھ پر سیاہ پٹی باندھ رکھی تھی۔ اس کا سر انڈے کی طرح شفاف تھا۔ اور شاید سر کو چمکانے کے لئے اس نے اس پر تیل لگا رکھا تھا۔ کیونکہ اس کے عین اوپر لٹکے ہوئے بلب کی روشنی میں اس کی کھوپڑی سٹین لیس سٹیل برتن کی طرح چمک رہی تھی۔

"السلام علیکم جناب یکچشم گل صاحب" ——— عمران نے [کاؤنٹر] کے قریب پہنچ کر احمقانہ انداز میں کہا۔

"کیا چاہیئے" ——— یکچشم گل نے پھاڑ کھانے والے [لہجے] میں پوچھا۔ اُسے شاید گاڑھی اُردو نہ آتی تھی اس لئے وہ یکچشم کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا تھا۔ ورنہ اگر عمران اُسے یکچشم گل کی بجائے صرف کانا کہہ دیتا تو یقیناً وہ آپے سے باہر ہو چکا ہوتا۔

"کیا آپ شیطان کے چیلے ہیں حضور" ——— عمران نے سہمے سے لہجے میں پوچھا۔

"کیا بکتے ہو ——— نکل جاؤ یہاں سے ——— ورنہ چپت مار کر کھوپڑی توڑ دونگا" ——— یکچشم گل نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"نج ——— نج ——— جناب آپ ناراض ہو گئے ہیں ——— میرا مطلب ڈرینگی شیطان سے تھا" ——— عمران کے چہرے اور لہجے سے یکلخت شدید خوف اُمڈنے لگا تھا۔

"تم ——— تم نے باس کو شیطان کہا ——— اور وہ بھی گیری کے سامنے۔ اب موت تمہارا مقدر بن چکی ہے" ——— یکچشم گل جس کا نام شائد گیری تھا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے کاؤنٹر پر پڑی ہوئی خالی بوتل بجلی کی سی تیزی سے اٹھا کر عمران کے سر پر دے ماری۔ عمران تو بڑی پھرتی سے جھک گیا البتہ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک بیرے کے کاندھے پر بوتل پوری قوت سے پڑی اور بیرہ چیخ مار کر فرش پر گر پڑا۔

"اچھا اچھا ——— میں سمجھ گیا تو تم بوتل کے جن ہو ——— تو جناب جن صاحب!" ——— عمران نے سیدھا ہوتے ہی بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

اور گیری کا غصہ اب آؤٹ آف کنٹرول ہو چکا تھا۔ وہ اچھل کر کاؤنٹر سے باہر آگیا تھا۔ اس کا بلڈاگ جیسا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

"ارے ارے تم پہلے ہی باہر آگئے ——— ابھی تو میں نے تمہیں بلایا ہی نہیں" ——— عمران نے تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے خوفزدہ

لہجے میں کہا۔

وہ بیرہ جس کے کاندھے پر تولیہ لگی تھی۔ وہ گیری کو اس طرح غصے میں دیکھ کر خوفزدہ انداز میں اٹھ کر دُور بھاگ گیا۔ ہال میں گونجنے والے قہقہے یکلخت تھم گئے اور تقریباً ہر شخص اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ ان سب کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں عمران کی بھیانک موت کا یقین ہوچکا ہے۔

"اُلو کے پٹھے ___ تمہاری یہ جرأت" ___ گیری غراتا ہوا عمران کی طرف جھپٹا۔

"اُلو کا پٹھا ___ اچھا نام ہے تمہارا ___ تو فرینکی اُلو ہوا۔ بہت خوب" ___ عمران نے یوں سادہ لہجے میں کہا جیسے اُسے صورت حال کی نزاکت کا احساس ہی نہ ہو۔

دوسرے لمحے گیری چیختا ہوا عمران پر جھپٹ پڑا۔ عمران اس انداز میں منہ اٹھائے اپنی جگہ کھڑا رہا جیسے اُسے حیرت ہو رہی ہو کہ آخر سانڈ نما شخص آخر کیوں اچھل رہا ہے۔ مگر جیسے ہی گیری اس کے اوپر آیا، عمران کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور سانڈ نما گیری بری طرح چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا ہال میں موجود ایک میز پر سر کے بل جا گرا۔ اس کی شفاف کھوپڑی پوری قوت سے میز پر لگی تھی اور میز ایک زوردار کڑاکے سے فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

گیری چیختا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی کھوپڑی پر سے خون کی سی بہہ کر اس کے چہرے کی طرف آنے لگی۔ شائد کوئی کیل لگ گ

SCANNED BY JAMSHED

تھا۔ اور اٹھتے ہی گیری نے بڑی پھرتی سے خنجر نکال لیا۔ خنجر کافی بڑے پھل کا تھا۔ اب گیری کا چہرہ غضب اور غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ اور ہال میں موجود افراد نے سانس روک لئے۔ تمام بیرے ایک طرف سمٹ چکے تھے۔ اور انہوں نے گیری کے لئے خاصی جگہ چھوڑ دی تھی۔

"کتے کے بچے میں تمہارے ٹوٹے کردوں گا" ___ گیری نے خنجر کو ہاتھ میں تولتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"اچھا ___ اب فرینکی اُلو کی بجائے کتا بن گیا ___ ابھی تو تمہاری کھوپڑی ایک بار میز سے لگی ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور ہال میں موجود ہر فرد کی نظریں عمران کے چہرے پر جم گئیں۔ انہیں یقین نہ آرہا تھا کہ یہ احمق سا نوجوان گیری کو اس طرح پٹخنے کے بعد اس طرح اطمینان سے کھڑا بھی رہ سکتا ہے۔

اسی لمحے ایک بیرا تیزی سے گیری کے قریب آیا اور اس نے گیری کو کچھ بتانے کی کوشش کی۔ لیکن گیری ___ بڑے غضبناک انداز میں مڑا اور بیرا اچھل کر دو قدم دُور جا گرا۔ گیری کا ایک زوردار تھپڑ بیرے کے چہرے پر پڑا تھا۔ اب گیری ہاتھ میں خنجر پکڑے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ اس بار اس کے انداز میں احتیاط تھی۔ اس کے خنجر پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اُسے خنجر زنی میں مہارت کا دعویٰ ہے۔

"ارے یہ خنجر تو تیز نظر آتا ہے ___ دھیان رکھنا کہیں تمہاری ہی ناک کٹ جائے" ___ عمران نے بڑے سادہ لہجے میں گیری کو

SCANNED BY JAMSHED

سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور ہال میں دبے دبے قہقہے
گونج اٹھے۔ اور ان قہقہوں نے جیسے جلتی پر تیل کا کام کیا اور گیری کے
پیروں میں جیسے سپرنگ لگ گئے ہوں۔ اس نے انتہائی مہارت سے
انداز میں عمران پر خنجر کا وار کیا۔ لیکن اب بے چارے گیری کو کیا معلوم
کہ اس کا مقابلہ عمران سے ہے۔ وہ اسے حقیقتاً کوئی احمق سا
آدمی سمجھ رہا تھا۔

جیسے ہی گیری نے حملہ کیا۔ عمران نے تیزی سے اپنے جسم کو
طرف جھکایا اور دوسرے لمحے اس کا بایاں ہاتھ حرکت میں آیا۔
گیری چیختا ہوا کسی بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا سیدھا
سے جا ٹکرایا۔ چونکہ خنجر کا وار کرتے ہوئے وہ جھک چکا تھا ا
لئے عمران کے دائیں ہاتھ کی زبردست جھپکی نے اسے اتنی تو
سے آگے بڑھایا تھا کہ کاؤنٹر سے ٹکرانے تک وہ سنبھل ہی نہ سکا
اس کا سر پوری قوت سے کاؤنٹر سے ٹکرایا۔ دوسرے لمحے کاؤ
ہارڈ بورڈ کی دیوار اس کے سر کی بے پناہ ضرب سے ٹوٹ گئی
گیری کندھوں تک کاؤنٹر کے اندر تک گھستا چلا گیا۔ یہ اتنی دلچسپ
صورت حال تھی کہ پورا ہال قہقہوں سے گونج اٹھا جب کہ عمران بڑے
اطمینان سے خنجر ہاتھ میں پکڑے اس کی دھار پر انگلی پھیر رہا تھا
چیک کر رہا ہو کہ وہ واقعی تیز بھی ہے یا نہیں۔

اور پھر بیک وقت دو دھماکے ہوئے۔ ایک تو کاؤنٹر کے
اور اس پر موجود سامان گرنے کا تھا۔ گیری نے بڑے وحشت ز
انداز میں کاؤنٹر سے نکلنے کے لئے زور لگایا تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ

باہر تو آگیا۔ لیکن کاؤنٹر سامان سمیت اچھل کر بائیں طرف کی دیوار
سے جا ٹکرایا۔ اور دوسرا دھماکہ بکہ چھنا کا خنجر کے فرش پر گرنے کا ہوا
عمران نے اسے یوں یکلخت ہاتھ سے چھوڑ دیا تھا جیسے اس کے ہاتھ
میں اچانک بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"باپ رے ——— یہ تو واقعی تیز اور اصلی خنجر ہے" ——— عمران
نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور
اس کا اس طرح پیچھے ہٹنا ہی اس کے لئے بہتر ثابت ہوا۔ کیونکہ
گیری ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ اور عمران کے اس طرح
پیچھے ہٹنے سے وہ سنبھلے بغیر عمران کے قدموں میں ایک زوردار دھماکے
سے آگرا۔ اس نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے چہرے کو تو چکنے
سے بچا لیا لیکن اس انداز میں نیچے گرنے کی وجہ سے وہ تیزی سے
اٹھنے کے قابل نہ رہا۔

"ارے یار ! ——— کیا تم نے اٹھک بیٹھک لگا رکھی ہے۔ خواہ مخواہ
وقت ضائع کر رہے ہو" ——— عمران نے اس بار بیزار سے لہجے
میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے جھک کر گیری کی پلی ہوئی
گردن پر ہاتھ رکھا اور پھر ہال میں موجود ہر فرد کی آنکھیں حیرت سے
پھیلتی چلی گئیں۔ جب انہوں نے سانڈ جیسے گیری کو حقیر کیچوے کی
طرح عمران کے ایک ہاتھ میں لٹکتے ہوئے دیکھا۔ اس کے قدم فرش
سے اوپر اٹھ چکے تھے۔ اور وہ عمران کے ایک ہاتھ میں لٹکا ہوا یوں
کانپ رہا تھا جیسے اس کی گردن کسی کرین کے خوفناک شکنجے میں پھنس
گئی ہو۔ عمران نے اتنے وزنی آدمی کو یوں ایک ہاتھ سے اٹھا لیا تھا

جیسے گیری ہڈیوں اور گوشت پوست کی بجائے ہوا بھرا ہوا غبارہ ہو۔ دوسرے لمحے عمران کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور ہال میں کڑاک کی آواز ابھری۔ عمران کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے گیری کی ... ہوئی ران پر پڑی تھی اور گیری کے حلق سے چیخ نکلی۔ عمران کی ایک ہی ضرب نے اس کی ران کی ہڈی توڑ دی تھی۔ اور گیری عمران کے ہاتھوں میں یوں پھڑکنے لگا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو اور عمران نے جھٹکا دے کر اسے فرش پر پھینک دیا۔

"جتنے موٹے ہو اتنے ہی عقل سے بھی پیدل ہو ــــــ یہ ... دیکھتے کہ مجھ جیسا کمزور آدمی تو دہشت سے ہی مر جائے گا۔ خواہ ... اچھل کود میں لگے ہوتے ہو" ــــــ عمران نے یوں دونوں ہاتھ ... ہوئے کہا جیسے ان پر لگی ہوئی مٹی صاف کر رہا ہو۔

"یہ تھا ہی اس قابل عمران صاحب ــــ سالے کو بڑا زعم ... اپنے آپ پر ــــ کہتا تھا کہ میں ریسلنگ میں ورلڈ چیمپین بن سکتا ہوں" ــــــ اچانک کیفے کے کونے میں موجود ایک دروازے ... آواز سنائی دی۔ اور عمران چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔

دروازے کے سامنے کھڑا فرینکی مسکرا رہا تھا۔ وہ نجانے کس ... دروازے سے باہر آیا تھا۔ گیری اب فرش پر بے حس و حرکت پڑا ... شائد ہڈی ٹوٹنے کی تکلیف نے اسے بیہوش کر دیا تھا۔

"ریسلنگ میں ورلڈ چیمپین ــــ ارے باپ رے ــــ مجھے ... بتایا ہوتا ــــ ارے وہ تو بڑے خوفناک لوگ ہوتے ہیں۔ اور ایسی ... ضربیں لگاتے اور کھاتے ہیں کہ جیسے انسان نہ ہوں۔ روئی بھرے گد...

SCANNED BY JAMSHED

ہوں" ــــــ عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اسے اٹھا کر اس کے کمرے میں پھینک آؤ ــــ تم نے اسے بتایا نہیں کہ وہ کس سے مقابلہ کرنے کی حماقت کر رہا ہے" ــــ فرینکی نے عمران کی بات پر کان دھرنے کی بجائے ہال میں کھڑے بیروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ب ــ ب ــ باس ــ میں نے بتایا تھا مگر ــــ" ایک بیرے نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس کی اپنی ہی شامت آگئی تھی ــــ آؤ عمران میرے دفتر میں آؤ ــــ تم یقیناً مجھ سے ملنے آئے ہو گے" ــــ فرینکی نے آخری الفاظ عمران سے مخاطب ہو کر کہے۔

"ارے ہاں ــ واقعی مجھے تو یاد ہی نہیں رہا تھا کہ میں تم سے ملنے آیا ہوں" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا فرینکی کی طرف بڑھنے لگا۔

ہال میں موجود ہر فرد حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا ان کی نظروں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھ رہے ہوں۔ اور ان کی حیرت بجا بھی تھی۔ اگر یہ سارا واقعہ وہ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتے تو مر کر بھی اس پر یقین نہ کرتے۔

پھر عمران جیسے ہی فرینکی کے دفتر میں داخل ہوا۔ اس نے ہال میں شروع ہونے والی تیز کھسر پھسر سن لی۔ وہ سب شائد عمران کے متعلق ہی بات کر رہے تھے۔

"آؤ بیٹھو! ___ پہلے بتاؤ کیا پیو گے" ___ فرینکی نے دروازہ بند کر کے میز کے پیچھے پڑی ہوئی اونچی نشست کی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا پلا سکتے ہو مسٹر فرینکی" ___ ؟ عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ فرینکی بھی بے اختیار چونک پڑا۔

فرینکی درمیانے قد کا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ جسم خاصا سڈول تھا اور جسم کی بناوٹ ایسی تھی کہ دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کا جسم فولاد سے بنا ہوا ہے۔ چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے اور انہی نشانات کی وجہ سے ہی اس کا چہرہ دیکھنے والوں کو ایک ہی نظر میں دہشت زدہ کر دیتا تھا۔ داڑھی مونچھیں صاف تھیں۔ البتہ سر کے بال اتنے سیاہ تھے جیسے اس نے کوئی گھٹیا سا خضاب لگا رکھا ہو۔ لیکن یہ اس کے بالوں کا اصل رنگ تھا۔

"جو تم کہو ___ میرے پاس ہر چیز ہے ___ قانونی بھی اور غیر قانونی بھی" ___ فرینکی نے بغور عمران کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بلا کا اعتماد تھا۔

"کبھی تم نے بے گناہ انسانوں کا خون پیا ہے" ___ ؟ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"بے گناہ انسانوں کا خون ___ کیا مطلب ___ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" فرینکی کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ وزیر داخلہ کو قتل کر دیا گیا ہے ظاہر ہے ان کی تم سے دشمنی تو نہیں تھی ___ پھر وہ بے گناہ ہی ٹھہرے" ___ عمران

SCANNED BY JAMSHED

نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے دماغ میں واقعی خلل ہے ___ تمہارا مطلب ہے کہ وزیر داخلہ کو میں نے قتل کیا ہے" ___ فرینکی نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"کیا نہیں تو کرایا ضرور ہے ___ اور سنو فرینکی! ___ تم شاید پوری طرح مجھ سے واقف نہیں ہو۔ ورنہ تم جیسے چوہوں کو مجھ سے اس انداز میں گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی" ___ عمران نے بھی پھنکارتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔

فرینکی چند لمحے غور سے عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا اور پھر اس نے نظریں جھکا لیں۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے عمران ___ میرا وزیر داخلہ کے قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے" ___ اس بار فرینکی کے لہجے میں نرمی تھی۔

"غلط فہمی ___ ایسا کوئی لفظ میری لغت میں نہیں ہے ___ اور سنو فرینکی! ___ تمہارے کیفے کے گرد ڈانیٹلی جنس کا خفیہ پہرہ ہے۔ اور ایک غیر ملکی مجرم تنظیم کے چار افراد کو تمہارے کیفے سے نکلتے دیکھا گیا ہے ___ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے گہرے تعلقات ہیں اور وہ تم سے حصہ بھی وصول کرتا ہے۔ لیکن یہ معاملہ انتہائی گمبھیر ہے ___ اس بار فیاض بھی تمہاری مدد نہ کر سکے گا۔ ہاں! اگر تم تعاون کرو تو تمہاری ذات کو بچایا جا سکتا ہے" ___ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ سب غلط ہے ___ میرا کسی غیر ملکی مجرم تنظیم سے کوئی تعلق

نہیں ہے اور غیر ملکی تو میرے کیفے میں منشیات کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں — میں سچ کہہ رہا ہوں" — فرینکی نے جواب دیا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر جھٹکا کھا چکا ہے۔

"دیکھو فرینکی! — سوپر فیاض میرا دوست ہے اور تمہیں شاید علم نہیں کہ تمہارے دیئے ہوئے حصے میں سے کچھ مجھے بھی ملتا رہتا ہے اور یہ بات بھی بتا دوں کہ میرا باپ سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے اس لئے مجھے انٹیلی جنس کی ٹاپ کارکردگی کی اطلاع مل جاتی ہے چنانچہ مجھے جیسے ہی معلوم ہوا کہ تم پر شک کیا جا رہا ہے، میں یہاں آ گیا اگر واقعی کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتا دو — میں اپنے باپ سے کہہ کر تمہیں بچوا سکتا ہوں" — عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے — بہرحال یقین کرو میرا کسی غیر ملکی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں — یہ کام میری لائن کا ہی نہیں ہے۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا" — فرینکی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"او کے! — مجھے یقین آ گیا ہے — میں سچ جھوٹ کا پتہ بولنے والے کے لہجے سے ہی چلا لیتا ہوں۔ اب ایک گلاس پانی پلوا دو" — عمران نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر دوبارہ حماقتوں کی نقاب چڑھ گئی تھی اور فرینکی نے واضح طور پر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کافی لانے کا حکم دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس دوران عمران کا ہاتھ اپنا کام دکھا چکا تھا۔ اس نے بڑی خاموشی سے ایک چھوٹا سا

SCANNED BY JAMSHED

بٹن میز کے نیچے چپکا دیا تھا۔ فرینکی آرڈر دینے میں مصروف تھا۔ اس لئے وہ عمران کے ہاتھ کی حرکت کو نوٹ ہی نہ کر سکا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بیرہ ہاتھ میں کافی کی ٹرے لئے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک پیالی عمران کے سامنے اور دوسری پیالی فرینکی کے سامنے رکھ دی اور پھر سر جھکائے تیزی سے واپس چلا گیا۔

"کیا تم واقعی سچ کہہ رہے ہو کہ مجھ پر شک کیا جا رہا ہے —؟" فرینکی نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اب سے چند لمحے پہلے تک تو کیا جا رہا تھا — لیکن اب نہیں کیا جا رہا — تم مطمئن رہو۔ اب تم پر شک کا چھینٹا بھی نہ پڑے گا۔ جب تم عمران کو مطمئن کر دو گے تو سمجھ لو کہ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بھی مطمئن ہو گئے اور ان کے مطمئن ہوتے ہی پوری انٹیلی جنس بھی مطمئن ہو گئی — آخر صرف تنخواہ میں ہی تو گزارہ نہیں ہو سکتا" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا اچھا — میں سمجھ گیا" — فرینکی نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھا۔

"ارے ارے بیٹھو۔ اس طرح نہیں — اس طرح تو میں بھی مشکوک ہو جاؤں گا اور ڈیڈی بھی — بس اتنا کرنا کہ اس بار جب سوپر فیاض کا حصہ جائے تو کچھ رقم ساتھ بھجوا دینا۔ وہ مجھے پہنچ جائے گی" — عمران نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ! — واقعی لاجواب ترکیب ہے — ٹھیک ہے پہنچ

جائے گی ۔۔۔ مجھے تمہاری اس خصوصیت کا تو آج علم ہوا ہے" ۔۔۔
فرینکی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"میں تو خصوصیات کا پٹارہ ہوں فرینکی! ۔۔۔ بس تم دیکھتے جاؤ کہ
اس پٹارے سے کیسی کیسی خصوصیات نکلتی ہیں۔ اچھا اب مجھے اجازت
دیجئے ۔۔۔ میرا زیادہ دیر اندر رہنا اچھا نہیں ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ نگرانی
کرنے والے کسی بات کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے تم پر چڑھ دوڑیں"۔
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ فرینکی اٹھتا
یا کوئی جواب دیتا۔ عمران مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ہال
سے گزر کر وہ بڑے دروازے سے باہر آگیا۔ اس نے ہال میں رکنے
یا ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی۔

باہر آکر عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس کمرشل سنٹر کی طرف
بڑھتا چلا گیا جس کی پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ چند لمحوں بعد وہ
کار میں موجود تھا اور کار آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پارکنگ سے باہر آرہی
تھی اس نے کار میں بیٹھتے ہی ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن
دبا دیا تھا اور ڈیش بورڈ درمیان سے کسی الماری کے پٹوں کی طرح کھلتا
چلا گیا۔ اب اس کے اندر ایک چھوٹی سی پلیٹ چمکتی ہوئی صاف نظر
آرہی تھی۔ اس پلیٹ پر شہر کا نقشہ بنا ہوا تھا جس پر جگہ جگہ دائروں
میں نمبر پڑے ہوئے تھے۔ عمران کی کار جیسے ہی سڑک پر پہنچی اچانک
ایک ہلکی سی آواز اس پلیٹ کے ساتھ موجود مائیک پر گونجی۔

"باس! ۔۔۔ وہ کار میں بیٹھ کر چلا گیا ہے ۔۔۔ اس کی کار کمرشل سنٹر
کے پارکنگ میں موجود تھی" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ عمران کے لئے

SCANNED BY JAMSHED

نامانوس تھا۔

"اس نے کسی سے کوئی بات یا اشارہ تو نہیں کیا" ۔۔۔ فرینکی کی
آواز گونجی۔

"نہیں باس! ۔۔۔ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے" ۔۔۔ وہی
آواز دوبارہ گونجی۔

"ٹھیک جاؤ اور سنو! ۔۔۔ سمتھ کو کہہ دو کہ وہ فی الحال تہہ خانے
بند کر دے" ۔۔۔ فرینکی کی آواز سنائی دی اور پھر کسی کے قدموں کی
آواز ابھری جو مدھم ہوتے ہوتے ختم ہو گئی۔

عمران اطمینان سے کار چلا رہا تھا۔ لیکن وہ سیدھا جانے کی بجائے
ایک سائیڈ روڈ پر مڑ گیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فرینکی کے میز کے
نیچے لگا ہوا بٹن کا دائرہ کار دو سو گز سے زیادہ نہیں ہے اس لئے وہ
کیفے بائسر سے دو سو گز دور نہ جا سکتا تھا۔ اور وہ کمرشل سنٹر کی پارکنگ
میں ہی کار میں بیٹھ کر سب کچھ سن لیتا۔ لیکن اس کی ہر طرف سے محتاط
رہنے والی عادت کام کر گئی۔ ورنہ ظاہر ہے فرینکی مشکوک ہو جاتا۔ اس
لئے فرینکی کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس کا
تعلق کسی تنظیم سے ہوا تو وہ عمران کے جاتے ہی اسے فون کرے گا یا
ٹرانسمیٹر پر اس سے بات کرے گا۔ تاکہ انہیں اطلاع دے سکے وہ ایسے
نچلے درجے کے مجرموں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اس قسم
کی اطلاع دے کر اپنی اہمیت بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
اور فرینکی کے تاثرات دیکھ کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ فرینکی اس معاملے
میں ملوث ہے لیکن وہ چھوٹی مچھلی پر ہاتھ ڈال کر بڑی مچھلیوں کو چوکنا

نہ کرنا چاہتا تھا۔ اور چند لمحوں بعد اس کا خیال درست ثابت ہوا جب ڈلیش بورڈ سے فرینکی کی آواز گونجی۔

"ہیلو۔ ہیلو فرینکی کالنگ مائیکل۔ اوور" ــــــ فرینکی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور عمران نے نقشے پر ایک جگہ سبز رنگ کا نقطہ بار بار چمکتے دیکھا۔ اور یہ نقطہ جہاں چمک رہا تھا یہ ایبٹ روڈ تھا۔ اور اس سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کیفے پائنز سے کال کی جا رہی ہے۔

"یس مائیکل اٹنڈنگ اوور" ــــــ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز گونجی اور عمران نے چونک کر دیکھا۔ اس بار نقشے کے انتہائی شمالی حصے پر ایک اور نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ عمران چند لمحے غور سے اس جگہ کو دیکھتا رہا اور اس کے چہرے پر مسرت بھری مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ انتہائی سادہ طریقے سے انتہائی اہم کلیو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ دوسرا نقطہ ظاہر ہے وہاں جل بجھ رہا تھا جہاں سے ٹرانسمیٹر کال ریسیو کی جا رہی تھی اور نقشے کے مطابق یہ ایگل ہلز کا علاقہ تھا جہاں امرا کی بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں۔ نقطہ جس سپاٹ پر چمک رہا تھا وہاں ایک باریک سے دائرے میں پچیس کا ہندسہ موجود تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ایگل ہلز کی پچیس نمبر کوٹھی سے کال ریسیو کی جا رہی ہے۔

"کیا بات ہے فرینکی! ــــــ اس وقت کال کیوں کی ہے۔ اوور"! دوسری طرف سے غراتی ہوئی آواز میں پوچھا گیا۔

"باس ایک اہم اطلاع ہے ــــــ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا علی عمران ابھی مجھ سے ملا تھا۔ اس نے بتایا کہ آپ کے ساتھیوں کو کیفے سے نکلتے ہوئے چیک کر لیا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں تاکہ آپ محتاط رہیں۔ اوور" ــــــ فرینکی نے چالاکی سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــــ؟ کیا عمران تمہارے پاس آیا تھا۔ کیوں وہ کیوں آیا تھا۔ تفصیل بتاؤ۔ اوور"؟ ــــــ بولنے والے کا لہجہ بری طرح چونکا ہوا تھا۔

"وہ دراصل آپ جانتے ہیں کہ میرے ہاتھ یہاں بہت پھیلے ہوئے ہیں اس لئے بچاؤ کے لئے میں انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو ہر ماہ ایک بھاری رقم ادا کرتا ہوں۔ عمران اس کا حصے دار ہے۔ وہ مجھے بتانے آیا تھا کہ غیر ملکیوں کی وجہ سے انٹیلی جنس تم سے مشکوک ہو چکی ہے۔ اس لئے آیا تھا۔ اوور" ــــــ فرینکی نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ــــــ بہرحال اس کا تمہارے تک پہنچ جانا ہمارے لئے خطرناک ہے ــــــ اس نے وزیر داخلہ کے قتل کے متعلق تو کوئی بات نہ کی تھی۔ اوور" ــــــ بولنے والے کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"نہیں جناب! ــــــ بھلا اسے اس بات کا کیسے پتہ چل سکتا ہے۔ اوور" ــــــ فرینکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ تم ایسا کرو کہ سیون زیرو ایسٹ پوائنٹ تھری ویسٹ پر ٹرانسمیٹر کال کرو اور اپنا نام بتا کر انہیں کہہ دو کہ وہ اپنی سرگرمیاں بند کر دیں ــــــ اور سنو ــــــ یہ ٹرانسمیٹر وہی ہے جو ہم نے تمہیں دیا تھا یا تم اپنے کسی سیٹ سے بات کر رہے ہو۔ اوور" ــــــ ٹاپ راک نے پوچھا۔

"آپ والا ٹرانسمیٹر ہے ــــــ کیوں اس میں کوئی خصوصیت ہے کیا۔ اوور" فرینکی کے لہجے میں شک کی پرچھائیاں تھیں۔

"ارے نہیں! ــــــ صرف اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اس پر ہونے

SCANNED BY JAMSHED

والی کال کہیں بھی کیچ ہو سکتی ——— تم اب جلدی سے اس فریکونسی کر دو۔ اوور" ——— ٹاپ لاک نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— میں کر دیتا ہوں۔ اوور" ——— فرینکی نے مطمئن میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے سا دونوں نقطے یکلخت بجھ گئے۔ عمران اسی طرح کار چلائے جا رہا تھا لمحوں بعد کیفے پائنز والا نقطہ دوبارہ جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو —— ہیلو فرینکی کالنگ۔ اوور" ——— فرینکی کی آواز دوبار بورڈ سے سنائی دی۔ لیکن دوسرے لمحے مائیک سے ایک زوردار دھ اور ایک انسانی چیخ کی آواز گونجی اور کیفے پائنز پر چمکنے والا نقطہ یکلخت بجھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ فرینکی کو مخصوص پر کال کرا کر ٹرانسمیٹر میں موجود بم آن کرا یا گیا ہے اور اب ظاہر ہے وہاں ٹرانسمیٹر کے ساتھ ہی فرینکی کا جسم بھی ہزاروں ٹکڑوں میں تبد ہو چکا ہوگا۔ ظاہر ہے فرینکی کی حماقت کا یہی جواب ہو سکتا تھا۔

عمران نے ڈیش بورڈ کا بٹن آف کیا تو خانہ بند ہو گیا۔ اور عمر نے تیزی سے کار کا رُخ موڑا اور اس طرف کار کا رُخ کر دیا۔ جدھ ایگل بارز واقع تھی۔ وہ فوری طور پر اس کوٹھی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔

SCANNED BY JAMSHED

دھماکے کی آواز سنتے ہی نوجوان کے چہرے پر مسکراہٹ آمیز اطمینان چھا گیا۔ اس نے سامنے رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ایک طرف رکھے ہوئے ٹیلیفون سیٹ کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ پہلے چند لمحے تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"لیں اسٹاک ایکس چینج پلیز" ——— دوسری طرف سے ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"باس! —— میں مائیکل بول رہا ہوں ——— ایک اہم اطلاع ہے"۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اہم اطلاع کیا ہے" ——— ؟ دوسری طرف سے بولنے والے لہجہ یکدم بدل گیا۔

"باس! ——— ہم نے ٹارگٹ نمبر تھری کے لئے یہاں کے مقامی غنڈے

SCANNED BY JAMSHED

فریشی کی مدد حاصل کی تھی اور اس نے ایک بڑی رقم کے عوض آسانی سے کام کر دیا ـــ اور پولیس اور انٹیلی جنس سر پٹکتی رہ گئی کی اس طرح کی کامیابی کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ ٹارگٹ نمبر چھ لئے بھی اس کی خدمات حاصل کی جائیں ـــ چونکہ اس ٹارگٹ لئے تفصیلی بات چیت ضروری تھی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی پوائنٹ کو دیکھے ـــ اس لئے میں خود اس کے کیفے میں اس سے ملا اور اس سے بات چیت کی۔ لیکن میں نے محسوس ٹارگٹ نمبر چھ اس کی سمجھ سے بالاتر ہے اس لئے میں ادھر ادھر کی باتیں کر کے واپس آ گیا ـــ ابھی چند لمحے پہلے مجھے ا کال ملی ہے کہ علی عمران اس کے پاس پہنچا ہے اور اس نے ہے کہ غیر ملکیوں کو اس کے کیفے سے نکلتے ہوئے انٹیلی جنس نے چیک کر لیا ہے ـــ میں نے ریڈ فریکوئنسی سے اسے ختم کر دیا ہے تاکہ آئندہ ہمارے لئے خطرہ نہ بن سکے" ـــ مائیکل نے تفصیل بتا دیتے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران کسی لائن آف ایکشن پر کام کر رہا باس کی سوچ میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"وہ کرتا رہے ـــ ہمارے تک وہ نہیں پہنچ سکتا ـــ نے تو اس لئے فون کیا تھا کہ آپ کا ٹارگٹ عمران تھا۔ لیکن وہ کھلے گھومتا پھر رہا ہے" ـــ مائیکل نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں سا طنز تھا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں مائیکل ! ـــ لیکن میں نے جان

عمران کو ڈھیل دے رکھی ہے ـــ میں اُسے چونکانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اب تمہاری اطلاع کے بعد اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا ہے" ـــ دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ سوری باس ! ـــ میں سمجھا کہ وہ آپ کے لئے مشکل ٹارگٹ ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر کام کر دوں" ـــ مائیکل نے بات کا رُخ پلٹتے ہوئے جواب دیا۔

"مائیکل ! ـــ جو کام تمہارے ذمہ لگایا گیا ہے وہ کرو ـــ اور سنو ! تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے ـــ اور سنو! میں نے یہاں کے حالات کو چیک کرتے ہوئے پلان بدل دیا ہے ـــ چونکہ ہمیں تیزی سے کام کرنا ہے اس لئے رچرڈ اور تم اب اکھٹے کام کرو گے۔ تم دونوں اپنے ٹارگٹس اکھٹے انجام دو ـــ میں اسے کہہ دیتا ہوں کہ وہ اپنا پوائنٹ ختم کر کے تمہارے پاس پہنچ جائے" ـــ باس نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کہیں باس ! ـــ ویسے بھی مجھے اطلاع ملی تھی کہ ٹارگٹ نمبر ا میں اس کے تین ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں اور اب اس کے ساتھ صرف ایک آدمی رہ گیا ہے۔ اسی لئے تو ٹارگٹ نمبر پانچ سرانجام نہیں دیا جا سکا" ـــ مائیکل نے کہا۔

"ہاں ! ـــ تمہاری اطلاع درست ہے۔ پہلا ہی ٹارگٹ اس لئے خاصا مشکل ثابت ہوا تھا ـــ بہرحال اس نے اپنی فطری دلیری کی بنا پر اکیلے ہی اسے سرانجام دے دیا ہے ـــ ٹارگٹ نمبر پانچ کے

SCANNED BY JAMSHED

لئے وہ منصوبہ بندی میں مصروف ہے ـــــ لیکن اب سب
تم دونوں نے مل کر پورے کرنے ہیں" ـــــ باس نے خشک
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ـــــ میں تیار ہوں ـــــ رچرڈ کے ساتھ
ہم زیادہ تیزی سے ٹارگٹس کور کر لیں گے۔ لیکن میری ایک اور تجو
مائیکل نے کہا۔

"کیا" ـــــ ؟ باس نے پوچھا۔

"باس! ـــــ اس پلاننگ نے ہمیں ایک دوسرے سے بالکل
اور لاتعلق کر دیا ہے ـــــ اب دیکھیے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ ر
کیا کر رہا ہے ـــــ یا نوبل اور موشے کیا کر رہے ہیں ـــــ
کیا ہم کامیاب بھی ہو رہے ہیں یا نہیں ـــــ ؟ اس طرح عمران کے
متعلق پتہ نہ تھا کہ آپ نے اس کے متعلق کیا پروگرام بنایا ہے۔
اس طرح ہو سکتا ہے کہ علیحدہ علیحدہ ہم مار کھا جائیں ـــــ میرا خ
ہے کہ اگر ہم اکٹھے رہ کر کام کریں تو کسی بھی پہلو پر کمزور پڑتے
دوسرے لوگ اس پہلو پر فوری کنٹرول کر سکتے ہیں" ـــــ مائیکل نے
تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نوبل اور موشے کی فکر نہ کرو ـــــ وہ صحیح کام کر رہے ہیں
کا مشن ہی اصل مشن ہے۔ تمہارا اور رچرڈ کا مشن تو صرف
ورک کا ہے تاکہ حکومت کی مشینری اس میں الجھی رہے ـــــ
مشن تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اکٹھے ہونے کی صورت میں
کی وجہ سے دوسرے کا کلیو مل سکتا ہے۔ اس لئے فی الحال اسی

طرح کام جاری رکھو ـــــ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو پھر دیکھا جائے گا ـــــ بائی
بائی" ـــــ دوسری طرف سے باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا اور مائیکل نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے
پر بڑی ناگواری کے آثار نمایاں تھے۔ رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے
پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ـــــ دوسرے ملحقہ دروازے میں موجود ایک نوجوان کی
آواز سنائی دی۔

"فرینک کو بلاؤ" ـــــ مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ دروازے میں موجود نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے
کہا اور مڑ کر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک اور نوجوان دروازے میں
داخل ہوا۔

"یس باس" ـــــ نوجوان نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"فرینک! ـــــ مسٹر رچرڈ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ یہاں پہنچ رہے
ہیں اب وہ ہمارے ساتھ مل کر ٹارگٹس پر کام کریں گے" ـــــ مائیکل نے
نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس! ـــــ میں اپنے آدمیوں کو ہدایات کر دیتا ہوں تاکہ انہیں
کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے" ـــــ فرینک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اب بتاؤ کہ ٹارگٹ چھ کے متعلق کیا رپورٹ ہے؟
میں آج رات اس ٹارگٹ کو کور کر لینا چاہتا ہوں" ـــــ مائیکل نے سر
ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"باس! ـــــ اس کی حفاظت کے تمام انتظامات کی رپورٹ مل چکی

ہے۔ وہ ٹائپ ہو رہی ہے ۔۔۔ ابھی آپ کے پاس پہنچ جائے
اس کے بعد جیسے آپ حکم کریں گے" ۔۔۔ فرینک نے جواب دیا
"او کے ۔۔۔ جلدی اسے ٹائپ کر کے لے آؤ" ۔۔۔ مائیکل نے
مطمئن لہجے میں کہا اور فرینک تیزی سے مڑ گیا۔

فرینک کو گئے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور مائیکل چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سامنے دیوار پر لگی ہوئی ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک دیوار نظر آ رہی تھی۔ دیوار کے سامنے ایک چھوٹی سی باڑ تھی اور باڑ اور دیوار کے درمیان ایک نوجوان چھپا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ نوجوان کے چہرے پر ہلکی داڑھی اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ مائیکل کے چہرے پر اس نوجوان کو دیکھتے ہی تشویش کے آثار ابھر آئے۔

مائیکل نے تیزی سے پاس پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ بیکر بول رہا ہوں" ۔۔۔ رسیور سے آواز ابھری۔

"بیکر! ۔۔۔ بنک پوائنٹ پر ایک آدمی موجود ہے" ۔۔۔ مائیکل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ ہم نے چیک کر لیا ہے" ۔۔۔ بیکر کی آواز سنائی دی

"سنو! ۔۔۔ اسے ہلاک مت کرو ۔۔۔ بلکہ زندہ گرفتار کر کے
میں پہنچا دو" ۔۔۔ مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ۔۔۔ بیکر نے کہا اور مائیکل نے رسیور رکھ دیا اور اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر جم گئیں۔ اب وہ آدمی باڑ سے نکل

SCANNED BY JAMSHED

بڑے محتاط انداز میں عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اور پھر جیسے ہی وہ عمارت کے قریب پہنچا، اچانک ایک جال سا اس پر آ گرا۔ اور وہ جال میں الجھا ہوا زمین پر گرا اور پھر تین افراد نے اسے جال سمیت ہی چھاپ لیا۔ آنے والے نے پہلے تو اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن اسے چھاپنے والوں میں سے ایک نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ اس کے سر پر دے مارا اور ایک ہی ضرب کھا کر وہ نوجوان بے حس و حرکت ہو گیا۔ اور اسے پکڑنے والے اٹھا کر موڑ مڑتے چلے گئے۔

جیسے ہی وہ موڑ مڑے، مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔

"یہ کون ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ؟ مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی شخص اس طرح بھی دن دہاڑے کوٹھی میں داخل ہو سکتا ہے۔

جمشید آغا ڈیوٹی سے فارغ ہوکر آرام کرنے کے لئے اپنے بستر پر لیٹا ہی تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اب کیا ہوگیا" ـــــ جمشید آغا نے ناگوار انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور اٹھالیا۔

"جمشید بول رہا ہوں" ـــــ جمشید نے ہلکے سے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"خورشید بول رہا ہوں جناب ـــــ میرا خیال ہے کہ اب سونے کا پروگرام بن رہا ہوگا تمہارا" ـــــ دوسری طرف سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر خورشید کی آواز سنائی دی۔

"اوہ خورشید خیریت ـــ اس وقت کیسے یاد کیا" ـــــ جمشید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں خیریت ہی ہے ـــ بلکہ بالکل ہی خیریت ہے ـــ یار ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم بھی تھوڑی سی تفریح کرلو ـــ کیا خشک آدمی بن گئے

SCANNED BY JAMSHED

ہو" ـــــ خورشید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تفریح ـــ کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں" ـــــ جمشید آغا نے بے اختیار آنے والی نیند کو جبراً روکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ میری ایک دوست ہے ٹریسی ـــــ ایکریمین سفارت خانے کے ٹیکنیکل اتاشی مسٹر رچرڈ کی سیکرٹری ہیں۔ بڑی اچھی خاتون ہیں ـــــ وہ آج کل چھٹی پر ہیں اور یہاں ان کی دوستی کا حلقہ بے حد محدود ہے ـــ میں نے انہیں رات پرانی شراب پلانے کی دعوت دی تھی۔ لیکن یار پتہ نہیں میری طبیعت کو کیا ہوا ـــــ وہ شراب کچھ زیادہ ہی پرانی ثابت ہوئی مجھے نشہ ہوگیا اور تمہیں تو علم ہے کہ نشہ ہونے کے بعد مجھے نیند آجاتی ہے۔ چنانچہ میں سوگیا اور وہ بے چاری اچھی کمپنی سے محروم ہوگئیں ـــــ اب صبح آنکھ کھلی ہے تو وہ بے حد ناراض ہورہی ہیں ـــ میں بڑا شرمندہ ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ میری ڈیوٹی کا ٹائم ہونے والا ہے اور وہ بضد ہیں کہ انہیں سفارت خانے چھوڑ آؤں ـــــ تم جانتے ہو کہ میں اکیلے ڈرائیور کے ساتھ انہیں بھیج نہیں سکتا۔ ورنہ چیکنگ پوسٹ پر اچھی خاصی چھان بین شروع ہوجائے گی اور خوامخواہ بات کا بتنگڑ بن جائے گا ـــــ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میرا یار جمشید ابھی سویا نہیں تو اسے کہوں ـــــ یار میری خاطر تھوڑی سی تکلیف کرلو۔ بعد میں سوتے رہنا۔ یقین کرو بڑی اچھی دوست ہیں۔ تم ذرا بھی بوریت محسوس نہیں کرو گے" ـــــ خورشید نے کہا۔ اس کے لہجے میں عاجزی تھی۔ اور جمشید اس کی مشکل کو سمجھ گیا تھا۔ آئل فیلڈ کی حدود میں کسی بھی غیر ملکی کو بغیر اعلیٰ حکام کی خصوصی

اجازت کے نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا اور خورشید کی عیاش طبیعت کو جمشید اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے اُسے معلوم تھا کہ اس نے ٹرلیسی کو کس لئے ٹھہرایا ہوگا اور پھر صبح آنکھ دیر سے کھلی اور اب اس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا کہ وہ اُسے خود جا کر چھوڑ آتے اور پھر ڈیوٹی پر بھی پہنچ جاتے۔

"لیکن یار مجھے تو بُری طرح نیند آ رہی ہے اور پھر تمہیں معلوم ہے کہ میں ڈیوٹی ٹائم سے ہٹ کر سرکاری گاڑی استعمال کرنے کا بھی قائل نہیں ہوں اور میری ذاتی گاڑی بچوں کو لے کر گئی ہوئی ہے"۔ جمشید نے کہا۔

"یہ سب باتیں مجھے معلوم ہیں — تم اس کا فکر نہ کرو۔ میری گاڑی موجود ہے۔ ٹینکی فل ہے۔ بس تمہیں صرف آنا جانا ہی پڑے گا۔ اور سنو! اگر زیادہ نیند ستا رہی ہو تو پھر ٹرلیسی کی رہائش گاہ پر ہی سو جانا۔ وہ بڑی اچھی دوست ہے"۔ — خورشید نے جواب دیا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں — تمہیں پتہ ہے کہ میں تمہاری جیسی خصوصیات سے محروم ہوں — بہرحال ٹھیک ہے۔ اب تم پھنسے ہوئے ہو تو میں مس ٹرلیسی کو پہنچا آتا ہوں — لیکن یہ سوچ لو کہ پھر میں شام کو ہی واپس آؤں گا — جب سے بچے گئے ہیں میں فیلڈ سے باہر نہیں گیا۔ آج کچھ دوستوں سے ہی مل آؤں گا"۔ — جمشید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ! — بہت بہت شکریہ! — واقعی تم نے دوستی کا حق ادا کر دیا ہے۔ لیکن شام کو آؤ گے تو پھر رات کو ڈیوٹی کیسے کرو گے؟"

SCANNED BY JAMSHED

خورشید نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو — آج رات میرا آف ہے"۔ — جمشید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ — ویری گڈ! — پھر ٹھیک ہے۔ تھینک یو — تھینک یو"۔ — خورشید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں — میں آ رہا ہوں"۔ — جمشید نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ڈریسنگ روم میں جا کر اس نے لباس بدلا۔ اور نوکر کو فیلڈ سے باہر جانے کا کہہ کر وہ پیدل ہی خورشید کی رہائش گاہ کی طرف چل پڑا۔

پھر جیسے ہی اس نے کال بیل بجائی۔ خورشید خود ہی بھاگتا ہوا آیا اس نے دفتر جانے کے لئے لباس پہنا ہوا تھا۔

"یار بہت بہت مہربانی! — میں تو پھنس گیا تھا — ڈیوٹی سے بھی چھٹی کر لیتا۔ لیکن آج ڈائریکٹر جنرل نے آنا ہے۔ اس لئے مجبوری تھی — آؤ میں تمہیں ٹرلیسی سے ملواؤں"۔ — خورشید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور جمشید مسکرا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے۔

"یہ جمشید آغا ہیں میرے دوست! — چیف الیکٹرک انجینئر ہیں — اور یہ ہیں ایکریمین سفارت خانہ کی مس ٹرلیسی"۔ — خورشید نے اندر پہنچ کر باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور جمشید نے صوفے پر بیٹھی ہوئی انتہائی خوبصورت لڑکی سے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے دل

میں مسرت کی انجانی سی لہر محسوس کی۔ ٹرلیسی واقعی انتہائی خوبصورت اور پرکشش جسم اور شکل کی مالک تھی۔ اور جمشید کو خوامخواہ خورشید سے رشک محسوس ہونے لگا تھا۔

"آپ کو تکلیف تو ہوگی مسٹر جمشید ــــ میں تو خورشید کو صبح چھ بجے سے تیار ہونے کے لئے کہہ رہی تھی۔ لیکن خورشید صاحب نے تیار ہونے میں ایک گھنٹہ لگا دیا اور پھر انہیں اچانک یاد آگیا کہ انہوں نے ہر صورت میں ساڑھے سات بجے دفتر پہنچنا ہے اور اب صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے ہیں" ــــ ٹرلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ یہ ہیں ہی ایسے سست ــــ بہرحال اب میں تو خورشید کا شکریہ ادا کروں گا کہ اس کی کاہلی کی عادت کی وجہ سے میرا آپ جیسی خوبصورت خاتون سے تعارف کا موقع پیدا ہو گیا" ــــ جمشید نے مسکراتے ہوئے

"تعریف کا شکریہ" ــــ ٹرلیسی نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے پھر چلیں ــــ خورشید نے بھی ڈیوٹی پر پہنچنا ہوگا" ــــ جمشید نے کہا۔ اور ٹرلیسی خورشید سے رخصت لے کر باہر آگئی۔

پورچ میں خورشید کی لمبی چوڑی شیورلٹ کار موجود تھی۔ چابیاں اگنیشن میں ہی لگی ہوئی تھیں۔ جمشید نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جب کہ ساتھ د سیٹ پر ٹرلیسی بیٹھ گئی اور دوسرے لمحے جمشید نے گاڑی سٹارٹ کی اور خو کی رہائش گاہ سے باہر آگیا۔ ٹرلیسی سے ملنے کے بعد اس کی نیند جیسے یکسر غائب ہو گئی تھی۔

"آپ تو بہت بڑے افسر ہیں ــــ چیف الیکٹرک انجنیئر تو خاصا ا عہدہ ہے" ــــ ٹرلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ارے اتنا بڑا بھی نہیں ــــ البتہ ذمہ داری بہت بڑی ہے" ــــ جمشید نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور پھر باتیں کرتے ہوئے وہ مختلف چیک پوسٹوں سے گزر کر فیلڈ سے باہر جانے والی سڑک پر پہنچ گئے۔ کسی بھی چیک پوسٹ پر انہیں نہیں روکا گیا۔ شائد یہ جمشید کی موجودگی کا اثر تھا۔ بہرحال چیک پوسٹوں سے گزرنے کے بعد ٹرلیسی کے چہرے پر اطمینان کے گہرے آثار چھا گئے تھے۔

"آپ کی رہائش سفارت خانے میں ہے" ــــ؟ جمشید نے پوچھا۔

"نہیں ــــ میں تگڑری اپارٹمنٹس کے فلیٹ میں رہتی ہوں ۔ اور سفارت خانے کی پابندیاں مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں" ــــ ٹرلیسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ــــ میں سمجھ گیا ــــ واقعی ایسی جگہوں پر بڑی پابندیاں ہوتی ہیں" ــــ جمشید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"خورشید کہہ رہا تھا کہ آج رات آپ کا ڈیوٹی آف ہے ــــ تو آپ آج میرے مہمان بن جائیں۔ میرا بھی آف ہے ــــ شام کو تفریح کریں گے گھومیں پھریں گے ــــ یقین کریں میں آپ کو بور نہیں ہونے دوں گی"۔ ٹرلیسی نے کہا۔

"ارے آپ کے ساتھ رہ کر کون کم بخت بور ہو سکتا ہے مس ٹرلیسی ــــ میں نے تو سوچا تھا کہ کچھ دوستوں سے مل لوں گا" ــــ جمشید نے جواب دیا اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بس رسمی انداز میں ہی ایسا کہہ رہا ہے ورنہ اب اس کا اپنا دل علیحدہ ہونے کو نہیں چاہتا تھا۔

"تو کیا ہوا ــــ اکٹھے ہی مل لیں گے ــــ آپ کے دوست بھی تو آپ

جیسے ہی ہوں گے" ـــــ ٹریسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہو! ـــ آپ جیسی خوبصورت خاتون کو میں اپنے دوستوں سے ملوا کر خود محروم نہیں ہونا چاہتا" ـــــ جمشید نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور ٹریسی بھی اس کے ساتھ ہی ہنس پڑی۔

تھوڑی دیر بعد کار لگژری اپارٹمنٹس کے سامنے پہنچ گئی۔ جمشید نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں لفٹ میں سوار ہو کر چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ ٹریسی کا اپارٹمنٹ واقعی لگژری اپارٹمنٹ تھا۔ چار کمروں کا خوبصورت انداز میں سجا ہوا اپارٹمنٹ۔

"آپ بیٹھیں ـــ میں آپ کے لئے ناشتہ بنا لاؤں" ـــــ ٹریسی نے جمشید کو ڈرائنگ روم میں بٹھاتے ہوئے کہا اور پھر جمشید کے احتجاج کرنے کے باوجود وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

جب ٹریسی کو گئے ہوئے کچھ دیر ہو گئی تو جمشید پر ایک بار پھر نیند نے غلبہ کرنا شروع کر دیا۔ اس نے صوفے کی پشت سے سر ٹکایا اور پھر نجانے کس وقت اس کی آنکھیں خود بخود بند ہوتی چلی گئیں۔

"اب اسے اٹھا دو ـــ بہت ریسٹ کر لیا اس نے" ـــــ اچانک ایک بھاری آواز اس کے کانوں میں گونجی تو بے اختیار اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ اور دوسرے لمحے وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ ایک کرسی پر تو ضرور بیٹھا تھا لیکن یہ وہ کمرہ تو نہ تھا ٹریسی کا ڈرائنگ روم ـــــ یہ تو کسی عمارت کا تہہ خانہ معلوم ہو رہا تھا اور اس کا جسم کرسی کے ساتھ مضبوط رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے ایک شخص مڑ کر اس کے سامنے آ گیا۔ اور جمشید کو یوں محسوس

SCANNED BY JAMSHED

ہوا جیسے اس کے ذہن میں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ اس کے سامنے جو شخص کھڑا تھا وہ ہو بہو اس کے اپنے قد و قامت اور بالکل اسی کی شکل و صورت جیسا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ کیونکہ اس شخص نے لباس بھی وہی پہنا ہوا تھا جو جمشید نے پہنا ہوا تھا۔ اس نے بے اختیار گردن جھکا کر اپنی طرف دیکھا اور اسے حیرت کا ایک اور شدید جھٹکا لگا۔ وہ صرف انڈر ویئر میں کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے جسم سے لباس غائب تھا۔

"مسٹر جمشید آغا! ـــــ تمہارا لباس میں نے لے لیا ہے ـــ مجھے اس کی ضرورت تھی" ـــــ اچانک اس کا ہم شکل بولا اور جمشید کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ طلسم ہوشربا میں پہنچ گیا ہو۔ بولنے والے کا لہجہ اور انداز بالکل اسی جیسا تھا۔ اس کی آنکھیں اب اس حد تک پہنچ چکی تھیں کہ اس کے بعد مزید نہ پھٹ سکتی تھیں۔ ورنہ جس قدر حیرت اسے ہو رہی تھی انہیں مزید پھٹ جانا چاہیئے تھا۔

"تم کون ہو ـــ اور یہ میں کہاں ہوں ـــ وہ مس ٹریسی ـــ" جمشید نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم مس ٹریسی کے فلیٹ میں سوئے ہوئے تھے ـــ وہاں سے تمہیں بیہوش کر کے بلکہ اچھے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ تمہاری نیند کو مزید گہرا کر کے تمہیں یہاں لایا گیا ہے ـــــ اور اب میں تمہارے سامنے ہوں جمشید آغا چیف الیکٹرک انجنیئر" ـــــ اس کے ہمشکل نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے ـــ؟ اور پھر رسیوں سے باندھنا

میرا لباس اور تمہاری شکل ——— آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے" ——— ؟ جمشی
کی حیرت ابھی تک عروج پر تھی اس میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔
"میں چند روز تمہاری جگہ ڈیوٹی دینا چاہتا ہوں مسٹر جمشید ——— تاکہ تم
اچھی طرح ریسٹ بل جاتے ——— تم اگر میرے سوالوں کے جواب
دیتے جاؤ تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی ——— ورنہ ہم مجبوروں کو
بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں" ——— اس کے ہمشکل نے بڑے سپا
لہجے میں کہا۔
"اوہ! ——— تو تم کوئی مجرم ہو جو میری جگہ پہنچ کر کوئی جرم کرنا چاہ
ہو ——— یہ کبھی نہیں ہو سکتا ——— میں اپنے ملک سے کبھی غداری
کر سکتا چاہے تم میری بوٹیاں ہی کیوں نہ اڑا دو" ——— جمشید نے تیز
میں جواب دیا۔ اب معاملہ اس پر واضح ہو چکا تھا کہ وہ کسی گہری
کا شکار ہو گیا ہے۔ اور اب اُسے خورشید بھی پوری طرح اس سازش
ملوث نظر آ رہا تھا۔
"مس ٹرلیسی کو بلاؤ" ——— اس کے ہمشکل نے تیز لہجے میں کہا
"یس باس" ——— جمشید آغا کو اپنی پشت پر کسی کی آواز سنا
"تم وہاں کیا کرنا چاہتے ہو" ——— ؟ جمشید نے گھبرائے ہو
میں پوچھا۔
"مجھے چیف الیکٹریکل انجنیئر بننے کا شوق ہے مسٹر جمشید! ——
خود بھی الیکٹرک انجنیئر ہوں" ——— اس کے ہمشکل نے مسکر
جواب دیا۔
"یس باس" ——— اچانک ٹرلیسی کی آواز گونجی اور دوسرے

SCANNED BY JAMSHED

اس کے سامنے آ گئی۔

جمشید آغا نفرت آمیز نظروں سے ٹرلیسی کے خوبصورت جسم کو گھورنے لگا۔ اور وہ اس وقت کو رو رہا تھا جب اس نے خورشید کی بات مان لی تھی۔

"مس ٹرلیسی! ——— آپ تو کہہ رہی تھیں کہ مسٹر جمشید کمزور طبیعت کے آدمی ہیں ——— لیکن اب یہ اکڑے ہوئے ہیں" ——— باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ——— جس طرح یہ میرے جسم پر ریجھ کر میرے فلیٹ پر آ گیا تھا اس سے تو میں یہی سمجھی تھی" ——— مس ٹرلیسی نے کانپتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"تو پھر اس سے معلومات بھی تم ہی اگلواؤ ——— اور سنو! ——— میرے پاس ضائع کرنے کے لئے زیادہ وقت نہیں ہے۔ اس سے صرف اس کے ڈیوٹی کے اوقات ——— اس کے ماتحتوں اور افسروں کے نام اور ماحول کے متعلق پوچھنا ہے ——— جلدی کرو" ——— باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"جمشید سب کچھ بتا دو پلیز ——— یہ لوگ بہت ظالم ہیں ——— انسان کو مچھر کی طرح مسل دیتے ہیں ——— پلیز۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی ——— صرف چند روز کی بات ہے۔ پھر تم واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جاؤ گے اور کسی کو اس بات کا علم تک نہ ہو سکے گا" ——— ٹرلیسی نے آگے بڑھ کر بڑے خوشامدانہ انداز میں جمشید سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں التجا تھی۔

"اور سنو جمشید! ——— اگر تم سچ سچ سب کچھ بتا دو تو جتنا عرصہ تم یہاں

SCANNED BY JAMSHED

رہو گے مس ٹریسی تمہاری ہو گی قطعی تمہاری —— مزے کرنا" —— باس نے کہا۔

"تم لوگ مجرم ہو —— میرے ملک کے دشمن ہو —— اس لئے اس بات کا یقین کر لو کہ میں ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا۔ تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو" —— جمشید نے بڑے نفرت آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ احمق آدمی ہے ٹریسی! —— اس پر ترکیب نمبر دو آزماؤ —— ابھی یہ طوطے کی طرح فر فر بولنا شروع کر دے گا" —— باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ٹریسی ایک جھٹکے سے مڑی اور دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اس کا ہاتھ الماری سے باہر آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک خوفناک ہنٹر موجود تھا۔ ہنٹر کے اوپر باریک تار لپٹی ہوئی تھی۔

ٹریسی جب ہنٹر لے کر مڑی تو جمشید کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے زخمی درندہ ہو۔ اس کی آنکھوں میں شدید بربریت اور وحشت نمایاں تھی۔

"میں نے سوچا تھا کہ تم عقلمندی کرو گے مگر ——" ٹریسی نے پھنکارتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے شڑاپ کی آواز سے ہنٹر پو... قوت سے جمشید کے جسم پر پڑا۔ اور جمشید کے حلق سے بے اخت... ایک زوردار چیخ نکل گئی۔

"بولو جواب دو —— بتاتے ہو یا نہیں" —— ٹریسی نے غصے... چیختے ہوئے کہا اور پھر تو جیسے جمشید کے جسم پر ہنٹروں کی بارش ش... ہو گئی۔ ہر ضرب پر جمشید کا ذہن بھک سے اُڑ جاتا۔ اس کے حلق

مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔ تکلیف اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ اس کا پورا جسم زخموں سے پُر ہو گیا۔ تار بندھے ہوئے ہنٹر نے اس کا ریشہ ریشہ اُدھیڑ دیا تھا۔

"بولو بتاتے ہو یا نہیں" —— اچانک ٹریسی نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا۔

"نہیں —— نہیں —— تم مجرم ہو —— تم غدار ہو —— تم دشمن ہو" جمشید نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے جیسے اس کا سانس سینے میں گھٹتا چلا گیا۔ اس کے ذہن پر یکلخت اندھیروں نے یلغار کر دی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"ٹھہرو! —— یہ بیہوش ہو گیا ہے —— خاصا جاندار ثابت ہو رہا ہے" —— باس نے کہا اور ٹریسی جو دوبارہ ضرب لگانے کے لئے اپنا ہاتھ ...چکی تھی یکدم رک گئی۔ باس نے آگے بڑھ کر جمشید کی نبض پر ہاتھ ...کھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔

"ارے یہ تو مر گیا ہے —— اوہ یہ برا ہوا" —— باس نے کہا۔

"مر گیا ہے —— مگر یہ تو خاصا صحت مند دکھائی دے رہا تھا" —— ...نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"...سے غلطی ہوئی —— یہ تو اندر سے کھوکھلا تھا —— اس کے ذہن ...رول کر لیا جاتا تو اچھا ہوتا —— بہرحال کوئی بات نہیں۔ اس کی لاش ...بھٹی میں ڈال دو —— میں خود ہی سچویشن کو سنبھال لوں گا" —— باس نے ...پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

SCANNED BY JAMSHED

ہوگی ___ اسے آئل فیلڈ کے متعلق سن گن نہیں ملی اس لئے وہ انہی
میں الجھی رہے تو اچھا ہے ___ فرض کرو مائیکل یا رچرڈ کا کوئی آدمی
ان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے تو انہیں اصل مشن کے بارے میں کچھ علم
نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ خود لاعلم ہوں گے ___ اکٹھے ہونے کی صورت میں
انہیں کارکردگی کا علم ہوسکتا ہے اور یہ علم ہمارے لئے نقصان دہ ثابت
ہوسکتا ہے" ___ باس نے نوجوان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے ___ لیکن آپ نے ایک اور بات
پر غور نہیں فرمایا ___ عمران، مائیکل کے کلیو پہ چل نکلا ہے اور جیسا کہ
آپ نے بتایا ہے کہ وہ انتہائی خطرناک شخصیت کا مالک ہے ___ ایسا
نہ ہو کہ وہ مائیکل کو چھاپ لے اور ہمیں اصل حالات کا علم ہی نہ ہوسکے"۔
نوبل نے جواب دیا۔
"ہاں! ___ عمران سے کچھ بعید نہیں ___ اسی لئے تو میں نے
رچرڈ کو مائیکل کے پاس بھیج دیا ہے تاکہ حالات کو کنٹرول کیا جاسکے۔
میں نے تو عمران کو اسی لئے چھوڑ دیا تھا کہ اس پر حملہ کے بعد جب
دہشت انگیز کارروائیاں شروع ہوں گی تو وہ اپنے آپ پر حملے کو بھی
اس کی ایک کڑی سمجھے گا اور اس طرح وہ پوری طرح اس چکر میں الجھ
جائے گا" ___ باس نے جواب دیا۔
"لیکن باس! ___ اگر عمران کا خاتمہ ہوجاتا تو زیادہ بہتر نہ تھا" ___؟
نوبل نے دبے دبے لہجے میں کہا۔
"ہاں! ___ اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں ___ عمران کا زندہ رہ جانا
ہمارے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے ___ میں تو اس لئے خاموش ہوگیا

باس نے ریسور رکھا تو غصے کی شدت سے اس کا چہرہ ز...
ہوچکا تھا۔
"مائیکل کو کیا ہوگیا ہے باس! ___ وہ تو حد سے بڑھتا چلا جا...
ہے" ___ سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا۔
"اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے ___ دو ٹارگٹس کور کر لینے سے
نے سمجھا ہے کہ اس نے تیر مار لیا ہے" ___ سفید بالوں والے با...
غصے سے میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔
"باس! ___ ویسے مائیکل کی تجویز قابل غور تھی ___ اگر مائیکل...
ساتھ ہوتا تو اسے ایسی باتیں کہنے کی جرأت نہ ہوتی" ___ نوجو...
دبے دبے لہجے میں کہا۔
"نہیں نوبل! ___ تم نہیں جانتے ___ ہمارا اصل مشن ان ٹارگ...
زیادہ اہم ہے ___ ابھی سیکرٹ سروس صرف ہماری بو سونگھ...

SCANNED BY JAMSHED

تھا کہ اس نے میرے تین بہترین آدمی پہلے ہی حملے میں ختم کر دیئے تو اگر ٹیری فوراً بھاگ نہ نکلتا تو اس کا خاتمہ بھی یقینی تھا حالانکہ وہ اس وقت نہتا تھا اور یہ سب سٹین گنوں سے مسلح تھے ــــ بعد میں اسے ڈھیل اس لئے دی کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے خاتمے کے چکر میں ہم اصل مشن سے ہی ہٹ جائیں" ــــ باس نے جواب دیا۔

"باس! ــ اگر آپ حکم دیں تو میں اس سلسلے میں کام کروں ــ موٹے اصل مشن پر کام کر رہا ہے اور اس کا کام خاصی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے جب تک کام کا آغاز ہو ــ میں اور میرا گروپ بے کار ہے۔ اس دوران میں یہ کام نہ نپٹا لوں" ــــ نوبل نے کہا۔

"عمران کے لئے تو میں اور ٹیری دونوں ہی کافی ہیں ــــ میرے آدمیوں سے غلطی ہوئی کہ وہ پکڑے جانے کے خوف سے اسے ٹالتے پھرتے رہے ــ اگر وہ اسے دیکھتے ہی گولی مار دیتے تو کم از کم اس کا خاتمہ تو ہو جاتا ــــ البتہ میں ایک اور بات سوچ رہا ہوں کہ گوریلا کارروائیوں میں ہم نے ٹارگٹس خاصے چھوٹے رکھے ہیں ــــ میرا خیال ہے کہ اگر مائیکل اور رچرڈ مل کر کسی بڑے ٹارگٹ پر حملہ کر دیں تو حالات اور زیادہ ہمارے حق میں ہو سکتے ہیں" ــــ باس نے کہا۔

"ایسا کوئی ٹارگٹ ہے آپ کے خیال میں" ــــ؟ نوبل نے پوچھا۔

"ہاں! ــ میں نے یہاں پہنچ کر جو معلومات حاصل کی ہیں۔ کے مطابق یہاں فوجی اسلحے کا ایک بڑا ڈپو موجود ہے۔ وہ شائد پاکیشیا کا مین سپلائی ڈپو ہے ــــ اگر ہم اس ڈپو کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پاکیشیا کی پوری حکومت میں زلزلہ آ جائے گا۔ یہ ان کے انتہائی کاری ضرب ہو گی" ــــ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ــــ اسے ویسے بھی ہم آسانی سے تباہ کر لیں گے ــ بس بارود کے ڈھیر میں چنگاری ڈالنے کی ہی ضرورت ہو گی"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ــ میں مائیکل اور رچرڈ کو یہیں بلا لیتا ہوں۔ پھر ہم سب مل کر اس پر حملے کی پلاننگ بنا لیتے ہیں ــــ میرا خیال ہے کہ اس پر براہِ راست حملہ زیادہ آسان رہے گا" ــــ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ براہِ راست حملہ درست رہے گا ــــ ورنہ تو پلاننگ کرنے میں خاصا وقت بھی ضائع ہو جاتا ہے اور پھر پکڑے جانے کا بھی امکان ہوتا ہے" ــــ نوبل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور باس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ــ بیسٹ سکاؤٹنگ آفس" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ یہ مائیکل کے اڈے کا کوڈ تھا۔

"ٹاپ راک سپیکنگ ــ مائیکل سے بات کراؤ" ــــ باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر! ــ باس مائیکل تہہ خانے میں گئے ہیں ــ ایک آدمی نے کوٹھی میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ اسے گرفتار کیا گیا ہے۔ اور باس اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ! ــ کون ہے وہ ــ؟ اور کیوں داخل ہوا ہے ــ؟ مائیکل سے بات کراؤ۔ جلدی" ــــ باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کیجئے ___ میں ابھی کنکٹ کرتا ہوں" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ کوٹھی میں کون داخل ہو سکتا ہے ___؟ کس طرح داخل ہو سکتا ہے ___؟ اس کا مطلب ہے کہ مائیکل کا پوائنٹ نظروں میں آچکا ہے" ___ باس نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں اُبھر آئی تھیں۔

"یس مائیکل بول رہا ہوں باس" ___ تھوڑی دیر بعد رسیور پر مائیکل کی آواز اُبھری۔

"کون کوٹھی میں داخل ہوا ہے مائیکل" ___؟ باس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"ایک مقامی آدمی ہے باس! ___ نوجوان ہے اور کچھ عجیب سی باتیں کر رہا ہے ___ میں ابھی اس سے پوچھ گچھ کر ہی رہا تھا کہ آپ کا فون آگیا" ___ مائیکل نے جواب دیا۔

"عجیب سی باتیں ___ کیا مطلب ___؟ کیا وہ اپنے آپ کو پاگل ظاہر کر رہا ہے" ___؟ باس نے پوچھا۔

"نہیں ___ وہ تو بڑی سادگی سے باتیں کر رہا ہے ___ مسخروں جیسی ___ ویسے کبھی کبھی عقل مندی کی بات بھی کر جاتا ہے ___ مجھے تو وہ بے حد ہوشیار آدمی دکھائی دیتا ہے ___ مگر اس کا چہرہ بڑا معصوم سا ہے" ___ مائیکل نے کوٹھی میں داخل ہونے والے نوجوان کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

"ارے اس کا حلیہ کیا ہے ___ جلدی بتاؤ" ___؟ باس نے

SCANNED BY JAMSHED

چیختے ہوئے پوچھا۔

"باس! ___ اس نوجوان کے چہرے پر ہلکی داڑھی اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں ___ لیکن وہ مصنوعی ثابت ہوئیں" ___ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اُس کا باقی حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"ارے مائیکل! ___ غضب ہوگیا ___ یہی علی عمران ہے ___ فوراً اسے گولی مار دو ___ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ___ جلدی ___ فوراً۔" باس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے مائیکل کے رسیور پھینکنے کی آواز سنائی دی۔

"غضب ہوگیا ___ عمران مائیکل کے پوائنٹ پر پہنچ گیا ہے اوہ ___ یہ تو بہت ہی بُرا ہوا ___ مگر وہ وہاں تک پہنچا کیسے؟" باس نے رسیور رکھ کر انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں نظر آرہے تھے۔ اور پھر وہ پریشانی کے عالم میں کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

"باس! ___ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے ___؟ یہ تو اچھا ہوا کہ ہمارا دشمن نمبر ایک خود بخود ہمارے جال میں پھنس گیا ہے اب مائیکل اُسے گولی مار دے گا اور بات ختم ہو جائے گی" ___ نوبل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے باس کے اس طرح پریشان ہونے پر حیرت ہو رہی ہو۔

"تم نہیں جانتے نوبل! ___ اُسے تم نہیں جانتے ___ وہ شیطان ہے ___ بدرُوح ہے ___ وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک سچوئشنز

SCANNED BY JAMSHED

سے بچ نکلا ہے ـــــ جب میرے آدمیوں نے اُسے گھیرا تھا، اس وقت اس سے بھی زیادہ خطرناک پوزیشن تھی مگر ـــــــ" باس نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں اور چہرے پر شدید پریشانی کے آثار تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ کسی طرح اُڑ کر مائیکل پوائنٹ پر پہنچ جائے اور اپنے ہاتھ سے اُسے گولی مار دے۔

دس منٹ تک کمرے میں اسی طرح گومگو کی حالت طاری رہی پھر ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور باس نے یوں جھپٹ کر فون کا رسیور اٹھایا جیسے بھوکا عقاب کسی معصوم پرندے پر جھپٹتا ہے۔

ٹائیگر کافی عرصے سے فارغ تھا۔ عمران کی طرف سے اس کے ذمہ کوئی کیس نہ لگایا گیا تھا۔ اور فراغت کے یہ دن ٹائیگر پر بڑے بھاری گزرتے تھے۔ اس لئے فراغت کے ان دنوں کو گزارنے کے لئے ٹائیگر نے ایک شغل مستقل طور پر اپنا رکھا تھا۔ وہ ان دنوں باقاعدگی سے ایسے اڈوں پر جاتا تھا جہاں زیرزمین دنیا کے افراد اٹھتے بیٹھتے رہتے تھے۔ چونکہ ٹائیگر لڑائی بھڑائی کے فن میں طاق تھا اور پھر اس کا نشانہ بھی حیرت انگیز طور پر سچا تھا۔ اس لئے زیرزمین دنیا میں اس کا نام خاصا بلند ہو چکا تھا۔ اور گذشتہ ایک ماہ سے وہ ایک تنظیم "وائٹ پرل" سے قریب ہو گیا تھا۔

وائٹ پرل ایسے مجرموں کی تنظیم تھی جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث تھی۔ وائٹ پرل کا باس کارگن تھا۔ جسے سب انکل کارگن کے نام سے پکارتے تھے۔ انکل کارگن ایک چھوٹے سے کیفے "کارگن کیفے" کا مالک

تھا اور بظاہر ایک سیدھا سادھا اور بے خبر سا آدمی نظر آتا تھا لیکن درحقیقت وہ خاصا فعال قسم کا مجرم تھا۔ لیکن وہ صرف منصوبہ بندی کرنے اور اپنے آدمیوں سے کام لینے تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھتا تھا اس لئے آج تک اس پر کسی نے ہاتھ نہ ڈالا تھا۔

ٹائیگر کی بھی بس انکل کارگن سے ہی دوستی تھی۔ ایک موقع پر اس نے انکل کارگن کی اس کے دشمنوں سے جان بچائی تھی تب سے انکل کارگن اس کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ اس نے ہی ٹائیگر پر وائٹ پرل کا انکشاف کیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے ٹائیگر یہ نہ جانتا تھا کہ وائٹ پرل کا باس کون ہے۔ بس وائٹ پرل کی شہرت ہی اس کے کانوں تک پہنچی تھی۔ انکل کارگن اکثر ٹائیگر کو اپنی تنظیم میں باقاعدہ شامل ہونے کی دعوت دیتا رہتا تھا لیکن ٹائیگر اُسے ہر بار ٹال دیتا تھا۔ ظاہر ہے اس کا مقصد جرائم میں ملوث ہونا تو نہ تھا۔ وہ تو صرف معلومات حاصل کرنے اور اپنے فراغت کے دن گزارنے کے لئے ادھر آتا تھا۔ آج بھی وہ انکل کارگن کے دفتر میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا انکل کارگن نے اُسے پیغام دے کر خصوصی طور پر بلایا تھا۔

"ٹائیگر! ـــ اس بار میرے پاس ایک ایسا کام آیا ہے کہ شاید یہ میری زندگی کا سب سے بڑا کام ہو ـــ اور میں چاہتا ہوں کہ یہ کام تمہارے ذریعے سے سرانجام پائے" ـــ انکل کارگن نے بڑے پُراسرار سے انداز میں جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا کیا کام ہے انکل" ـــ ؟ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے یقین تھا کہ منشیات کی کوئی بڑی کھیپ کا مسئلہ ہوگا۔ یا پھر نقلی

SCANNED BY JAMSHED

ہیروں کی خرید و فروخت کا چکر ہوگا۔ کیونکہ محدود قسم کی مجرم تنظیمیں اکثر ایسے ہی کاموں میں ملوث رہتی ہیں۔

"کام بہت بڑا ہے ٹائیگر۔ بہت بڑا کام ـــ لیکن بتاؤں گا اس وقت جب تم وعدہ کرو کہ تم یہ کام کر دو گے" ـــ انکل کارگن نے کہا۔

"تو کیا یہ کام میں نے اکیلے ہی سرانجام دینا ہے" ـــ ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ارے نہیں ـــ یہ کام اکیلے آدمی کے بس کا نہیں۔ پوری تنظیم کام کرے گی ـــ لیکن چونکہ میں کافی عرصے سے عملی کام سے ریٹائر ہو چکا ہوں۔ اس لئے میں خود فیلڈ میں نہیں جا سکتا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے نائب کی حیثیت سے تنظیم کو کنٹرول کرو اور یہ اہم اور بڑا کام سرانجام دو ـــ یہ بھی بتا دوں کہ اس کام کا معاوضہ اتنا بڑا ملے گا کہ تم ساری زندگی اتنے بڑے معاوضے کا تصور بھی نہیں کر سکتے" انکل کارگن نے بڑے پُراسرار انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو انکل! ـــ جب تک مجھے کام کی نوعیت کا علم نہ ہو جائے میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتا ـــ میں کسی چھوٹے موٹے کام میں ملوث نہیں ہونا چاہتا ـــ ہاں! اگر کام بڑا ہوا اور معاوضہ معقول ہوا تو تم دیکھنا کہ میں کس طرح چٹکیوں میں کام سرانجام دیتا ہوں" ـــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ٹائیگر! ـــ میں تمہیں پسند کرتا ہوں ـــ اور مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بھی پوری طرح علم ہے۔ لیکن میں اپنا اصول نہیں چھوڑ سکتا جب تک تم شمع پر ہاتھ رکھ کر رازداری کا وعدہ نہیں کرو گے۔ میں کام

کی تفصیل تمہیں نہیں بتا سکتا ــــ البتہ اشارے کے طور پر اتنا بتا دوں کہ کام ایک غیر ملکی تنظیم کا ہے۔ یہ تنظیم ہمیں ہائر کرنا چاہتی ہے" ــــ انکل کارگن نے ٹھوس لہجے میں کہا اور غیر ملکی تنظیم کا سن کر ٹائیگر کے کان کھڑے ہو گئے۔ اور اب اسے خود ہی اس کام میں دلچسپی پیدا ہو گئی۔

"معاوضہ اندازاً کتنا ہو گا" ــــ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"کل معاوضہ ایک کروڑ طے ہوا ہے یعنی ایک کروڑ ڈالر ــــ جس میں سے تمہارا حصہ ایک لاکھ ڈالر ہو گا ــــ بولو! ہے نا بڑا معاوضہ" ــــ انکل کارگن نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ غیر ملکی تنظیم کے حوالے سے ایک کروڑ ڈالر کا معاوضہ، اس کا مطلب تھا کہ مجرم کوئی ایسا جرم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو یقیناً سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

"ٹھیک ہے ــــ میں تیار ہوں" ــــ ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ! ــــ مجھے یہی امید تھی ــــ تم ایسا کرو کہ آج شام چھ بجے یہاں آجانا۔ پھر میں تمہیں اپنے نائب کے طور پر ساتھ لے چلوں گا ــــ میں نے اپنی تنظیم کی ایک خفیہ میٹنگ کال کی ہوئی ہے ــــ وہیں پہلے تم سے حلف لے کر تمہیں باقاعدہ وائٹ پرل میں شامل کیا جائے گا پھر وہاں کام کے متعلق بھی تفصیل سے بات ہو جائے گی" ــــ انکل کارگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں پہنچ جاؤں گا" ــــ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور انکل کارگن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ وہ اس معاملے میں مزید

SCANNED BY JAMSHED

غور و فکر کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنی رہائش گاہ پر جانے کا فیصلہ کیا تاکہ اطمینان سے اس سارے معاملے پر غور کر سکے۔ اُسے زیر زمین دنیا کے اصولوں کا علم تھا کہ اگر ایک بار حلف اٹھا کر وہ کسی تنظیم میں شامل ہو گیا اور پھر اس نے اس تنظیم سے غداری کی تو پھر اُسے ہر قیمت پر گولی مار دی جائے گی چاہے وہ کہیں بھی چھپ جائے اُسے تلاش کر لیا جائے گا۔ اس لئے وہ اس بات کا فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ باقاعدہ حلف اٹھا کر وائٹ پرل میں شامل ہو یا نہ ــــ لیکن اُسے انکل کارگن کی عادت اور فطرت کا بھی پوری طرح اندازہ تھا کہ وہ بغیر حلف لئے کوئی بات نہ بتائے گا۔ اور کام کی نوعیت کے بارے میں ٹائیگر کو مکمل یقین ہو گیا تھا کہ کام اس کے مطلب کا ہے۔

ہوٹل میں اپنے کمرے میں پہنچتے ہی اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں عمران سے بات کرے۔ پھر جیسے عمران حکم کرے وہ ویسے ہی کرے۔ چنانچہ اس نے فون اور ٹرانسمیٹر پر کنکٹ کرنے کی کوشش کی لیکن عمران سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ آخرکار اس نے ایک اور ہی فیصلہ کیا اور اس نے اس فیصلے کے تحت سب سے پہلے اپنے چہرے پر سپیشل میک اپ کیا اور پھر مخصوص لباس پہن کر اس نے کرائے کے گیراج سے اپنی کار باہر نکالی۔ وہ کار خاص خاص موقعوں پر استعمال کرتا تھا ورنہ عام طور پر وہ موٹر سائیکل پر ہی گھومتا رہتا تھا۔

کار کو لئے ہوئے وہ خاصی تیز رفتاری سے چلاتا ہوا تھوڑی دیر بعد کیفے کارگن پہنچ گیا۔ اس نے کار کو کیفے کارگن کی عقبی سمت میں روکا اور پھر اتر کر وہ بڑی احتیاط سے عقبی راستے سے ہوتا ہوا کیفے

SCANNED BY JAMSHED

کارگن کے اندر داخل ہوا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے تک پہنچ گیا جس میں انکل کارگن رہائش پذیر تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ایک گھنٹے کے لئے انکل کارگن اپنے کمرے میں جاکر آرام کرتا ہے۔ اور یہ وقت اس کے آرام کرنے کا ہی تھا۔

پنجوں کے بل چلتا ہوا ٹائیگر دروازے پر پہنچا اور پھر اس نے اِدھر اُدھر کسی کو نہ پاکر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ انکل کارگن بستر پر لیٹا ہوا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے جیب سے ایک چھوٹا سا بگل نما آلہ نکالا جس کے نیچے ربڑ کی ایک تھیلی لگی ہوئی تھی۔ اس نے اس آلے کا سرا کی ہول کے سوراخ پر رکھ کر ربڑ کی تھیلی کو زور زور سے دبانا شروع کر دیا۔ دو چار دفعہ اُسے پمپ کرنے کے بعد اس نے آلہ ہٹایا اور اُسے جیب میں منتقل کرنے کے ساتھ ہی وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا اور ایک ستون کی آڑ میں چھپ گیا۔ چونکہ انکل کارگن اپنے آرام کے وقت میں کسی قسم کی مداخلت یا شور پسند نہ کرتا تھا اس لئے اس وقت راہداری میں مکمل خاموشی طاری تھی۔ چونکہ یہاں آنے کا مین راستہ کیفے میں سے تھا۔ اس لئے اُسے معلوم تھا کہ اس دروازے پر مسلح افراد موجود ہوں گے جو کسی بھی صورت میں کسی شخص کو ادھر نہ آنے دیں گے اور اگر ٹائیگر کو عقبی راستے کا علم نہ ہوتا تو وہ بھی شاید یہاں تک نہ پہنچ پاتا۔

جب ٹائیگر کو ستون کی آڑ میں چھپے ہوئے پانچ منٹ گزر گئے تو وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک بار پھر جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ بستر پر انکل کارگن موجود تھا۔ لیکن اب اخبار اس کے ہاتھ سے گر چکا تھا اور

اس کی گردن ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔

ٹائیگر نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد دروازے کا لاک کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ دروازے کو اندر کی طرف دھکیل کر وہ خود ایک طرف ہٹ گیا تاکہ اگر کمرے میں بیہوش کر دینے والی گیس کے کچھ اثرات موجود ہوں تو وہ بھی زائل ہو جائیں۔ چند لمحے رُکنے کے بعد وہ دروازے سے اندر داخل ہوا اور سیدھا بستر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے انکل کارگن کی نبض دیکھی اور جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ کم از کم دو گھنٹے سے پہلے بیہوشی ختم نہیں ہو گی تو اس نے جھک کر انکل کارگن کو اٹھایا اور اُسے کاندھے پر ڈال کر وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھرتی اور احتیاط سے چلتا ہوا وہ بغیر کسی مداخلت کے عقبی سمت کھڑی اپنی کار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے بیہوش کارگن کو پچھلی نشستوں کے درمیان لٹا کر اس پر قالین ڈال دیا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ جلد ہی ایک رہائشی کالونی کی حدود میں داخل ہو گیا اور چند لمحوں بعد اس نے کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ گیٹ پر "کرائے کے لئے خالی ہے" کا بورڈ آویزاں تھا۔ لیکن نیچے کوئی پتہ درج نہ تھا۔ یہ کوٹھی ٹائیگر کی ملکیت تھی اور اسے خاص مواقع پر استعمال کرتا تھا۔ لیکن اُسے مسلسل خالی رکھنے کے جواز کے طور پر اس نے اس پر "کرائے کے لئے خالی ہے" کا بورڈ آویزاں کر رکھا تھا۔ چونکہ اس کے نیچے کسی کا پتہ وغیرہ نہ دیا ہوا تھا اس

SCANNED BY JAMSHED

لئے ظاہر ہے بورڈ لگنے کے باوجود اس کے کرایہ پر چڑھنے کا امکان نہ تھا۔ جیب سے چابی نکال کر ٹائیگر نے پھاٹک پر پڑا ہوا لاک کھولا اور پھر پھاٹک کھول دیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار کوٹھی کے پورچ میں پہنچ گئی۔ ٹائیگر نے بورڈ کو پلٹ دیا اور پھر پھاٹک بند کر کے وہ واپس پورچ میں آگیا پچھلی نشست سے کارگن کو اٹھا کر وہ عمارت کے نیچے ایک بڑے سے تہہ خانے میں لے آیا۔ تہہ خانے میں موجود ایک لوہے کی کرسی پر اس نے کارگن کو بٹھایا اور پھر کرسی کے پچھلے پائے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دباتے ہی کرسی کے دونوں بازوؤں۔ اگلے دونوں پایوں کرسی کی پشت پر لوہے کے کڑے نمودار ہو گئے جن سے انکل کا کا جسم کرسی میں ہی مقید ہو گیا۔ اور پھر ٹائیگر دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں رکھا ہوا ایک بڑا تھیلا نکالا اور پھر اس میں سے ایک ڈرل نما آلہ نکال کر اس نے تھیلا واپس الماری میں رکھ دیا۔ اس آلے کے آگے بجائے ڈرل کے ایک چھوٹی سی پتری لگی ہوئی تھی جس میں باریک باریک سوراخ تھے۔ آلے کے نال کے اوپر شیشے کی ایک افقی ٹیوب لگی ہوئی تھی۔ اس ٹیوب میں سیاہ رنگ کا مادہ بھرا ہوا تھا۔ ٹائیگر اس آلے کو اٹھائے واپس آیا۔ اس نے آلے کے ساتھ لگی ہوئی طویل تار کا سرا بجلی کے پلگ سے کنکٹ کیا اور پھر آلے کو کرسی کے قریب رکھ کر وہ سیدھا ہوا اور اس نے ایک ہاتھ سے انکل کارگن کا ناک اور دوسرے ہاتھ سے اس بند کر دیا اور پوری قوت سے اسے دبائے رکھا تاکہ انکل کارگن

نہ لے سکے اور وہ ہوش میں آجائے۔

چند لمحوں بعد ہی انکل کارگن کی بیہوشی ٹوٹ گئی اور اس کے جسم نے پھڑکنا شروع کر دیا۔ ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لئے اور بڑے مطمئن انداز میں ٹانگیں پھیلا کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور پھر انکل کارگن کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے پہلے تو چونک کر سیدھا ہونا چاہا۔ لیکن لوہے کے کڑوں کی مضبوط گرفت نے اسے ہلنے بھی نہ دیا تو وہ حیرت سے سامنے کھڑے ہوئے ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"کون ہو تم — اور میں کہاں ہوں" — ؟ انکل کارگن کے لہجے میں حیرت تو موجود تھی لیکن خوف کا عنصر موجود نہ تھا۔

"کارگن! — تم اس وقت ریڈ شارک کے اڈے میں ہو — ریڈ شارک کو جانتے ہو" — ٹائیگر نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ریڈ شارک — اچھی طرح جانتا ہوں — لیکن تم ریڈ شارک میں کبھی نظر نہیں آئے۔ اس کا انچارج تو مورگن ہے" — انکل کارگن نے جواب دیا۔

"مورگن ایک ہفتہ پہلے ختم ہو چکا ہے — اب ریڈ شارک کا انچارج میں ہوں بالمور — سمجھے" — ٹائیگر نے جواب دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ شارک نام کی ایک تنظیم منشیات کے چکر میں ملوث ہے اور اس کا انچارج مورگن ہے۔

"بالمور — اچھا ہو گا — لیکن مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ اور اس طرح مجھے باندھنا — اور سوالات کرتے — یہ سب کیا چکر ہے" — ؟ کارگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اب وہ نظریں

گھما کر تہہ خانے کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔

"کارگن! — مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایک غیر ملکی تنظیم سے کسی بڑے سودے کا معاہدہ کیا ہے — ریڈ شارک جن حالات سے گزر رہی ہے اس کے لئے ہمیں موٹی رقم کی ضرورت ہے — اس لئے میں تمہارے سامنے دو صورتیں رکھ دیتا ہوں — یا تو تم ریڈ شارک کو اس کام میں اپنے ساتھ شامل کر لو — آدھا معاوضہ ہمارا ہوگا۔ اس کے انچارج بے شک تم رہنا — ہم تمہاری ماتحتی میں کام کر لیں گے — یا دوسری صورت یہ ہے کہ تم اپنا حصہ لے کر ایک طرف ہو جاؤ اور کام ہم کریں گے اور معاوضہ بھی ہم وصول کریں گے" — ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"غیر ملکی تنظیم کا کام — ایسی کوئی بات نہیں — تمہیں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ میرا کسی غیر ملکی تنظیم سے کیا تعلق ہو سکتا ہے میں تو چھوٹے موٹے دھندے کرتا ہوں" — کارگن نے جواب دیا

"سنو کارگن! — ہماری اطلاع غلط نہیں ہو سکتی — ہم نے تمہاری گفتگو ٹیپ کی ہے — تم نے آج ہی اپنے دفتر میں بیٹھ کر کسی ٹائیگر سے گفتگو کی ہے اور اسے اپنی تنظیم میں شامل ہونے کے لئے کہا ہے — اس بات چیت میں تم نے غیر ملکی تنظیم کے بڑے کام — ایک کروڑ ڈالر کے معاوضے کا ذکر کیا ہے۔ اگر کہو تو میں وہ ٹیپ تمہیں سنوا سکتا ہوں" — ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ! — تو اس کا مطلب ہے کہ میرے کیمپ میں کوئی مخبر موجود ہے — بہرحال ٹھیک ہے میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن

SCANNED BY JAMSHED

تمہاری لائن کا نہیں ہے — اور نہ ہی تم اسے سرانجام دے سکتے ہو" — کارگن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فیصلہ ہم نے خود کرنا ہے — اگر کام ہمارے مطلب کا ہوا تو ہم ہاتھ ڈالیں گے ورنہ نہیں — یہ ہمارا وعدہ ہے" — ٹائیگر نے فوراً جواب دیا۔ اس کا مقصد تو صرف کام کی نوعیت معلوم کرنا تھا۔

"سوری! — میں اس سلسلے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا — یہ میرے اصول کے خلاف ہے" — کارگن نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"سنو کارگن! — ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے میں تمہارے ساتھ رعایت برت رہا ہوں — ورنہ بالعموم مجرموں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہے" ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے ضرور بدل سکتے ہیں — لیکن کارگن نہیں۔ سمجھے — اور دوسری بات یہ کہ جس تنظیم نے یہ کام میرے ذمے لگایا ہے۔ اس نے آخر کچھ سوچ کر ہی ایسا کیا ہوگا — وہ تمہارے ساتھ کنٹریکٹ کیسے کریں گے — یہ کوئی ٹھیکیداری جیسا کام تو نہیں کہ سڑک بنانی ہے۔ میں نے نہ بنائی۔ تم نے بنا دی" — کارگن نے زہریلے انداز میں کہا۔

"تم مجھے سبق نہ پڑھاؤ بڈھے طوطے! — تنظیم کو میں خود سنبھال لوں گا — میں آخری بار تمہیں آفر کرتا ہوں کہ مجھے اپنے ساتھ ملا لو۔ ورنہ تمہاری روح بھی تمہارے انجام پر صدیوں روتی رہے گی" — ٹائیگر کا لہجہ اور بھی زیادہ کرخت ہو گیا تھا۔

"تم گھٹیا قسم کے مجرم معلوم ہوتے ہو۔ جو اس طرح مجھے اغوا کر کے

اور یہاں باندھ کر دوستی اور تعاون کی بات کر رہے ہو ——— اگر تمہیں کچھ رقم چاہیئے تھی تو تم میرے دفتر میں آکر میرے سامنے گڑگڑاتے۔ میں تمہاری جھولی میں کچھ ڈال دیتا" ——— کارگن نے جواب دیا اور ٹائیگر کارگن کے حوصلے اور دلیری کا دل ہی دل میں قائل ہو گیا۔

"ٹھیک ہے پھر دیکھتو" ——— ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے جھک کر کرسی کے ساتھ پڑا ہوا آلہ اٹھایا اور اس کے سرے پر لگی ہوئی پتری کو کارگن کے بازو پر رکھ کر اس نے اُسے زور سے دبایا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ مشین میں سرسراہٹ کی تیز آواز گونجی اور کارگن کا چہرہ دوسرے لمحے سفید پڑنا شروع ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں سُرخی آنے لگ گئی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کئے ہوئے ہے۔ شیشے کی نلکی میں موجود سیاہ محلول کی سطح کم ہونی شروع ہو گئی تھی۔

جب محلول ایک خاص سطح پر پہنچا تو ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے آلہ ہٹا لیا۔ جس جگہ پتری موجود تھی وہاں کارگن کے بازو پر باریک باریک سوراخ بن گئے تھے۔

"بس ——— کر لیا تماشہ" ——— کارگن نے آلہ ہٹتے ہی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کارگن ——— یہ سیال تمہارے جسم میں انجکٹ ہو چکا ہے۔ اس کی خاصیت ہے کہ یہ جسم میں شدید گرمی پیدا کر ہے اور یہ حدت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جائے گی اور پھر تمہارا پورا جسم غضب آگ کی زد میں آجائے گا ——— ایسی آگ جو تمہاری رُوح تک

SCANNED BY JAMSHED

پھونک ڈالے گی ——— اور اس کا علاج صرف میرے پاس ہے ——— انٹی ڈوٹ انجکشن اور بس" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم کچھ کر لو ——— لیکن کارگن کی زبان نہیں کھل سکتی ——— اس بات کو لکھ لو" ——— کارگن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن ٹائیگر دیکھ رہا تھا کہ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ غیر ہوتی جا رہی تھی۔ یہ بھی کارگن کی ہمت تھی کہ وہ اب تک اسے برداشت کئے جا رہا تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ جب کارگن کا منہ خود بخود کھُلا اور اس کے حلق سے چیخ سی نکل گئی اور پھر اس کے جسم سے حدت باہر نکلنے لگی اور اس کا چہرہ بگڑنے لگا۔ ایک بار چیخنے کے بعد ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور کارگن کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا جسم لوہے کے کڑوں میں پھڑکنے لگ گیا۔

"پپ ——— پانی ——— پانی" ——— کارگن نے بُری طرح پھڑکتے اور چیختے ہوئے کہا۔

"پانی اس آگ کو نہیں بجھا سکتا کارگن ——— اب بھی وقت ہے کہ سب کچھ بتا دو ورنہ ———" ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں ——— میرا اصول" ——— کارگن نے سر کو کرسی کی پشت سے بُری طرح مارتے اور چیختے ہوئے کہا۔

اب تو ٹائیگر بھی گھبرا گیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اگر زیادہ سے زیادہ دو تین منٹ کے اندر کارگن کو انٹی ڈوٹ کا انجکشن نہ لگایا گیا تو پھر اُسے موت سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اور کارگن واقعی انتہائی سخت ثابت ہو رہا تھا۔

آہستہ آہستہ کارگن کی چیخوں اور گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا گیا اور اب وہ پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح پھڑکنے لگا تھا۔

"بتاؤ کارگن! ـــ جلدی بتاؤ ـــ ورنہ مر جاؤ گے ـــ اور پھر میں بھی تمہیں نہیں بچا سکوں گا" ـــ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ـ نہیں" ـــ کارگن نے موت کے منہ میں پہنچنے کے باوجود بھی نہیں ہی کہا تو ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی تمام کارروائی ضائع جا رہی تھی۔ اس نے تیزی سے آلے کو اٹھایا اور اس کی شیشے کی نلکی کو زور سے اندر کی طرف دبا دیا۔ اس نلکی کے اندر دبتے ہی ایک اور نلکی کھٹاک کی آواز سے باہر کو نکل آئی۔ اس میں ہلکے کریم رنگ کا محلول موجود تھا۔ اب کارگن پر موت کی غشی طاری ہونے لگ گئی تھی۔

"ٹاپ راک ـــ آئل فیلڈ ـ تباہی" ـــ کارگن نے غشی کے عالم میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اس کے بازو پر آلہ رکھ کر دوسرا محلول اس کے جسم میں انجکٹ کرتا۔ کارگن ایک بار زور سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کا سر ڈھلک گیا۔

ٹائیگر نے جلدی سے آلہ اس کے بازو پر رکھ کر بٹن دبا دیا لیکن سرر کی آواز کے باوجود محلول کی سطح کم نہ ہوئی تو اس نے آلہ ہٹا لیا اس کا صاف مطلب تھا کہ کارگن مر چکا ہے اور مردہ جسم محلول کو قبول نہ کر رہا تھا۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور آلے کو اس نے بجلی کے پلگ سے علیحدہ کر کے واپس الماری میں رکھے ہوئے تھیلے میں رکھا اور الماری بند کر کے واپس مڑا۔ اور پھر اس نے مردہ کارگن کے جسم کو لوہے کے

SCANNED BY JAMSHED

کڑوں سے آزاد کر دیا۔

کارگن کے جسم سے اب بھی اتنی حدت خارج ہو رہی تھی کہ ٹائیگر کی اسے ہاتھ لگانے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر وہ تہہ خانے کی عقبی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے سائیڈ کی دیوار کی جڑ میں بوٹ کی ٹو ایک مخصوص جگہ پر ماری تو عقبی دیوار میں ایک بڑا سا خانہ کھلتا چلا گیا۔ اس خانے میں ایک بڑی سی برقی بھٹی نظر آ رہی تھی۔ ٹائیگر نے اس کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن آن کیا تو بھٹی میں تیزی سے سرخی آنے لگ گئی۔

جب بھٹی پوری طرح سرخ ہو گئی تو ٹائیگر مڑا اور پھر اس نے کرسی پر پڑے ہوئے کارگن کے جسم کو اس کے بالوں سے پکڑ کر بھٹی کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ ابھی تک کارگن کا جسم آنچ دے رہا تھا۔ بالوں سے گھسیٹ کر وہ اس کے مردہ جسم کو بھٹی کے قریب لایا اور پھر وہ اسے اندر پھینکنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے ایک خیال آ گیا۔ اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ کارگن کی جیبوں میں عام سا سامان موجود تھا۔ ایسا سامان جو تقریباً ہر آدمی کی جیب میں ہوتا ہے۔ لیکن پھر ٹائیگر کی نظریں ایک کاغذ پر جم گئیں۔ کاغذ پر الٹی سیدھی لکیریں ماری گئی تھیں درمیان میں ایک بڑا سا دائرہ تھا۔ اور چند ہندسے لکھے ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے کارگن نے بے خیالی میں اس پر لکیریں ڈال دی ہوں۔ ٹائیگر چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے اپنی جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے انکل کارگن کے مردہ جسم کو اٹھا کر بھٹی میں پھینک دیا۔ بھٹی میں سرخ جھماکا سا ہوا اور پھر انکل کارگن کا

جسم راکھ میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ کارگن کی جیبوں سے نکلنے والا باقی سامان بھی اس نے بھٹی میں ڈال دیا۔ کیونکہ وہ اس کے لئے فضول تھا۔ جب بھٹی کی تہہ میں سوائے راکھ کے کچھ باقی نہ رہا تو ٹائیگر نے بھٹی کا بٹن آف کر دیا اور دیوار برابر کر کے بھٹی کو چھپا دیا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار موجود تھے کیونکہ کارگن غشی کے عالم میں کچھ اشارے دے گیا تھا۔ "ٹاپ راک ــ آئل فیلڈ ــ اور تباہی" ـــ یہ تین الفاظ ایسے تھے جو کسی خاص جرم کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ آئل فیلڈ اور تباہی کے الفاظ تو واضح تھے لیکن ٹاپ راک کیا تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شائد ٹاپ راک سے مطلب کوئی پہاڑ ہے یا کوئی اونچی جگہ ـــ بہرحال اب اس نے عمران کو ڈھونڈنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ اُسے تفصیل بتائی جا سکے۔ اُسے یقین تھا کہ عمران اس کاغذ اور اس ٹاپ راک کے معمہ کو منٹوں میں حل کر لیگا۔ یہی سوچتا ہوا وہ تہہ خانے سے باہر نکلا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار کوٹھی سے نکل کر اپنی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

SCANNED BY JAMSHED

عمران کا شعور بیدار ہوا تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے کے وسط میں ایک ستون سے بندھا ہوا پایا۔ وہ ایگل ہلز کی کوٹھی نمبر پچیس کی عقبی دیوار کود کر عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک اس پر مضبوط جال پھینکا گیا اور پھر بہت سے افراد نے اُسے یکلخت چھاپ لیا۔ اس کے بعد اس کے سر پر ضرب لگائی گئی۔ یہ ضرب اتنی سخت تھی کہ عمران کے ہوش جاتے رہے اور اب اُسے ہوش آیا تو وہ ستون سے بندھا ہوا تھا۔

کوٹھی میں داخل ہونے سے قبل عمران نے احتیاطاً ریڈی میڈ میک اپ کر لیا تھا۔ داڑھی اور بڑی بڑی مونچھیں لگالی تھیں لیکن اب اس کا یہ میک اپ غائب ہو چکا تھا۔ کمرے میں اس کے سامنے چار مسلح افراد کھڑے تھے۔ ان میں سے تین غیر ملکی تھے جب کہ ایک مقامی تھا مقامی آدمی کی شکل عمران کو قدرے مانوس نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس

کے ذہن میں نہ آ رہا تھا کہ اسے کہاں دیکھا ہے۔

"تمہیں ہوش آ گیا مسٹر" ـــــ اچانک سب سے آگے کھڑے ہوئے غیر ملکی نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہوش ہی نہیں ـــ حواس بھی واپس آ گئے ہیں ـــ میں نے انہیں کرائے پر دے رکھا تھا۔ اگر تمہیں چاہئیں تو تم بھی لے سکتے ہو" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ـــ اب تم پاگلوں جیسی باتیں کر کے مجھے بہلا نہیں سکتے" ـــــ غیر ملکی نے آگے بڑھ کر لہجے کو مزید کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"پاگلوں جیسی باتیں تو پاگلوں کو ہی بہلا سکتی ہیں ـــ جیسے گونگوں کے اشارے گونگوں کو ہی سمجھ آتے ہیں ـــ اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے آپ کو پاگل سمجھتے ہو ـــ ویری گڈ! اس قدر حقیقت پسندی کا مظاہرہ تو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا" ـــــ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل پڑی۔

"تم یہاں کیوں داخل ہوئے تھے" ـــــ؟ غیر ملکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے بڑی مشکل سے غصے کو کنٹرول کر رہا ہو۔

"میں خود تو یہاں نہیں آیا ـــ مجھے تو تم خود لے آئے ہو ـــ اور اب پوچھ بھی مجھ سے رہے ہو ـــ واقعی تمہارا اپنے متعلق خیال درست ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ہم لے آئے ہیں وہ کیسے ـــــ؟ تم نے خود ہی دیوار پھاندی تھی" ـــــ غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیوار تو میں نے پھاندی تھی ـــ لیکن تم تو یہاں آنے کے متعلق پوچھ رہے تھے ـــ یہاں تو میں نہیں آیا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"تم نے دیوار کیوں پھاندی تھی" ـــــ؟ غیر ملکی نے پوچھا۔

"میں دراصل اولمپک گیمز میں حصہ لینے والا ہوں ہائی جمپ میں۔ یہ دیوار مجھے ورلڈ ریکارڈ کے مطابق اونچی نظر آئی تو میں رہ نہ سکا اور اسے پھاند بیٹھا ـــ بس اتنا میرا قصور ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو! ـــ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے متعلق سچ سچ بتا دو۔ ورنہ یہاں آنے کے بعد سچ تمہارے منہ سے خود بخود نکلنا شروع ہو جائے گا" ـــــ غیر ملکی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کتنا انعام ملے گا سچ بولنے کا" ـــــ؟ عمران نے اس بار سنجیدگی سے پوچھا۔

"انعام بھی دیں گے تمہیں ـــ تم سچ تو بولو" ـــــ غیر ملکی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنو! ـــ میرا نام عبدالمجید کاشانی عرف زیب رحمانی عرف سلطنت عثمانی عرف تمہاری مہربانی عرف مست جوانی عرف ـــ" عمران نے اپنا تعارف شروع کیا۔

"شٹ اپ! ـــ تم ہمیں بیوقوف بنا رہے ہو" ـــــ غیر ملکی

نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"باس! ـــ آپ کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں ـــ گولی مار کر لاش گٹر میں پھنکوا دیں ـــ ایسے لوگوں کا یہی علاج ہوتا ہے" ـــ اچانک ایک اور غیر ملکی بولا۔

"واہ! ـــ اسے کہتے ہیں نیم حکیم خطرۂ جان ـــ تم نے یہی علاج سن رکھا ہے اپنے استاد سے ـــ ارے مسٹر! گولی مارنے کے بعد لاش کو گٹر میں نہیں پھینکا جاتا ـــ پانی کی وجہ سے لاش پھول جاتی ہے اس میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے ـــ لمبے لمبے کیڑے پڑ جاتے ہیں ـــ پھر یہ تعفن زدہ پانی کھیتوں میں جذب ہوتا ہے تو فصلوں میں بیماریاں پھیل جاتی ہیں" ـــ عمران نے کہنا شروع کر دیا

"ٹھیک ہے۔ گولی مار دو ـــ یہ واقعی پاگل ہے" ـــ غیر ملکی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور پھر قریب کھڑے ہوئے افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی سٹین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اور غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"چیف باس کا فون ہے ـــ وہ آپ کو فوری کال کر رہے ہیں"۔ آنے والے نے سوال کرنے والے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ـــ تم نے انہیں اس آدمی کے متعلق بتا دیا ہوگا" ـــ غیر ملکی نے غراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــ میں نے انہیں بتا دیا ہے باس" ـــ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں بات کر لیتا ہوں ـــ اس کا خیال رکھنا۔ میں

SCANNED BY JAMSHED

ابھی آ رہا ہوں" ـــ غیر ملکی نے سٹین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسے بلانے کے لئے آنے والا بھی اس کے پیچھے ہی چلا گیا۔ اور اب کمرے میں تین افراد باقی رہ گئے تھے۔

"آپ لوگ کھڑے کھڑے تھک گئے ہوں گے ـــ تشریف رکھئے اطمینان سے تشریف رکھئے ـــ میں تو بندھا ہوا ہوں۔ بھاگ تو سکتا نہیں" ـــ عمران نے باس کے جاتے ہی بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ـــ زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں"۔ گولی مارنے کا مشورہ دینے والے غیر ملکی نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ لیکن عمران کی بات کا یہ اثر ضرور ہوا کہ چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے وہ تینوں لاشعوری طور پر ڈھیلے ہو گئے۔

"یہ تمہارا باس کیا واقعی پاگل ہے ـــ؟ شکل سے تو پاگل نہیں لگتا ـــ کب ہوا ہے پاگل" ـــ؟ عمران نے بڑے ہمدردانہ انداز میں پوچھا۔

"تم چپ نہیں رہو گے احمق آدمی! ـــ تمہاری زبان کو بواسیر ہے" ـــ اس غیر ملکی نے جھلاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"جو چپ رہے گی زبانِ خنجر۔ تو لہو پکارے گا آستین کا۔ اور آستین میں تو سانپ ہوتے ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم جیسے سانپوں کا سر ہی کچل دیا جائے تاکہ آستین کا لہو پکارنے کی بجائے سرگوشیاں شروع کر دے" ـــ عمران کی زبان مسلسل چل رہی تھی۔

"تم کیوں چپ نہیں ہو گے نانسنس" ـــ غیر ملکی کی قوت

SCANNED BY JAMSHED

برداشت جواب دے گئی تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے قریب آکر عمران کے چہرے پر تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اچانک وہ چیخ مار کر ہوا میں اڑتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں سے آٹکرایا۔ اور اس کی سٹین گن عمران کے ہاتھوں میں نظر آرہی تھی۔

وہ تینوں ابھی اٹھنے کی کوشش ہی کر رہے تھے کہ عمران اچھل کر ان کے قریب پہنچا اور اس کی سٹین گن بجلی کی سی تیزی سے لٹھ کی طرح استعمال ہونی شروع ہو گئی اور ان تینوں کے لئے ایک ایک ضرب ہی کافی ثابت ہوئی۔ عمران نے بڑی پھرتی سے باقی دو کی سٹین گنیں اٹھا کر کمرے کے ایک کونے میں رکھیں اور پھر ان تینوں کو گھسیٹ کر دروازے سے ایک طرف کر دیا اور خود سٹین گن لئے دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ ستون کے ساتھ بندھی ہوئی رسی اب کٹ کر نیچے فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ غیر ملکیوں کو شاید اس کے ناخنوں میں فٹ بلیڈوں کا پتہ ہی نہ تھا۔ ورنہ ظاہر ہے وہ اسے اس طرح رسی سے کبھی نہ باندھتے۔

دوسرے لمحے راہداری میں تیز تیز قدموں کی آواز گونجی۔ اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہی غیر ملکی جو چیف باس کا پیغام سننے گیا تھا۔ اچھل کر اندر داخل ہوا۔

"ارے ـــــ" غیر ملکی کے منہ سے ابھی صرف یہی لفظ نکلا تھا کہ عمران نے اس کی پشت سے سٹین گن کی نال لگا دی۔

"خبردار ـــــ ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ بھون ڈالوں گا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی توقع کے خلاف غیر ملکی بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کو نہ صرف ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا بلکہ اس نے اچھل کر عمران کی ناک پر ٹکر مارنے کی بھی کوشش کی۔ لیکن اسی لمحے عمران کی لات پوری قوت سے اس کی ناف کے نیچے پڑی اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا پڑا پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے غیر ملکی کے پیٹ پر پڑے اور اس کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور وہ بے آب مچھلی کی طرح فرش پر تڑپنے لگا۔

اسی لمحے عمران کو باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ شاید غیر ملکی کی چیخ باہر سنائی دے گئی تھی۔ عمران دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔ اور اسی لمحے اس کی پشت پر ایک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بازو میں دہکتی ہوئی سلاخ اترتی چلی گئی ہو۔ اس کے ہاتھ سے سٹین گن نکل کر دور جا گری۔ عمران تیزی سے پلٹا اور اس کے اس پلٹنے نے اس کی جان بچا دی۔ اور دوسرے دھماکے کے بعد گولی اس کی گردن کے قریب سے نکلتی ہوئی سیدھی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کے عقب سے چیخ بلند ہوئی اور کوئی آدمی ایک دھماکے سے نیچے گرا۔

عمران نے پلٹتے ہی چھلانگ لگائی اور اس بار وہ فرش سے آدھے اٹھے ہوئے غیر ملکی کے اوپر جا گرا۔ جو تیسری بار ٹریگر دبانے ہی والا تھا۔ اس نے عمران کے پلٹتے ہی ریوالور نکال کر اس پر فائر کر دیا تھا۔ عمران

نے اس پر گرتے ہی تیزی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے غیر ملکی کے بازوؤں میں جکڑا ہوا اس کے اوپر آ گیا اور اسی لمحے غیر ملکی کو زوردار جھٹکا لگا۔ اس بار دروازے سے چلنے والی گولی غیر ملکی کے سینے پر پڑی تھی۔ عمران اگر اُسے اپنے اوپر نہ لیتا تو یقیناً یہ گولی اس کی پشت میں گھس جاتی۔ جھٹکے کے ساتھ ہی غیر ملکی کے حلق سے ہلکی چیخ نکلی۔ اور اسی لمحے عمران نے پوری قوت سے اُسے اچھال دیا اور غیر ملکی کسی گیند کی طرح دروازے میں نمودار ہونے والے ایک غیر ملکی سے جا ٹکرایا جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر دروازے کے باہر جا گرے تو عمران جیسے اڑتا ہوا دروازے کے قریب جا پہنچا وہ لمحے بھر کے لئے جھکا۔ پھر اس کے ہاتھوں میں سٹین گن آ گئی۔ دوسرے کمرے سے باہر گر کر اٹھنے والا ریوالور بردار گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی گونج میں لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا۔ جس غیر ملکی نے عمران پر فائر کیا تھا وہ باہر فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ سینے میں لگنے والی گولی نے اس کا کام تمام کر دیا تھا۔

عمران گولیاں برساتا ہوا تیزی سے باہر کی طرف لپکا لیکن راہداری سنسان پڑی ہوئی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا راہداری کے سرے پر پہنچا اور لمحے اُسے ایک سایہ سا ایک طرف چھپتا نظر آیا۔ عمران نے چھلانگ لگائی اور راہداری کے باہر بنے ہوئے ستون کی آڑ میں ہو گیا اور گولیاں ستون سے ٹکرائیں مگر عمران محفوظ رہا۔ اس بار وہ چھپنے والا عمران کی گولیوں سے نہ بچ سکا کیونکہ اب وہ بالکل سامنے تھا۔ عمران نے ستون کی آڑ میں ہوتے ہی اس پر گولیوں کی بارش کر دی تھی۔

SCANNED BY JAMSHED

پھر برآمدے میں سے سیڑھیاں اوپر جاتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ عمران تیزی سے ان سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اوپر چھت پر پہنچ گیا۔ اب اُسے نیچے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ عمران کے بازو سے مسلسل خون بہہ رہا تھا وہ بڑی پھرتی سے آگے بڑھا اور پھر چھت کے عقب میں موجود ایک موٹے سے پائپ کے ذریعے کھسکتا ہوا نیچے اترا اور دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف گیا۔ دیوار کے قریب پہنچتے ہی اس نے ایک زوردار چھلانگ لگائی۔ دوسرے لمحے وہ دیوار کے کنارے پر موجود تھا۔ اسی لمحے اُسے چھت پر ایک آدمی کا سر ابھرتا ہوا نظر آیا۔ چونکہ چھت سے اُسے آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا تھا اس لئے وہ پھرتی سے دوسری طرف گلی میں کود گیا۔ اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ بھاگتا ہوا وہ ایک سائیڈ گلی میں گھسا۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن وہ دیوار پھلانگنے سے پہلے ہی پھینک چکا تھا۔ اس لئے اب اس نے ایک ہاتھ سے اس زخم کو دبایا ہوا تھا جو گولی لگنے سے بنا ہوا تھا۔ اور سائیڈ گلی میں دوڑنے کے بعد وہ ایک اور گلی میں سے ہوتا ہوا سڑک پر پہنچ گیا۔ چونکہ دوپہر کا وقت تھا اس لئے گلیاں سنسان پڑی ہوئی تھیں ورنہ اس طرح زخمی حالت میں اُسے دوڑتے دیکھ کر لوگ ضرور چونکتے۔ سڑک پر ایک درخت کے سائے میں اس کی کار موجود تھی۔

کار میں پہنچتے ہی عمران نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور کار کے شیشوں پر مرکری شیٹس چڑھ گئیں۔ اب باہر سے اُسے دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے فرنٹ سیٹ کے نیچے

بنا ہوا خانہ کھولا اور اس میں سے فسٹ ایڈ کا سامان نکال کر سب سے پہلے اپنے بازو کے زخم کو چیک کیا۔ ہڈی کو جب اس نے ٹٹول کر دیکھا تو ہڈی سلامت تھی۔ گولی نے صرف گوشت کو پھاڑا تھا عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے بازو پر پٹی باندھی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو عمران کالنگ ایکسٹو۔ اوور" ____ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ____ ایکسٹو سپیکنگ۔ اوور" ____ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ایگل ہلز ____ کوٹھی نمبر پچیس پر فوری ریڈ کرو ____ میں بھی وہیں موجود ہوں ____ جلدی کرو۔ مجرم وہاں سے نکل نہ جائیں۔ فل فورس بھجوا دو۔ اوور" ____ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور" ____ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بٹن آف کر دیا۔ اب اس کی نظریں کوٹھی کے مین گیٹ پر جمی ہوئی تھیں لیکن پھاٹک بدستور بند تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد ٹیم کی کاریں وہاں پہنچ گئیں اور عمران اپنی کار سے باہر نکل آیا۔

"آپ زخمی ہیں" ____ صفدر نے عمران کے بازو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب زمانہ جدید ہو گیا ہے صفدر! ____ پہلے دل پر زخم آیا کرتے تھے اور اب بازو پر آ جاتے ہیں" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے

SCANNED BY JAMSHED

وہ قریب کھڑی جولیا نے منہ بنا لیا۔

عمران نے فورس کو چاروں طرف سے پھیل کر کوٹھی میں داخل ہونے کی ہدایات دیں اور خود پھاٹک کی طرف چل پڑا۔ پھاٹک بدستور بند تھا۔ تنویر، عمران کے اشارے پر پھاٹک پر چڑھا اور پھر اندر کود گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلتے ہی وہ اندر داخل ہوئے۔ اسی طرح عقبی سمت سے بھی ممبرز اندر داخل ہوئے۔ لیکن یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ لاشیں تک غائب تھیں۔ پوری کوٹھی بھائیں بھائیں کر رہی تھیں۔

"یہ تو پنچھی اُڑ گئے" ____ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں! ____ بظاہر تو اُڑ ہی گئے ہیں ____ میرا خیال ہے کہ یہ سب کسی خفیہ راستے سے نکلے ہیں۔ ورنہ سامان تو عقبی سمت سے نہ لے جا سکتے تھے" ____ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خفیہ راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ سرنگ نما راستہ کافی دور کھیتوں میں نکلتا تھا۔ جہاں سے دوسری سڑک نزدیک تھی۔

خورشید ڈیوٹی آف کر کے جیسے ہی اپنی رہائش گاہ پر پہنچا اُسے اپنی کار پورچ میں کھڑی نظر آگئی۔ خورشید سمجھ گیا کہ جمشید آغا ٹرلیسی کو چھوڑ کر واپس آگیا ہوگا۔

وہ جیسے ہی ڈرائینگ رُوم میں داخل ہوا، اس نے جمشید آغا کو سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔

"یار بڑے بد ذوق ہو ــــ اتنی جلدی چھوڑ کر آگئے"ــــ خورشید نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"خورشید! ــــ نوکروں کو رہائش گاہ سے باہر بھیج کر واپس آؤ کوئی مداخلت نہ ہو" ــــ اچانک جمشید نے سخت لہجے میں کہا اور خورشید کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کلک کی آواز گونجی ہو۔

"یس سر"ــــ خورشید نے بڑے میکانکی انداز میں جواب د

SCANNED BY JAMSHED

اُلٹے پاؤں مڑ کر باہر نکلتا چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ سرد اور غیر جذباتی۔ جیسے وہ انسان کی بجائے لوہے کی بنی ہوئی مشین ہو۔

"سنو خورشید! ــــ مجھے آئل فیلڈ اور ریفائنری کا تفصیلی نقشہ چاہیے اور سیکورٹی انتظامات کی تفصیل ــــ کیا تم یہ مہیا کر سکتے ہو"ــــ جمشید نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مل جائے گا باس ــــ میں کل دفتر سے نکال کر پہنچا دوں گا" خورشید نے اسی طرح میکانکی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں کا ٹرانسپورٹ انچارج کون ہے"ــــ؟ جمشید نے پوچھا۔

"رابرٹ گاور چیف ٹرانسپورٹ آفیسر جناب"ــــ خورشید نے جواب دیا۔ لہجہ اسی طرح سپاٹ تھا۔

"کیا وہ تمہارے کہنے پر کہیں آجائے گا"ــــ؟ جمشید نے پوچھا۔

"نو سر! ــــ میرے اس سے تعلقات نہیں ہیں جناب"ــــ خورشید نے جواب دیا۔

"پھر مجھے بتاؤ کہ میں ایک ٹرک سامان اور بیس کے قریب افراد کو کس طرح فیلڈ کے اندر منگا سکتا ہوں"ــــ جمشید نے کہا۔

"سر! ــــ بظاہر تو اس کی کوئی صورت نہیں ــــ یہاں انتہائی سخت چیکنگ ہوتی ہے سر"ــــ خورشید نے جواب دیا۔

"کوئی ترکیب نکالو"ــــ جمشید نے زور دے کر کہا۔

"سر! ــــ ایک ترکیب ہو سکتی ہے ــــ دو روز بعد فیلڈ میں ایک قومی تقریب منائی جانے والی ہے۔ اس کے لئے باہر سے آدمی سامان

وغیرہ لیکر آئیں گے ـــــ اگر اس ٹھیکیدار سے بات کر لی جائے جو یہ سامان لے آتا ہے تو آدمی بھی اور سامان بھی لایا جا سکتا ہے" ـــــ خورشید نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اس سامان کی چیکنگ نہیں ہوتی" ـــــ ؟ جمشید نے پوچھا۔

"چیکنگ تو ہوتی ہے سر ـــ لیکن سرسری سی ـ کیونکہ وہ ٹھیکیدار گزشتہ دو سالوں سے سامان اور آدمی بھیج رہا ہے اور آج تک کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی" ـــــ خورشید نے جواب دیا۔

"کس قسم کا سامان آتا ہے" ـــــ ؟ جمشید نے پوچھا۔

"سر! ـ کراکری ـ شامیانے ـ قناتیں ـ دریاں ـ قالین ـ صوفے اور اس قسم کا بے شمار دوسرا سامان اور پھر انہیں نصب کرنے اور سیٹ کرنے کے لئے مزدور" ـــــ خورشید نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ ـــ کون ہے وہ ٹھیکیدار" ـــــ ؟ جمشید نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"فرحت اینڈ کو ـــ مال روڈ" ـــــ خورشید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اس کا انتظام اور سپرویژن کس کے ذمہ ہوتی ہے" ـــ ؟ جمشید نے پوچھا۔

"میرے سیکشن کے ذمے جناب" ـــــ خورشید نے جواب دیا۔

"گڈ ـــ اس کا مطلب ہے کہ کام بن سکتا ہے" ـــ جمشید نے جواب دیا۔

SCANNED BY JAMSHED

نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں باس ! ـــ ہمیں علیحدہ علیحدہ کام کرنے کی بجائے اکٹھا کام چاہیئے ـــ اور ہمارا ایکشن انتہائی تیز ہو ـــ تیز اور کارگر ـــ اور اس دوران مجھے یقین ہے کہ عمران سے بھی کہیں نہ کہیں ضرور ٹکراؤ ہو جائے گا ـــ اور پھر اس کا خاتمہ بھی یقینی ہوگا" ـــــ ذیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ پھر طے ہو گیا ـــ تو آج کے ٹارگٹ کے لئے منصوبہ بندی کر لی جائے ـــ اس کے بعد میں فرینک کو اس مقامی کے خاتمے ـــ اور تم انکل کارگن کے خاتمے کا بندوبست کرو ـ تاکہ ہم ہر طرف سے محفوظ ہو جائیں" ـــــ باس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے بعد وہ تینوں مل کر آج کے ٹارگٹ کے انتخاب اور اس کی تفصیلی منصوبہ بندی طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

زندگی گذارنی ہے۔ عیش سے گزار لینے دو۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا" ——— خورشید نے اُٹھ کر بڑے بے تکلفانہ انداز میں جمشید کے کاندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب تم ایسا کرو کہ مجھے میری رہائش گاہ تک چھوڑ آؤ ——— میں بہت تھک گیا ہوں" ——— جمشید نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا

"چھوڑ آؤں ——— کیا مطلب ———؟ کمال ہے بھئی۔ یہ ساتھ ہی تمہاری رہائش گاہ ہے ——— تو تم یہاں اس لئے میرا انتظار کر رہے تھے ——— کیا ہوا تمہیں ———؟ کیا ٹریسی کی جدائی کا اتنا اثر پڑ گیا ہے" خورشید نے حیرت سے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔ اور جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا۔ اس کے ذہن میں کلک سی ہوئی۔

"مجھے میری رہائش گاہ پر چھوڑ آؤ" ——— جمشید کا لہجہ تحکمانہ ہو گیا۔

"یس سر آیئے" ——— خورشید نے اسی طرح میکانکی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جمشید مسکراتا ہوا اس کے پیچھے تھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"یس ——— اسٹاک ایکس چینج" ——— باس نے رسیور اٹھاتے ہی تیز لہجے میں اپنا کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— میں فرینک بول رہا ہوں ——— غضب ہو گیا باس! مائیکل ہلاک ہو گئے ہیں ——— تین مزید افراد قتل ہو گئے ہیں ——— تین بیہوش پڑے ہیں اور کوٹھی میں داخل ہونے والا نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے" ——— دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ غضب ہو گیا ——— اب کتنے آدمی زندہ ہیں ——— جلدی بولو"؟ باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"تین ہم ہیں ——— اور تین بیہوش پڑے ہیں باس ——— باقی ختم ہو چکے ہیں" ——— فرینک نے جواب دیا۔

"سنو! ——— جس قدر جلدی ممکن ہو سکے بیہوش۔ زندہ۔ مُردہ۔ سامان سب کچھ خفیہ راستے سے باہر نکال لے جاؤ ——— کوٹھی پر فوری

ریڈ ہوگا ـــــ فوراً نکلو ـــــ کوئی چیز باقی نہ رہ جائے جس سے شناخت ہوسکے۔ جلدی کرو" ـــــ باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس ـــ بہتر سر" ـــــ دوسری طرف سے اُسی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"سنو! ـــ سب کچھ لے کر پوائنٹ نمبر بارہ پر پہنچ جاؤ۔ جلدی کرو۔ ایک لمحہ بھی ضائع مت کرو۔ جلدی" ـــــ باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا باس" ـــــ؟ نوبل نے پریشان لہجے میں کہا۔ مگر باس نے اس کی بات سننے بغیر جلدی سے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی ناب گھمانی شروع کر دی اور پھر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ٹاپ راک کالنگ رچرڈ۔ اوور" ـــــ باس بار بار یہی جملہ دوہراتے چلا جا رہا تھا۔

"یس رچرڈ سپیکنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔

"رچرڈ! ـــ تم کہاں ہو۔ اوور" ـــــ؟ باس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں پوائنٹ تھری پر موجود ہوں جناب۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"سنو! ـــ مائیکل پوائنٹ ختم ہوگیا ہے ـــ مائیکل ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں نے اُس پوائنٹ کو خالی کر دیا ہے ـــ اب تم نے وہاں نہیں جانا اور پوائنٹ تھری پر ہی رہو ـــ میں بعد میں تفصیلی

SCANNED BY JAMSHED

ہدایات دُونگا۔ اوور" ـــــ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ باس! ـــ یہ کیا کہہ رہے ہیں ـــ مائیکل ہلاک ہوگیا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اوور" ـــــ رچرڈ کی حیرت سے پُر آواز سنائی دی۔

"ہاں! ـــ اس پوائنٹ پر ریڈ ہوا ہے ـــ تفصیلات بعد میں بتاؤں گا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ باس نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"مائیکل ہلاک ہوگیا ـــ حیرت ہے۔ ایک آدمی نے مائیکل کو بھی ہلاک کر دیا اور اس کے باوجود وہ اڈے سے زندہ نکل گیا ـــ؟ آخر یہ اتنے سارے آدمی وہاں کیا کر رہے تھے" ـــــ؟ نوبل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ یقیناً عمران تھا ـــ وہ ہے ہی ایسا آدمی۔ اس سے کچھ بعید نہیں ـــ جہاں ناممکن کا لفظ آجاتا ہے وہاں سے اس کی کھوپڑی ایسے گُل کھلاتی ہے ـــــ۔ بہرحال اب ہمیں فوری طور پر اپنی پلاننگ بدلنا ہوگی ـــ کوئی نیا منصوبہ بنانا ہوگا" ـــــ باس نے اپنے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنی تمام صلاحیتیں عمران کے خاتمے پر لگا دینی چاہئیں ـــ ایسے خطرناک آدمی کا زندہ رہنا ہمارے لئے اچھا نہیں ہے" ـــــ نوبل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب میں بھی اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ براہ راست بڑا اور پے در پے حملے ـــ سب کچھ تباہ کر دو ـــ ہر چیز کو پھونک

SCANNED BY JAMSHED

ڈالو ___ اب یہی ایک صورت رہ گئی ہے" ___ باس نے میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب عمران کہاں ملے گا ___ اس کا کوئی ٹھکانہ" ___ نوبل نے جوشیلے انداز میں پوچھا۔

"اب تو اُسے تلاش کرنا پڑے گا ___ اس کا ایک ہی حل ہے، شہر میں مسلسل اور پے در پے ہلاکت خیز کارروائیاں کی جائیں تب ہی عمران باہر آئے گا" ___ باس نے کہا۔

"لیکن باس! ___ اس طرح تو ہمارے آدمی بھی تو اس کے ہتھے چڑھ سکتے ہیں" ___ نوبل نے کہا۔

"اس کا یہی طریقہ ہے کہ ایک گروپ کام کرے ___ دوسرا گروپ کام کی نگرانی کرے ___ اس طرح عمران کو تلاش کیا جا سکتا ہے" ___ باس نے جواب دیا۔

"باس! ___ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم سب ہنگامی میٹنگ کریں اور پھر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کر کے کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار کریں۔ نوبل نے اس طرح جذباتی انداز میں کام کرنے سے کہیں ہم مزید نقصانات نہ اٹھانے پر مجبور ہو جائیں" ___ نوبل نے ڈرے ڈرے لہجے میں،

"ہونہہ! ___ واقعی میں بہت زیادہ جذباتی ہو رہا ہوں ___ مجھے ایسا نہیں ہونا چاہیئے" ___ باس چند لمحے آنکھیں نکالے نوبل کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"باس! ___ آپ پریشان نہ ہوں ___ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" نوبل نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو نوبل! ___ اب صورت حال واقعی بدل گئی ہے اور ہمیں بھی وقت کے ساتھ ساتھ اپنی پلاننگ بدلنی ہو گی ___ موشے آئل فیلڈ پر کام کر رہا ہے اور اس کا کام پروگرام کے مطابق بڑی کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس لئے اُسے چھیڑنے یا اس کے کام میں مداخلت کی ضرورت نہیں ہے ___ اب موجودہ صورت حال کے تحت رچرڈ تمہیں اور مجھے مل کر اور اپنی طاقت یکجا کر کے سیکرٹ سروس کو الجھانا بھی ہے اور عمران کا خاتمہ بھی کرنا ہے" ___ باس کے لہجے میں اب ٹھہراؤ آ گیا تھا۔ اب وہ شاید اپنے آپ پر مکمل طور پر قابو پا لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"بالکل درست ہے جناب! ___ تو پھر رچرڈ کو یہیں بلوا لیجئے۔ ہم ابھی میٹنگ کر لیتے ہیں" ___ نوبل نے جواب دیا اور باس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر رچرڈ کو کال کرنا شروع کر دیا۔

رابطہ قائم ہوتے ہی رچرڈ کو فوری طور پر ہیڈ کوارٹر آنے کا حکم دے کر باس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد رچرڈ میٹنگ ہال میں داخل ہوا اور باس کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"رچرڈ! ___ مائیکل ہلاک ہو چکا ہے ___ اس کا پوائنٹ ختم ہو چکا ہے۔ تمہارے تین ساتھی ختم ہو چکے ہیں ___ مائیکل کا بھی ایک آدمی ختم ہو گیا ہے۔ اب اس کے گروپ کے تین افراد باقی بچے ہیں ان تین افراد کو تم اپنی ماتحتی میں لے لو۔ اس طرح تمہارا گروپ مکمل ہو جائے گا ___ نوبل کا پورا گروپ موجود ہے جبکہ میرا ایک آدمی

رہ گیا ہے ــــ اس طرح ہم تینوں کے پاس ہمارے علاوہ نو افراد موجود ہیں ــــ مائیکل نے مقامی غنڈے فرینکی کا تعاون حاصل کر کے وزیر داخلہ کو قتل کرا دیا تھا۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ فرینکی کی وجہ سے ہی مائیکل کی کوٹھی پر ریڈ ہوا۔ اور وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ اس لئے ہمیں سوائے اشد ضرورت کے مقامی لوگوں کا تعاون حاصل نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ سیکرٹ سروس یہاں کے مقامی غنڈوں کو جس طرح پہچانتی ہے ــــ اور کسی ایک کی شناخت ہو جانے پر ہمارا پوائنٹ سامنے آسکتا ہے" ــــ باس نے کہا۔

" باس! ــــ مائیکل نے اور بھی مقامی افراد کو کنکٹ کیا ہوا ہے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے اس کے پوائنٹ پر ایک مقامی آدمی موجود ہے" ــــ رچرڈ نے کہا۔

" میں فرینک کو ہدایت دے دوں گا کہ وہ اُسے فوری طور پر قتل کر دے ــــ تاکہ وہ ہمارے آئندہ کے لئے خطرہ نہ بن سکے" ــــ باس نے کہا۔

" باس! ــــ یہاں ایک مجرم تنظیم ہے وائٹ پرل ــــ بڑی شہرت یافتہ تنظیم ہے۔ اس کا باس ایک آدمی انکل کارگن ہے انتہائی ہوشیار ــــ منظم ــــ اور منصوبہ بندی کا ماہر ــــ میں نے اس سے رابطہ قائم کیا ہے اور آئل فیلڈ میں بموں کی تنصیب کے لئے میں نے اس سے دس آدمی مانگے ہیں ــــ کیونکہ یہاں تمام مزدور مقامی افراد ہیں اس لئے مقامی افراد ہی یہاں کام کر سکتے ہیں ــــ اس کے بارے میں کیا خیال ہے" ــــ نوبل نے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

" میرا خیال ہے کہ تم اس سے کنٹریکٹ ختم کر دو ــــ بلکہ انکل کارگن ہی ختم کر دو ــــ تاکہ وہ ہمارے بارے میں معلومات کو آگے نہ بڑھا سکے ــــ ہمارے نو افراد ہی یہاں کے مقامی مزدوروں کا میک اپ کر کے یہ کام کر سکتے ہیں ــــ ایسا نہ ہو کہ ایک کی غفلت سے ہمارا اصل منصوبہ ہی سبوتاژ ہو جائے" ــــ باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" میرا بھی یہی خیال ہے باس! ــــ ہمیں مقامی افراد کو ٹچ ہی نہیں کرنا چاہیئے ــــ اس طرح ہم زیادہ کامیاب ہو سکتے ہیں" ــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ــــ میں آج ہی انکل کارگن کا خاتمہ کرا دیتا ہوں" ــــ نوبل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اور سنو! ــــ اب ہمارے سامنے ایک واضح منصوبہ ہے۔ وہ یہ کہ سیکرٹ سروس کو مسلسل الجھائے رکھنے کا ــــ اور عمران کے خاتمے کا ــــ تاکہ اصل مشن ہر قسم کی مداخلت سے محفوظ رہے اور تیزی سے مکمل ہو سکے ــــ اس سے پہلے تو ہم نے پلاننگ یہ کی تھی کہ مائیکل اور رچرڈ یہاں کی سیکرٹ سروس کو الجھائے رکھیں ــــ میں عمران کے خاتمے کے لئے کام کروں ــــ اور نوبل اور موشے آئل فیلڈ پر کام کریں ــــ لیکن اب تک کی صورت حال یہ سامنے آئی ہے کہ عمران پر پہلے ہی حملے میں میرے تین آدمی ختم ہو گئے اور مجھے وقتی طور پر خاموش ہونا پڑا ــــ مائیکل نے دو ٹارگٹس نہایت کامیابی سے کور کئے ــــ یعنی یو۔ کے یونٹ کی تباہی ــــ اور وزیر داخلہ کا

قتل ــــ لیکن مقامی افراد کی وجہ سے مائیکل خود بھی ختم ہو گیا، پھر اس کا پوائنٹ بھی ختم کرنا پڑا ــــ رچرڈ نے ایک ٹارگٹ کام کیا اور اس کے تین افراد ختم ہو گئے اور اس نے اپنی ذاتی دلیری اور ہمت کی بنا پر ٹارگٹ کور کیا ــــ لیکن آئندہ کے لئے وہ بھی محدود ہو کر رہ گیا ــــ نوبل نے آئل فیلڈ میں کام کرنا ہے لیکن ابھی اس کے کام کو دیر ہے۔ کیونکہ موشے وہاں بنیادی اور ابتدائی انتظامات کرنے میں مصروف ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ وہ بڑی کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ کیونکہ ہمارا اصل مشن تو وہی ہے اور وہ کامیاب جا رہا ہے ــــ اب میرا خیال ہے کہ موشے کو چھوڑ کر ہم سب کو اکٹھا کام کرنا چاہیئے اور کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہیئے جس سے ہم تیز ــــ براہِ راست اور فوری ٹارگٹ کر سکیں ــــ ٹارگٹس ایسے ہوں جو ملک میں دہشت ــــ خوف و ہراس پھیلا دیں تاکہ یہاں کی پولیس ــــ انٹیلی جنس ــــ اور سیکرٹ سروس مسلسل اُلجھی رہے ــــ اور پھر عمران کے خاتمے پر بھی خصوصی توجہ دی جا سکے ــــ اس سلسلے میں آپ لوگ کیا تجاویز پیش کرتے ہیں" باس نے صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ــــ ہمیں بھی وہی طریقہ کار استعمال کرنا چاہیئے۔ جو جب کی سیکرٹ سروس نے اسرائیل میں استعمال کیا تھا ــــ یعنی مسلسل اور پے در پے حملے ــــ لگاتار گوریلا کارروائیاں ــــ اس طرح ہم پورے ملک کو ہبوسنجال کی زد میں لے آئیں گے ــــ اور یہ کام ہم ایک گروپ کی صورت میں کریں صرف اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر" ــــ رچرڈ

SCANNED BY JAMSHED

"چیف سیکورٹی آفیسر کون ہے یہاں" ــــ ؟ جمشید نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"بابر زمان ــــ وہ میرا دوست ہے جناب" ــــ خورشید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اُسے یہاں بُلا سکتے ہو" ــــ ؟ جمشید نے پوچھا۔

"یس سر ــــ بُلا سکتا ہوں" ــــ خورشید نے جواب دیا۔

"گڈ ــــ میں بعد میں تمہیں اس کا آرڈر دونگا" ــــ جمشید نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں پڑے ہوئے ہاتھ کو حرکت دی تو خورشید کے ذہن میں ایک بار پھر کلک کی آواز گونجی اور دوسرے لمحے اس کے سپاٹ چہرے پر جذبات اُمڈتے چلے آئے۔

"ارے جمشید ــــ تم نے بتایا نہیں کہ کہاں چھوڑ آئے ٹریسی کو" ــــ خورشید نے جھکتے ہوئے پوچھا۔ اس کا لہجہ بے تکلفی سے پُر تھا۔

"اس کے فلیٹ میں چھوڑ آیا ہوں ــــ اور کہاں چھوڑ آتا" ــــ جمشید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ہوا ــــ ؟ کیا اس نے لفٹ نہیں کرائی جو بیٹھے کونین چبا رہے ہو" ــــ ؟ خورشید نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو بے چاری لفٹ کرا رہی تھی ــــ مگر میں ہی ٹال گیا۔ اور مجھے یہ بتاؤ کہ آخر تم نے یہ کیا چکر چلا رکھا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس طرح غیر ملکی لڑکیوں کو یہاں رات رکھنا کتنا بڑا جرم ہے" ــــ ؟ جمشید نے کہا۔

"اچھا تو تم اب نصیحتوں کا پٹارہ کھولو گے ــــ ارے یہاں چار دن

عمران دانش منزل کی مخصوص لائبریری میں بیٹھا ایسی مجرم تنظیموں
کی فائلیں پڑھنے میں مصروف تھا جو اس قسم کی دہشت پسندانہ کارروائیوں
میں ملوث رہی ہوں۔ لیکن کسی تنظیم کا طریقہ کار بھی موجودہ مجرموں سے نہ
ملتا تھا۔ ابھی وہ انہی فائلوں میں سر کھپانے میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے
ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ــ ٹائیگر کا فون ہے ــــ وہ آپ سے کوئی
اہم بات کرنا چاہتا ہے" ــــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی
آواز سنائی دی۔

"اوکے ــ میں آرہا ہوں" ــــــ عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں موجود فائل اس نے بند کر کے واپس خانے
میں رکھی اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ بلیک زیرو

SCANNED BY JAMSHED

رسیور ڈیڈ کریڈل سے ہٹا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ ڈیڈ کریڈل
اس لئے بنایا گیا تھا کہ دوران کال اگر بلیک زیرو کو کوئی کام یا کسی اور سے
بات کرنی پڑے تو دوسری طرف اس سے متعلق آواز نہ سنائی دے۔

"کیا بات ہے ٹائیگر" ــــــ؟ عمران نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور ہاتھ
میں لیتے ہوئے پوچھا۔

"سر! ــ میں نے پہلے بھی آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش
کی لیکن ــــــ" عمران کی آواز سنتے ہی ٹائیگر نے تمہید باندھنی
شروع کر دی۔

"کام کی بات کرو ــــ میرے پاس فضول باتوں کے لئے فرصت
نہیں ہے" ــــــ عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری سر! ــــ ویسے سر تھوڑی سی تمہید باندھے بغیر میں آپ
کو سمجھا نہ سکوں گا" ــــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو تمہید کی بجائے دھوتی باندھ لیا کرو ــ جلدی سمجھ آجائے گی"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی عمران کی بات سن کر
مسکرا دیا۔

"سر! ــ آپ مجھے بے شک ڈانٹ لیا کریں ــ لیکن میری بات
سن لیا کریں" ــــــ ٹائیگر نے اس بار شوخ لہجے میں جواب دیا۔

"ڈانٹنے کے بعد بات سننے کا کیا فائدہ ــــ بہرحال سناؤ قصہ ایک
درویش کا" ــــــ عمران نے جواب دیا۔

"صاحب آپ نے کافی دنوں سے کوئی کام نہیں بتایا تھا اس لئے
فارغ اوقات گزارنے کے لئے میں نے مجرموں کے اڈوں میں اٹھنا بیٹھنا

SCANNED BY JAMSHED

شروع کر دیا تاکہ کام کی معلومات حاصل ہو سکیں ـــ یہاں ایک مقامی مجرم تنظیم ہے وائٹ پرل ـــ اس کا باس کارگن ہے کیفے کارگن کا مالک ـــ بظاہر وہ انتہائی سیدھا سادھا اور بے ضرر سا شخص ـــ لیکن درحقیقت خاصا عیار اور ذہین آدمی ہے ـــ بہرحال میری اس سے دوستی ہو گئی ـــ اپنی صلاحیتیں اس پر ثابت کرنے کے لئے میں نے تھوڑا سا کام کیا تھا۔ اس لئے کارگن جسے یہاں سب لوگ انکل کارگن کہتے ہیں، مجھ پر بے حد اعتماد کرنے لگا ـــ آج اس نے مجھے اپنی تنظیم میں شامل ہونے کے لئے کہا" ـــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تم اب انکل کارگن کا بھتیجا بننا چاہتے ہو ـــ بن جاؤ بھئی ـــ شاید کوئی جائیداد مل جائے اور اس جاسوسی کے دھندے سے نجات مل جائے؟" ـــ عمران نے کہا۔

"ایسی بات نہیں سر! ـــ میں نے جب اُسے مزید ٹٹولا تو اس نے ایک بڑے کام کے متعلق بتایا جس کا تعلق کسی غیر ملکی تنظیم سے ہے" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"غیر ملکی تنظیم ـــ اوہ پھر ـــ" عمران کے کان بھی غیر ملکی تنظیم کا سُن کر کھڑے ہو گئے۔ وہ چونک پڑا۔

"تو جناب غیر ملکی تنظیم کا سُن کر میرے کان بھی کھڑے ہو گئے" ٹائیگر نے کہا۔

"تم کانوں کو بیٹھنے ہی کیوں دیتے ہو" ـــ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب! ـــ آئندہ نہیں بیٹھنے دوں گا ـــ انکل کارگن

اصول پرست ہے ـــ اس نے بغیر تنظیم میں شامل ہوئے تفصیل بتانے سے انکار کر دیا ـــ لیکن میں باقاعدہ تنظیم میں شامل نہ ہونا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک اور طریقہ سوچا ـــ میں نے میک اَپ کر کے اُسے اغوا کیا اور پھر اس پر بلیک زولا آزمائی ـــ لیکن انکل کارگن بے حد سخت جان ثابت ہوا ـــ بہرحال جب اس پر غشی طاری ہونے لگی تو اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ـــ ٹاپ راک ـــ آئل فیلڈ ـــ تباہی ' ـــ اور اس کے بعد انٹی ڈوٹ دینے تک وہ مر گیا۔ چنانچہ میں نے اس کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا ـــ اس کے علاوہ سر! ـــ اس کی جیب سے ایک کاغذ بھی برآمد ہوا ہے جس پر کچھ نمبر اور اُلٹی سیدھی لکیریں اور دائرہ پڑا ہوا ہے۔ میری سمجھ میں یہ کاغذ نہیں آیا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ ہی اس معمے کو حل کر سکتے ہیں" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹاپ راک ـــ آئل فیلڈ ـــ تباہی ـــ کیا تم نے صحیح الفاظ سُنے تھے" ـــ؟ عمران کا لہجہ بےحد سنجیدہ ہو گیا۔

"یس سر! ـــ بالکل یہی الفاظ تھے" ـــ ٹائیگر نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں دیکھ لوں گا ـــ تم ایسا کرو کہ وہ کاغذ دانش منزل کے لیٹر ہول میں ڈال دو۔ میں ایکسٹو کو کہہ دوں گا کہ وہ مجھ تک پہنچا دے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"بہتر باس" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"سنو! ـــ آئل فیلڈ میں تمہاری کسی سے دوستی ہے" ـــ؟ عمران

SCANNED BY JAMSHED

تے اچانک پوچھا۔
"جی ہاں لا ۔۔۔ وہاں مینجمنٹ اسسٹنٹ ڈائریکٹر خورشید سے
سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے ۔۔۔ دراصل خورشید عیاش قسم کا آدمی
ہے۔ اس لئے وہ شکار کے لئے کیفوں اور ہوٹلوں کے چکر لگاتا رہتا
ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔
"گڈ! ۔۔۔ پھر تم اس کے مہمان بن کر وہاں کچھ روز رہو۔ اور آنکھیں
کھول کر رکھنا ۔۔۔ اگر کوئی خاص بات محسوس ہو تو پھر مجھے بتانا" ۔۔۔ عمران
نے اُسے ھدایت دیتے ہوئے کہا۔
"بہتر باس" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔
"او۔ کے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور رکھ دیا۔
"یہ آئل فیلڈ کا کیا مسئلہ ہے" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے عمران
کے رسیور رکھتے ہی کہا۔
"تباھی کا لفظ تو یہی بتاتا ہے کہ مجرم آئل فیلڈ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں
لیکن اگر یہ وہی تنظیم ہے جو اب تک کی وارداتوں میں ملوث ہے تو
پھر یہ ٹارگٹ ان کی حماقت ہی ہے ۔۔۔ آئل فیلڈ بے حد وسیع
عریض ٹارگٹ ہے ۔۔۔ اور وہاں اس طرح کا حملہ بھی نہیں ہو سکتا
جس طرح انہوں نے ڈیم۔ چھوٹے بجلی گھر پر کیا ہے ۔۔۔ یا پھر یہ کوئی
اور چکر ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اور یہ ٹاپ راک" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے کہا۔
"نیا ہی نام ہے۔ آج تک تو سُنا نہیں ۔۔۔ یا یہ کسی تنظیم کا"

ہے ۔۔۔ یا پھر اس کا مطلب کچھ اور ہوگا ۔۔۔ بہرحال ہو سکتا ہے
کہ وہ کاغذ جو ٹائیگر بھیج رہا ہے، سے کوئی رہنمائی مل سکے" ۔۔۔
عمران نے سوچنے والے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اب ہمارے سامنے کوئی کلیو بھی تو نہیں آرہا ۔۔۔ ادھر سر سلطان
نے میرا ناطقہ بند کر رکھا ہے ۔۔۔ جب سے وزیر داخلہ قتل
ہوئے ہیں۔ حکومتی سطح پر بڑا خوف وھراس پھیلا ہوا ہے" ۔۔۔
بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں کلیو تو نہیں ہے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ اوہ ویری گڈ ۔۔۔ ٹھیک
ہے ۔۔۔ یقیناً وہی ہوگا" ۔۔۔ اچانک عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔
"کیا ہوا ۔۔۔؟ کون ہو سکتا ہے" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے
حیرت بھرے انداز میں کہا۔
"وہاں مجرموں کے اڈے پر میں نے ایک مقامی آدمی کو دیکھا تھا۔
مجھے اس کی شکل مانوس لگ رہی تھی۔ لیکن یاد نہ آرہا تھا کہ میں نے
اُسے کہاں دیکھا ہے ۔۔۔ اب تم نے کلیو کی بات کی ہے تو اچانک
مجھے یاد آگیا ہے۔ اس کا تعلق فرینکی کے اڈے سے ہے ۔۔۔ میں
نے اُسے کیفے پائنر میں ہی دیکھا تھا۔ ویٹر کے روپ میں۔ اس کا مطلب
ہے کہ فرینکی کا پورا گروپ مجرموں کے لئے کام کر رہا ہے" ۔۔۔ عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن فرینکی تو ختم ہو چکا ہے ۔۔۔ میں نے پتہ کرایا تھا" ۔۔۔
بلیک زیرو نے جواب دیا۔
"مگر فرینکی کا گروپ تو ختم نہیں ہوا ۔۔۔ بہرحال میں تنویر کی ڈیوٹی

لگا دیتا ہوں ـــ وہ ایسے معاملات میں خاصا ہوشیار ہے ـــ ضرور کوئی کلیو نکال لائے گا" ـــ عمران نے کہا اور پھر ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تنویر کا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

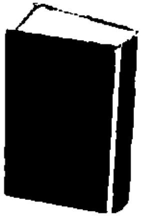

آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے رات بے حد تاریک تھی۔ سڑکوں پر ٹمٹماتے ہوئے بلب اندھیرے کے خلاف جنگ کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے رات سیاہ چادر لپیٹے ہوئے ہو۔ اس اندھیرے میں ایک دو منزلہ عمارت اندھیرے کا ہی ایک حصہ معلوم ہو رہی تھی۔ وسیع و عریض عمارت کا بیشتر حصہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

عمارت کے گرد چاروں طرف وسیع میدان تھا جس کے چاروں طرف خاردار تاروں کی اونچی باڑ لگی ہوئی تھی۔ خاردار تاروں کے چاروں کونوں میں اونچی مچانیں سی بنی ہوئی تھیں۔ یہ چیک پوسٹیں تھیں لیکن ان پر بھی گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ مین گیٹ لوہے کے موٹے سریوں سے بنا ہوا تھا۔ جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ اور گیٹ کے باہر ایک

SCANNED BY JAMSHED

مسلح سپاہی بڑے ڈھیلے انداز میں کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ سب مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔

یہ عمارت آرڈر سپلائی ڈپو کی تھی۔ اس کی دونوں منزلوں پر سپلائی سیکشن کے دفاتر تھے۔ لیکن نیچے پھیلے ہوئے وسیع و عریض تہہ خانوں میں جدید ترین اسلحے کا ڈپو قائم کیا گیا تھا۔ یہ تہہ خانے مکمل طور پر بم پروف بنائے گئے تھے۔ اور ان کی حفاظت کے لئے جدید ترین الیکٹرونک نظام موجود تھا۔ یہ باڑیں اور سپاہی تو صرف اوپر والے حصے کی رسمی حفاظت کے لئے تھا۔ سپلائی کے لئے مخصوص ٹرک تھے جو عمارت کے اندر لگی ہوئی ایک بڑی آٹومیٹک لفٹ کے ذریعے نیچے تہہ خانے میں جاتے اور پھر وہاں سے پُر ہو کر دوسری لفٹ کے ذریعے باہر نکلتے اور چلے جاتے۔ یہ ٹرک بھی خصوصی طور پر فائر پروف اور بم پروف بنائے گئے تھے تاکہ ان میں لے جانے والا جدید ترین اسلحہ ہر لحاظ سے محفوظ رہ سکے۔ شام کو لفٹوں کو نیچے روک کر کمپیوٹر لاک لگا دیا جاتا تھا اور تہہ خانے کی اوپر والی سلیب بند کر دی جاتی تھی۔ اس کے بعد نیچے جانے یا نیچے سے اوپر آنے کے لئے کوئی راستہ باقی نہ رہ جاتا تھا اور اس طرح یہ مکمل طور پر محفوظ ہو جاتے تھے۔ چونکہ اس کی حفاظت کے لئے انتہائی خصوصی انتظام تھا اس لئے بیرونی عمارت جہاں صرف دفاتر تھے ان کی حفاظت کے لئے کچھ زیادہ انتظامات کی ضرورت نہ سمجھی گئی تھی اور اس ڈپو کو بنے ہوئے آٹھ سال ہو گئے تھے اور آج تک کوئی ایسی بات نہ ہوئی تھی جس سے اس کے انتظامات میں کوئی گڑبڑ ہوتی۔ اس لئے سب کچھ رسمی انداز میں کیا جاتا تھا۔

مین گیٹ کی طرف پہنچنے والی سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی ویگن آہستہ آہستہ تقریباً رینگتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ویگن میں اس وقت بارہ افراد سوار تھے۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے فائر پروف لباس اور سر پر مخصوص ہیلمٹ پہن رکھے تھے۔ یہ باس۔ نوبل۔ رچرڈ اور ان کے نو ساتھی تھے۔ ویگن کے پچھلے حصے میں ایک تھیلا پڑا ہوا تھا جو خاصا پھولا ہوا تھا۔ ویگن کی تمام اندرونی اور بیرونی لائٹیں بند تھیں اور پھر وہ مین گیٹ سے تقریباً دو سو گز پہلے ہی اندھیرے میں رک گئی۔ ویگن رکتے ہی نوبل نے تھیلا کھولا اور پھر تھیلے میں سے انہوں نے ٹیپ ریکارڈر نما بڑے بڑے باکس نکالے جن کے ساتھ بیلٹیں لگی ہوئی تھی۔ یہ باکس انہوں نے کاندھوں سے لٹکائے اور پھر ویگن کا دروازہ کھول کر وہ ایک ایک کر کے نیچے اترتے چلے گئے۔ صرف باس ویگن میں بیٹھا رہ گیا۔ اس نے سر پر ہیڈ فون لگا رکھا تھا۔ اور وہ ویگن کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ فرنٹ سیٹ سے نیچے ایک چھوٹی سی سکرین نصب تھی جس پر نیلے رنگ کی ہلکی ہلکی لہریں کوند رہی تھیں۔ ساتھ ہی مختلف بٹن اور نابیں لگی ہوئی تھیں۔ سب کے نیچے اترنے کے بعد باس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور پھر اس پر عمارت کا منظر ابھرتا چلا آیا۔ یہ عمارت کا اندرونی منظر تھا۔ ایک طویل گیلری تھی جس کے دونوں اطراف میں کمروں کے دروازے تھے جن کے باہر مختلف نیم پلیٹیں لگی ہوئی تھیں۔ سکرین کے نچلے حصے میں گیارہ سائے ایک قطار کی صورت میں جھکے جھکے انداز میں بڑھتے چلے جا رہے تھے باس کی نظریں سایوں پر جمی ہوئی تھیں۔ باس نے ایک بٹن اور دبایا تو

SCANNED BY JAMSHED

سکرین پر سے عمارت کا اندرونی منظر غائب ہو گیا۔ اور سائے پوری سکرین پر پھیلتے چلے گئے۔ وہ سب ایک قطار کی صورت میں بائیں جانب والے حصے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ باکس ان کے کاندھوں سے لٹک رہے تھے۔ سب سے آگے رچرڈ تھا۔ کیونکہ اس کا ہیلمٹ سرخ تھا۔ خاردار باڑ کے قریب پہنچنے سے قبل وہ زمین پر لیٹ گئے اور پھر کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ خاردار تار کے قریب پہنچتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر سب سے آگے موجود رچرڈ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کٹر نکالا اور اس نے کٹر کو خاردار تار کے ساتھ لگانے سے پہلے کاندھے پر لدے ہوئے باکس میں سے ایک تار کھینچ کر اس کا سرا تار کے ساتھ ٹچ کیا۔ باکس میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ تار کو علیحدہ کر کے رچرڈ نے بڑی پھرتی سے کٹر کے ذریعے تار کو کاٹ کر اس کے دونوں سروں کو مخالف سمتوں میں موڑ دیا اور پھر وہ زمین کے ساتھ رینگتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ باقی لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ سب اندر پہنچنے کے بعد اسی طرح کرالنگ کرتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جب وہ سب عمارت کے اندرونی بڑے شیڈ کے اندر پہنچ گئے تو باس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اور مشین کا ایک اور بٹن دبا دیا اب سکرین پر ایک بار پھر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمارت کا اندرونی منظر دوبارہ نمودار ہو گیا۔ سائے اب ایک فولادی گیٹ کے سامنے زمین پر پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

رچرڈ نے پہلے کی طرح باکس سے نکلنے والی تار کو اس دروازے

کے ساتھ ٹچ کیا تو اس کے باکس میں سے ہلکی سی گونج نکلی اور رچرڈ نے بڑی پھرتی سے تار واپس ہٹالی اور پھر اس نے ہاتھ موڑ کر باکس کا ڈھکن کھولا اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک پتلی سی چپٹی پتری نکالی جس کے ساتھ سپرنگ نما تار لگی ہوئی تھی۔ اس نے وہ پتری فولادی دروازے کے ساتھ لگائی تو وہ اس طرح چمٹ گئی جیسے مقناطیس کے ساتھ لوہا چمٹ جاتا ہے رچرڈ نے باکس نیچے زمین پر رکھا اور اس کی سائیڈ میں لگے ہوئے دو بٹنوں کو دبا دیا۔ ان بٹنوں کے دبتے ہی باکس میں سے سر سر کی آوازیں نکلنے لگیں اور پھر دروازے کا وہ حصہ جس کے ساتھ پتری چمٹی ہوئی تھی پتری کے چاروں طرف دو میٹر کے دائرے میں یوں پگھلتا چلا گیا جیسے اسے زبردست آگ میں ڈال دیا گیا ہو۔

دوسرے لمحے پتری چٹ کی آواز کے ساتھ دروازے کے درمیانی حصے سے اکھڑ گئی۔ اور سپرنگ نما تار کی وجہ سے واپس باکس میں پہنچ گئی۔ اور پتری والا حصہ بھی اس کے ساتھ ہی پگھل گیا۔ اب فولادی دروازے میں دو میٹر کا دائرہ نما خلا بن گیا جس کے سرے سرخ تھے لیکن وہ تیزی سے مدھم ہوتے جا رہے تھے۔ جب وہ سیاہی میں بدل گئے تو رچرڈ باکس کو دوبارہ بغل سے لگاتے اس خلا سے دوسری طرف کود گیا اور پھر اس کی پیروی میں باقی افراد بھی اندر پہنچ گئے۔ البتہ ایک آدمی وہیں دروازے کے باہر ہی رہ گیا۔

اندر پہنچنے والے تیزی سے راہداری کی بائیں سائیڈ والے خلا کی طرف بڑھ گئے۔ یہ ایک ڈبہ نما جگہ تھی۔ رچرڈ اور اس کے ساتھی اس ڈبے والی جگہ میں فرش پر لیٹ گئے اور ان سب نے اپنے اپنے باکسوں

SCANNED BY JAMSHED

میں سے تاریں نکال کر فرش اور دیواروں کو جگہ جگہ سے چیک کرنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد وہ سب دائیں طرف والی دیوار کے کونے میں جمع ہو گئے اور رچرڈ نے جیب میں سے ایک چپٹا سا باکس نکالا اور اسے دیوار کے ساتھ چپکا کر اس نے بڑے باکس سے نکلنے والی تار کو اس باکس کے ایک سوراخ میں ڈال دیا اور پھر باکس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ کھٹک کی آواز سنائی دی اور دیوار کا ایک حصہ ریلنگ کے سے انداز میں ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں ایک بڑا سا سوئچ بورڈ نظر آنے لگ گیا جس پر سرخ رنگ کے بڑے بڑے ہینڈل اور بند باکس نصب تھے۔

رچرڈ نے دیوار کے ساتھ چمٹے ہوئے باکس کو چھڑا کر واپس جیب میں ڈالا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر درمیان میں موجود سرخ رنگ کے ہینڈل کو نیچے کی طرف دبا دیا۔ اس ہینڈل کے نیچے دبتے ہی دروازے کی طرف سے ایک دیوار زمین سے نکل کر تیزی سے چھت کے ساتھ مل گئی۔ اب وہ سب ایک بند کمرے میں مقید ہو گئے لیکن دوسرے لمحے کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا۔ سکرین پر منظر بدلتا جا رہا تھا۔ جب فرش کی حرکت رکی تو وہ ایک اور فولادی دروازے کے سامنے موجود تھے۔ یہ فولادی دروازہ پوری دیوار کی چوڑائی میں بنا ہوا تھا۔ رچرڈ باکس اٹھائے تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے اس کے قریب پہنچ کر باکس میں سے چیکنگ تار نکال کر اس کا سرا اس دروازے سے لگانا چاہا ہی تھا کہ اچانک دروازے پر ایک

سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا ۔ اور اس بلب کے جلتے ہی پوری عمارت میں جیسے تیز سائرنوں کا بھونچال سا آ گیا ۔ اور سائرن بجتے ہی خاردار تاروں کے چاروں کونوں پر بنی ہوئی چیک پوسٹوں پر سے سرخ لائٹیں روشن ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی ان چیک پوسٹوں کے نیچے بنے ہوئے بند کمروں نے جیسے مسلح سپاہی اگلنے شروع کر دیئے ۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ سائرنوں کے بجتے ہی اس فولادی دروازے کے آگے ایک ٹھوس دیوار پھیلتی چلی گئی ۔

" اوہ ۔ فائر کھول دو ۔۔۔ بے شمار سپاہی تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں ۔۔۔ ایکشن تیز ایکشن " ۔۔۔۔ باس نے ایک بٹن دبا کر چیختے ہوئے کہا ۔ اور رچرڈ کے ساتھ ساتھ سب لوگوں نے اپنے اپنے باکس کو تیزی سے کھولا اور اس میں سے ایریل نما تاریں کھینچ کر اوپر کیں اور پھر ان سب ایریلز کا رخ انہوں نے فولادی دروازے کے سامنے آنے والی دیوار کی طرف کر کے باکسز کے کونے میں لگے ہوئے بٹن دبا دیئے ۔ ان ایریل نما تاروں کے سروں پر تیز روشنیاں پیدا ہوئیں اور دوسرے لمحے خوفناک دھماکوں کا ایک سلسلہ سا شروع ہوا ۔ اور دیوار اور اس کے پیچھے موجود فولادی دروازے کے پرخچے اڑتے چلے گئے اب اندر طویل اور وسیع راہداری نظر آ رہی تھی ۔ جس کی سائیڈوں میں بڑے بڑے فولادی دروازے موجود تھے ۔ وہ سب دوڑتے ہوئے اس راہداری میں گھسے اور پھر انہوں نے اپنے باکس ایک ایک دروازے کے سامنے رکھ دیئے اور پھر دوبارہ باہر کی طرف دوڑتے چلے گئے ۔

SCANNED BY JAMSHED

ادھر پہلے فولادی دروازے کے باہر موجود آدمی نے سائرن بجتے ہی سپاہیوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر تیزی سے ایک ستون کی آڑ لی ۔ اور پھر باکس میں سے ایریل نما تار کھینچ کر اس نے اس کا رخ ان سپاہیوں کی طرف کر کے بٹن دبا دیا ۔ ایریل میں سے روشنیوں کے جھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی عمارت کا بیرونی حصہ خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا ۔ ان دھماکوں کے ساتھ بے شمار چیخیں بھی ابھریں اور ہر طرف گہرے رنگ کا دھواں سا پھیلتا چلا گیا ۔ جس میں جگہ جگہ روشنیاں چمک رہی تھیں اور مسلسل دھماکے اور چیخیں اُمڈ رہی تھیں ۔ قیامت کا سا سماں تھا ۔ یوں لگتا تھا جیسے سامنے کا پورا علاقہ جہنم بن گیا ہو ۔ اور چوکیوں سے نکل کر آگے آنے والے سپاہی مچھروں کی طرح مرنے لگے ۔

اسی لمحے اس آدمی کو پشت پر آہٹ سی محسوس ہوئی اور وہ باکس لئے تیزی سے مڑا لیکن اس کی پشت پر دھماکہ سا ہوا اور وہ ایک جھٹکا کھا کر نیچے گرا اور باکس اس کے جسم کے نیچے دب گیا جیسے ہی اس کا جسم باکس کے اوپر گرا ایک خوفناک اور کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور عمارت کا وہ حصہ پرزے پرزے ہو کر فضا میں اچھلا اور پھر اس جگہ جہاں چند لمحے پہلے باکس موجود تھا خوفناک آگ کا ایک فوارہ سا نکلا اور انتہائی تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہو ۔ اور یہ فوارہ اوپر اٹھ کر چھتری کی طرح پھیلتا چلا گیا اور پھر یہ آگ عمارت کی کھڑکیوں اور اندرونی حصوں میں پھیلتی چلی گئی ۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری عمارت پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی ہو ۔

باس دانت بھینچے بیٹھا سکرین کو دیکھ رہا تھا ۔ سامنے پوری عمارت

SCANNED BY JAMSHED

وھڑا دھڑ جل رہی تھی۔

رچرڈ اور اس کے ساتھی باکسز اندر پھینک کر واپس اس ڈبے نما کمرے میں پہنچے تو اسی لمحے وہ خوفناک دھماکہ ہوا تھا اور اس خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ڈبے نما کمرے کی چھت اور دیواریں فضا میں اڑتی چلی گئیں۔ ڈبے کے اندر موجود سارے دیواروں کے اڑتے ہی بجلی کی سی تیزی سے آگ کے پھیلے ہوئے سمندر میں کود گئے۔ اب سکرین پر ہر طرف آگ ہی نظر آ رہی تھی۔ باس دانت بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں اس کے الاؤ پر جمی ہوئی تھیں جو زمین سے لیکر آسمان تک پھیلی ہوئی ہوئی تھی۔ اور عمارت کے تباہ شدہ حصے اس آگ میں یوں گر رہے تھے جیسے بڑے بڑے پتھروں کی آسمان سے بارش ہو رہی ہو۔

چند لمحوں بعد خار داروں کے قریب چار آگ کے گولے نمودار ہوتے اور باہر آتے ہی وہ تیزی سے نیچے گرے اور پھر لوٹتے ہوئے تاروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے اس طرح زمین پر لوٹنے سے ان کے لباسوں پر موجود سرخی تیزی سے ختم ہو گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ تاروں کے اسی خلا سے ہوتے ہوئے ویگن کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ باس کی نظریں ان سایوں پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد ویگن کا دروازہ کھلا اور وہ چاروں اچھل کر ویگن کے اندر داخل ہو گئے۔

"نکل چلو باس! ——— دور سے سائرنوں کی آوازیں آ رہی ہیں" رچرڈ کی تیز آواز سنائی دی اور باس نے جو اس دوران ڈرائیونگ سیٹ پر منتقل ہو چکا تھا ایک جھٹکے سے انجن سٹارٹ کیا اور ویگن لٹو کی طرح گھومی اور پھر سڑک پر واپس دوڑتی چلی گئی۔

"باقی ساتھی کیسے آئیں گے" ——— ؟ باس نے ویگن کو دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سب ختم ہو گئے ہیں باس! ——— عمارت کے پتھروں نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے" ——— رچرڈ نے سر پر سے ہیلمٹ اتارتے ہوئے جواب دیا۔

اور باس نے دیکھا کہ رچرڈ کے ساتھ مائیکل کا ساتھی فرینک ——— نوبل کا ساتھی براؤن ——— اور باس کا ساتھی ٹیری موجود تھے۔ نوبل اور باقی چھ افراد ختم ہو گئے تھے۔ نوبل تو باکس لئے باہر رک گیا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے باکس پر اچانک گرنے سے یہ سب تباہی مچی تھی۔ ان چاروں کے چہرے بھی معمولی سے جھلسے ہوئے تھے اور لباس باوجود فائر پروف ہونے کے کافی حد تک جل گئے تھے۔ اور اب وہ سب تیزی سے اپنے لباس اتارنے میں مصروف تھے۔

باس سڑک پر ویگن بھگاتا چلا گیا۔ سکرین پر ابھی تک آگ کا منظر پھیلا ہوا تھا۔ اب پوری عمارت آگ کا ایک بڑا گولہ سا دکھائی دے رہی تھی۔

اور پھر اچانک باس کو دور سڑک پر روشنیاں نظر آئیں تو اس نے تیزی سے ویگن کو ایک کچی سی پگڈنڈی پر موڑ دیا۔ اور ویگن ہچکولے کھاتی ہوئی اس پگڈنڈی پر دوڑتی چلی گئی۔ کافی فاصلے پر درختوں کا ایک بڑا سا جھنڈ موجود تھا۔ باس نے ویگن اس جھنڈ کے اندر جا کر روک دی۔ اسی لمحے سڑک پر کاروں۔ بڑے بڑے فائر انجنوں کے

دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔ ان سب کا رُخ اس عمارت کی طرف

" باس! ــــ باکسز اُڑا دو ــــ ابھی یہ پورا علاقہ فورج کی تحویل میں آجائے گا" ــــ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور باس نے سرہلاتے ہوئے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ایک چھوٹے سے ہینڈل کو باہر کی طرف کھینچا تو خانہ ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا۔ اب اس کے اندر گیارہ سرخ رنگ کے بٹنوں کی قطار سی موجود تھی۔ باس نے پھرتی سے ان بٹنوں کو باری باری پُش کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے خانہ بند کیا اور سکرین کے ساتھ لگے ہوئے ایک ناب نما بٹن کو آہستہ سے گھمایا تو سکرین پر ایک گھڑی کا ڈائل اُبھر آیا جس پر سرخ رنگ کی بڑی سی سوئی چھ کے ہندسے پر موجود تھی۔ باس نے اس کے ساتھ موجود بٹن کو پُش کیا تو گھڑی کی سوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔

" چلو جلدی نیچے اترو" ــــ باس نے ویگن کا دروازہ کھول کر چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور رچرڈ اور اس کے ساتھی بھی پچھلے دروازے سے نیچے کود گئے۔ اور پھر وہ سب بے تحاشا بائیں سمت میں دوڑتے گئے۔ فائر پروف لباس کے اندر بھی انہوں نے سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس لئے وہ سب اندھیرے کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتے ہوئے کھیتوں کے اندر بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک انہوں نے اپنے پیچھے درختوں کے جھنڈ میں ایک شعلہ اُبھرتے دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ بھاگتے ہوئے زمین پر گرے اور زمین کے ساتھ چپکتے چلے گئے۔ جلتی ہوئی عمارت انہیں دُور سے صاف نظر آ رہی تھی اور پھر خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس کے

SCANNED BY JAMSHED

بعد اسقدر خوفناک دھماکوں کا ایک ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا کہ عمارت سے کافی فاصلے پر پڑے ہوئے باس اور اس کے ساتھیوں کے جسم بُری طرح لرزنے لگ گئے۔ وہ سب کانوں میں انگلیاں دیئے زمین سے چپکے پڑے ہوئے تھے۔ لیکن انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ زمین کی بجائے کسی تیز رفتار جھولے پر لیٹے ہوئے ہوں۔

گڑگڑاہٹ اور دھماکے مسلسل ہوتے چلے جا رہے تھے اور اب عمارت اور اس کے اردگرد کا علاقہ آگ کا سمندر بنا ہوا تھا جس میں سے شعلے نکل کر آسمان کی طرف اُڑتے اور پھر نجانے کہاں آسمان پر جاکر غائب ہو جاتے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد گڑگڑاہٹ اور دھماکوں کی آوازوں کی شدت میں آہستہ آہستہ کمی آتی چلی گئی۔ اب زمین کی لرزش بھی تقریباً ختم ہو چکی تھی اور وہ سب لرزش کے ختم ہوتے ہی اُٹھے اور پھر تیزی سے کھیتوں کے اندر بھاگتے چلے گئے ان کا رُخ عمارت کی مخالف سمت میں تھا اور جلد ہی وہ گہری تاریکی میں مدغم ہو گئے۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے مخصوص میٹنگ ہال میں اس وقت دس کے قریب افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے اترے ہوئے اور زرد پڑے ہوئے تھے۔ ایک طرف اونچی نشست پر عمران بطور ایکسٹو نقاب پہنے بیٹھا ہوا تھا۔

صدر مملکت کی اونچی نشست والی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ہال کے دروازے بند تھے اور ہر دروازے کے اوپر سُرخ رنگ کے بلب جل رہے تھے جس کا مطلب تھا کہ اس ہال میں ہونے والی گفتگو کو نہ ہی کسی بھی طریقے سے باہر سے سُنا جا سکتا ہے اور نہ ہی اُسے ٹیپ کیا جا سکتا ہے۔

وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور صدر مملکت کا انتظار کر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد کونے میں موجود چھوٹے دروازے کا سُرخ بلب بند ہوا اور اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سب افراد چوکنا ہو گئے

SCANNED BY JAMSHED

دوسرے لمحے دروازہ کھُلا اور صدر مملکت ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتے اندر داخل ہوئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی کرسیوں پر موجود سب افراد ان کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ صرف عمران اپنی کرسی پر بیٹھا رہا کیونکہ بطور ایکسٹو اس پر صدر مملکت کے استقبال کے لئے اٹھنا قانوناً لازمی نہ تھا۔ جب کہ صدر مملکت کے لئے یہ لازمی تھا کہ وہ اگر کسی محفل میں پہلے سے موجود ہوں اور ایکسٹو بعد میں اس محفل میں پہنچے تو وہ اٹھ کر مسٹر ایکسٹو کا استقبال کریں۔

صدر مملکت نے ہاتھ کے اشارے سے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے افراد کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود انہوں نے کرسی سنبھال لی۔ جو افراد کرسیوں پر موجود تھے ان میں ملٹری سیکرٹ سروس کا چیف ____ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان ____ سیکرٹری وزارتِ داخلہ سر سلطان ____ چیف پولیس کمشنر شامل تھے۔

عمران اپنا مخصوص سیاہ رنگ کا لباس اور نقاب پہنے بطور ایکسٹو بیٹھا ہوا تھا۔

صدر مملکت نے کرسی پر بیٹھتے ہی سر سلطان کو اشارہ کیا اور وہ اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"جناب! ____ صدر مملکت نے یہ ہنگامی میٹنگ اس لئے کال کی ہے تاکہ ملک میں پیدا ہونے والی موجودہ صورت حال کا تجزیہ کر کے اس کو سنبھالنے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں ____ آج سے چند روز قبل ہمارے دارالحکومت میں یکلخت دہشت پسندانہ گوریلا کارروائیاں شروع ہو گئیں ____ دارالحکومت سے ملحقہ ڈیم کے بڑے گیٹ کو

اڑا دیا گیا ـــــ اور اس طرح ڈیم کے تباہ ہونے سے وہاں پر موجود بجلی گھر کو شدید ترین نقصان پہنچا ـــــ ڈیم اور جھیل کے بے پناہ پانی نے پورے دارالحکومت کے مضافات میں موجود وسیع رقبے کو تباہ و برباد کر دیا ـــــ اس ڈیم کے ٹوٹنے سے ہونے والے نقصان کا اندازہ سرسری طور پر کروڑوں ڈالر بنتا ہے اور بے پناہ جانی نقصان اس کے علاوہ ہے ـــــ اس کے ساتھ ہی ید کے یونٹ بجلی گھر کو اڑا دیا گیا ـــــ پھر ایک بڑا پل اڑا دیا گیا جس سے رسد و رسائل کو شدید ترین نقصان پہنچا اور ملکی معیشت کو زبردست نقصان پہنچا ـــــ پھر ہمارے وزیر داخلہ کو بڑی دیدہ دلیری سے ان کے دفتر ہی میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ـــــ اور اس قدر بڑی تباہی اور دہشت ناک کارروائیوں کے باوجود مجرموں کا سراغ نہ لگایا جا سکا ـــــ صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ اس کارروائی کے پیچھے کوئی غیر ملکی تنظیم کام کر رہی ہے لیکن یہ غیر ملکی تنظیم کون ہے ـــــ ؟ کس ملک سے تعلق رکھتی ہے۔ کوئی مجرم تنظیم ہے یا کسی ملک سے اس کا تعلق ہے ـــــ ؟ ان کارروائیوں کا مقصد کیا ہے ـــــ ؟ ان سب سوالوں کا جواب حاصل کرنے کے لئے کیس کو باقاعدہ طور پر سنٹرل انٹیلی جنس سے ٹرانسفر کر کے سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا گیا اور محترم ایکسٹو سے درخواست کی گئی کہ وہ جلد از جلد ان مجرموں کا سراغ لگا کر ملک کو تباہی سے بچائیں ـــــ لیکن رات کو جو واقعہ ہوا ہے اس نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے ـــــ دارالحکومت سے بیس میل دور آرڈز سپلائی ڈپو میں موجود جدید ترین اسلحے کو مجرموں نے گوریلا کارروائی کے ذریعے

SCANNED BY JAMSHED

تباہ کر دیا ـــــ یہ تباہی اس قدر وسیع اور لرزہ خیز ہے کہ اس سے ہونے والے جانی و مالی نقصان کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ حالانکہ اس ڈپو کو بچانے کے لئے انتہائی جدید ترین حفاظتی نظام قائم کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود مجرموں نے اس پوری عمارت کو تہہ خانوں سمیت پھونک ڈالا۔ یہ تباہی اس قدر ہولناک تھی کہ دس کلومیٹر کے اندر موجود ہر عمارت تباہ ہو گئی ـــــ اور پورے دارالحکومت میں کھڑکیوں اور دروازوں کے شیشے ٹوٹ گئے ـــــ کئی کمزور عمارتوں میں دراڑیں پڑ گئیں ـــــ ڈپو پر موجود پچاس مسلح سپاہیوں میں سے ایک کی لاش بھی نہیں مل سکی۔ اور مجرموں نے انتہائی دیدہ دلیری سے کام لیتے ہوئے پاکیشیا کو اس قدر نقصان پہنچایا ہے کہ پاکیشیا کو اس صدمے سے سنبھلنے کے لئے کئی سال لگ جائیں گے ـــــ ملٹری سیکرٹ سروس نے جو تحقیقات کی ہے اس کے مطابق ڈپو سے شمال کی طرف دو کلومیٹر کے فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں ایک ویگن کا سراغ ملا ہے لیکن ویگن اس طرح جل کر تباہ ہو گئی ہے کہ اس کے اندر کوئی چیز بھی صحیح نظر نہیں آتی صرف اس کا مڑا تڑا ڈھانچہ ہی وہاں سے ملا ہے ـــــ یوں لگتا ہے کہ اس ویگن پر طاقتور بم مارا گیا ہو ـــــ اس کے علاوہ اور کوئی سراغ نہیں مل سکا" ـــــ سر سلطان نے دھیمے اور افسردہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئے۔

"سر ـــــ میرے محکمے نے جو تحقیقات کی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ ڈپو کے اندر انتہائی جدید ترین اور خوفناک بم رکھے گئے تھے جو تعداد میں کئی تھے ـــــ کیونکہ ڈپو کے ہر سیکشن کو علیحدہ علیحدہ اس

طرح بنایا گیا تھا کہ ایک سیکشن کی تباہی کا دوسرے سیکشن پر اثر نہ۔ لیکن یہاں ہر سیکشن ایک ہی وقت میں تباہ ہو گیا ہے ___ اور لیبارٹری ریسرچ سے پتہ چلا ہے کہ اٹیمک ٹائپ کے بم استعمال کئے گئے ہیں اور ایک سپاہی جو عمارت سے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ شدید زخمی حالت میں ملا تھا۔ وہ بجائے اندر جانے کے باہر کو بھاگ نکلا تھا اس لئے وہ چند گھنٹوں کے لئے بچ گیا ___ اس نے عالم نزع میں جو بیان دیا ہے اس کے مطابق ہر چیز درست تھی کہ اچانک ڈپو کے تہہ خانے کے مرکزی گیٹ کو کراس کیا گیا تو سائرن بج اٹھے اور وہاں موجود سپاہی مجرموں کو پکڑنے کے لئے لپکے ہی تھے کہ عمارت کے باہر کمپاؤنڈ آگ کے سمندر میں تبدیل ہو گیا ___ اور تمام سپاہی ایک لمحے میں جل کر ہلاک ہو گئے ___ اس کے بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمارت کا بیرونی داخلے کا حصہ بھک سے اڑ گیا اور پھر پوری عمارت دھڑا دھڑ جلنے لگی ___ اس کے بعد آگ تیزی سے پھیلتی چلی گئی لیکن دھماکے نہ ہوئے۔ سپاہی زخمی ہو کر جان بچانے کے لئے بھاگا۔ لیکن پھر اندر اسلحہ تباہ ہو گیا اور پھر تو قیامت برپا ہو گئی ___ اس سپاہی نے بتایا ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے اس نے دور درختوں کے جھنڈ میں ایک بڑا سا شعلہ چمکتے ہوئے دیکھا تھا ___ اس سپاہی کے بیان سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مجرموں نے عمارت کے اندر حملہ کیا۔ جدید ترین وائرلیس بم رکھے اور پھر ویگن سے ان خوفناک بموں کو اڑا دیا گیا اور ہر قسم کا نشان مٹانے کے لئے وہ ویگن بھی تباہ کر ڈالی" ___ ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف نے سر سلطان کے بعد اپنی رپورٹ پیش کرتے

SCANNED BY JAMSHED

ہوئے کہا۔

"مسٹر ایکسٹو! ___ اب آپ بتائیے کہ آپ کی تحقیقات کس نتیجے پر پہنچی ہے" ___؟ صدر مملکت نے خاموش بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی تحقیقات ہو رہی ہے جناب صدر! ___ جب مجرم گرفتار ہو جائیں گے تو رپورٹ سرکاری طور پر ارسال کر دی جائے گی" ___ عمران نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن مسٹر ایکسٹو! ___ موجودہ حالات انتہائی بھیانک ہیں ___ آپ ہمیں رپورٹ دیں کہ اب تک آپ نے کیا تحقیقات کی ہے تاکہ حکومت کو معلوم ہو سکے کہ ملک کے تحفظ کے لئے کیا کیا جا رہا ہے" ___ صدر مملکت نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری جناب صدر! ___ میں تحقیقات مکمل ہونے سے قبل رپورٹ نہیں دے سکتا ___ یہ میرے اصول کے خلاف ہے ___ بہرحال آپ کے اطمینان کے لئے اتنا بتایا جا سکتا ہے کہ وزیر داخلہ کے قتل کرنے والے مجرم کو ٹریس کر لیا گیا ___ لیکن اسے قتل کر دیا گیا ہے ___ باقی مجرموں کی تلاش جاری ہے" ___ عمران نے پر وقار لہجے میں جواب دیا۔

"مسٹر ایکسٹو! ___ ملک تباہ ہو رہا ہے ___ پورے ملک میں شدید خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے ___ حکومت بھونچال کی زد میں ہے۔ جدید ترین اسلحہ ڈپو تباہ کر دیا گیا ہے ___ ڈیم اڑائے جا رہے ہیں ___ بجلی گھر تباہ ہو رہے ہیں ___ پل توڑے جا رہے ہیں ___ اہم ترین

شخصیت کو قتل کر دیا گیا ہے ـــــ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ تحقیقات ہو رہی ہے ـــــ کیا آپ کی تحقیقات اس وقت مکمل ہوگی جب پورا ملک تباہ ہو جائے گا ـــــ؟ جب تمام اہم شخصیتیں موت کے گھاٹ اتر جائیں گی ـــــ؟ جب لاکھوں بے گناہ شہری قتل ہو چکے ہونگے ـــــ؟ جب اربوں کھربوں روپے کا نقصان ہو چکا ہوگا ـــــ؟ اس وقت میں تحقیقاتی رپورٹ کو چاٹوں گا ـــــ؟ اس وقت اگر مجرموں کی لاشیں اٹھا کر لے آئے تو کیا میں صرف انہیں دفنا تا رہ جاؤں گا ـــــ؟ مجھے ابھی رپورٹ چاہیئے ـــــ مجھے ابھی بتایئے کہ یہ کون لوگ ہیں ـــــ؟ ان کے مقاصد کیا ہیں ـــــ؟ آپ انہیں روکنے کے لئے کیا کر رہے ہیں ـــــ؟ ابھی اور اسی وقت رپورٹ دیجئے" ـــــ صدر مملکت نے غصے کی شدت سے بار بار سامنے رکھی ہوئی میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ گیا تھا اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"ویری سوری جناب صدر! ـــــ میں رپورٹ دینے کا پابند نہیں ہوں ـــــ اور آپ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھیں ـــــ ایک ملک کے صدر کو اس حد تک جذباتی نہیں ہونا چاہیئے" ـــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

عمران کے اس جواب نے میٹنگ میں موجود ہر فرد کو جیسے حیرت سے بُت بنا دیا۔ سوائے سر سلطان کے ہر شخص کو شائد خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ کوئی اس طرح صدر مملکت کو بھی جواب دے سکتا ہے۔

صدر مملکت بھی حیرت سے بُت بنے ایکسٹو کو دیکھتے رہ گئے۔ ان کا

SCANNED BY JAMSHED

پورا جسم اس طرح سُن ہو گیا جیسے وہ مجسمے میں تبدیل ہو گئے ہوں۔ شائد ان کو بھی یہ توقع نہ تھی کہ انہیں اس طرح سرد جواب بھی مل سکتا ہے اور نہ صرف جواب بلکہ توہین آمیز جواب ـــــ وہ سکتے کے عالم میں ایکسٹو کو دیکھتے رہ گئے۔

"جناب صدر! ـــــ میں مودبانہ گذارش کروں گا کہ مسٹر ایکسٹو پر اعتماد کیجئے ـــــ انہوں نے آج تک بڑے بڑے بحرانوں سے ملک کو بچایا ہے۔ اس بار بھی یقیناً وہ مجرموں کو فوری طور پر گرفتار کر کے اس تباہی کو روک لیں گے" ـــــ سر سلطان نے کھڑے ہو کر ہال پر چھائے ہوئے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔

"آپ خاموش رہیں سر سلطان! ـــــ مسٹر ایکسٹو نے میرے عہدے کی توہین کی ہے ـــــ انہیں اس کی سزا بھگتنی ہوگی" ـــــ صدر مملکت نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ ان کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ ورنہ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایکسٹو کو اپنے ہاتھ سے گولی مار دیں۔

"جناب صدر! ـــــ میرا ایک بار پھر آپ کو یہی مشورہ ہے کہ آپ جذبات کو کنٹرول میں رکھیں ـــــ آپ نے ایکسٹو سے اس انداز میں رپورٹ مانگ کر اس کی توہین کی ہے ـــــ ایکسٹو آپ کے سامنے جوابدہ نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے یہ اختیار میں ہے کہ آپ ایکسٹو کو کوئی سزا دے سکیں ـــــ جہاں تک مجرموں کی گرفتاری کا تعلق ہے تو ایکسٹو کو آپ سے بھی زیادہ پاکیشیا سے محبت ہے اور اس کی ایک اینٹ کی تباہی بھی ایکسٹو کے دل پر گراں گزرتی ہے ـــــ لیکن موجودہ حالات

SCANNED BY JAMSHED

کو جذبات کے ذریعے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا ___ اور نہ ہی ایکسٹو کوئی نجومی ہے کہ زائچہ بنا کر آپ کے سامنے مجرموں کے نام دیتے اور ان کے مقاصد رکھ دے گا ___ میرا سیکشن مسلسل کام کر رہا ہے ور ہم نے دن رات ایک کر رکھا ہے ___ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی مجرم ہماری گرفت میں ہوں گے ___ بس اس سے زیادہ مجھے اور کچھ نہیں کہنا" ___ عمران کی سرد مگر پُر وقار آواز ہال میں گونج اٹھی۔

"لیکن آپ کو یہ جاننا چاہیے کہ میں اس ملک کا صدر ہوں" ___ صدر مملکت نے اس بار قدرے نرم اور مصلحت آمیز لہجے میں کہا۔ انہیں شاید خیال آ گیا تھا کہ واقعی آئین کے مطابق وہ ایکسٹو کو نہ ہی کوئی سزا دے سکتے ہیں اور نہ اُسے رپورٹ دینے پر مجبور کر سکتے ہیں ___ اور اگر انہوں نے مزید جذبات سے کام لیا تو پھر انہی کی بے عزتی ہو گی۔

"میں آپ کا دل سے احترام کرتا ہوں جناب صدر! ___ لیکن ایکسٹو سے بات کرتے وقت آپ کو بھی یہ جان لینا چاہیے کہ آپ اپنے ماتحت سے بات نہیں کر رہے" ___ عمران نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ___ میں ایک بار پھر گذارش کروں گا کہ یہ موقع ہمارا آپس میں الجھنے کا نہیں ___ میں مسٹر ایکسٹو سے بھی گذارش کروں گا کہ وہ ہم سب کے ذہنی اطمینان کے لئے اتنا ضرور بتا دیں کہ حالات کس نہج پر جا رہے ہیں" ___ سر سلطان نے بڑے مدبرانہ انداز میں بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر ایکسٹو! ___ میں واقعی جذباتی ہو گیا تھا ___ دراصل اس طرح کے پے در پے اور اچانک پیدا ہونے والے حالات نے مجھے پریشان کر دیا تھا" ___ صدر مملکت نے اس بار معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔ اب وہ پوری طرح اپنے آپ کو کنٹرول کر لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"میں بھی معذرت خواہ ہوں جناب صدر! ___ میرا مقصد آپ کی یا آپ کے عہدے کی توہین کرنا ہرگز نہ تھا ___ اگر میرے الفاظ کو آپ نے محسوس کیا ہو تو میں معذرت چاہتا ہوں" ___ عمران نے دوسرے افراد کے سامنے صدر مملکت کی عزت بڑھانے کے لئے کہہ دیا۔ اور صدر مملکت کا چہرہ ایکسٹو کے الفاظ سُن کر کھل اٹھا۔

سر سلطان بھی مطمئن ہو گئے۔ ورنہ انہیں معلوم تھا کہ عمران اگر اکھڑ گیا تو پھر اُسے سنبھالنا ناممکن ہو جائے گا۔

"شکریہ مسٹر ایکسٹو! ___ تو کیا ہم یہ میٹنگ برخواست کر دیں۔؟ صدر مملکت نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"جناب صدر! ___ میٹنگوں سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا کرتا ___ آپ نے کیس میرے محکمے کو ٹرانسفر کیا ہے ___ اور اگر نہ بھی کیا ہوتا تب بھی ایکسٹو کا یہ فرض ہے کہ ملک کی سلامتی اور تحفظ کے لئے خون کا آخری قطرہ تک نچھاور کر دے ___ بہرحال آپ کے ذہنی اطمینان کے لئے اتنا بتا دیتا ہوں کہ میری تحقیقات کے مطابق کسی بڑے مقصد کو چھپانے کے لئے یہ دہشت پسندانہ کارروائیاں کی جا رہی ہیں ___ مجرموں کا ٹارگٹ کچھ اور ہے۔ اور وہ اس ٹارگٹ سے توجہ ہٹانے کے لئے ایسی کارروائیوں میں مصروف ہیں ___ ہم مجرموں کے گرد دائرہ تنگ

کر رہے ہیں ـــــ اور مجھے یقین ہے کہ ہم بہت ہی جلد مجرموں کو گرفتار کر لیں گے ـــــ لیکن چونکہ مجرم اندھا دھند گوریلا کارروائیوں میں مصروف ہیں اور ان کی اس سلسلے میں کوئی لائن آف ایکشن نہیں ہے۔ اس لئے اہم مراکز کے تحفظ کے لئے یہ بہتر رہے گا کہ انہیں فوج کی تحویل میں دے دیا جائے ـــــ جب تک مجرم گرفتار نہیں ہو جاتے اس وقت تک اہم مراکز فوج کی تحویل میں رہیں ـــــ کیونکہ سیکرٹ سروس ہر اہم جگہ کی نگرانی نہیں کر سکتی ـــــ اور اگر ہم اس کام میں مصروف ہو جائیں تو پھر ہم مجرموں کے پیچھے دوڑ نہیں سکتے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ! ـــــ جناب ایکسٹو کی تجویز بے حد مناسب ہے" ـــــ سیکرٹری وزارتِ داخلہ سر ارشد حسین نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔ اور وہاں موجود باقی افراد نے بھی تائید میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن سیاسی طور پر ہم وسیع پیمانے پر یہ کارروائی نہیں کر سکتے۔ البتہ محدود پیمانے پر ایسی کارروائی کی جا سکتی ہے" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب صدر! ـــــ میرا محکمہ اس کام کے لئے حاضر ہے" ـــــ سر رحمان نے اٹھ کر کہا۔

"ہاں! ـــــ یہ ٹھیک رہے گا ـــــ چیف پولیس کمشنر اور سر رحمان مل کر کم حیثیت کے مراکز کا تحفظ کریں اور فوج کو انتہائی حساس اور انتہائی اہم مراکز کی نگرانی کا کام سونپا جائے" ـــــ صدر مملکت نے رضامند ہوتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑے سے بحث مباحثے کے بعد

SCANNED BY JAMSHED

تجویز متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ اس کے ساتھ ہی صدر مملکت نے میٹنگ برخواست کی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

صدر مملکت کے اٹھتے ہی سوائے ایکسٹو کے باقی سب افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ صدر مملکت کے جانے کے بعد جب میٹنگ میں شریک تمام افراد ایک ایک کر کے ہال سے رخصت ہو گئے تو عمران اٹھا اور پھر اپنے لئے مخصوص خفیہ راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی چال میں بے پناہ وقار تھا۔

تنویر نے کیفے پائنر سے ذرا ہٹ کر اپنی کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے دروازہ لاک کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے ایکسٹو نے ہدایت کی تھی کہ وہ کیفے پائنر کے فرینکی گروپ کو ٹٹولے اور معلومات حاصل کرے کہ یہ گروپ کس تنظیم کے لئے کام کر رہا ہے کیونکہ فرینکی گروپ کے ایک آدمی جیکب کو مجرموں کے ساتھ شامل دیکھا گیا ہے اسے یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ فرینکی ختم ہو چکا ہے اور اب ظاہر ہے اس گروپ کا انچارج کوئی اور ہو گا۔

اور اب تنویر ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کے لئے کیفے پائنر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے جسم پر کشمشی رنگ کا سوٹ تھا اور جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں ریوالور موجود ہے۔

تنویر نے کیفے میں قدم رکھا اور پھر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تنویر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شائد کسی بیرے کو لالچ دے کر یا کسی دوسرے

SCANNED BY JAMSHED

انداز سے یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن تنویر اس قسم کی جاسوسی کا قائل ہی نہ تھا۔ اُسے تو پولیس آفیسروں کی طرح ایک ہی طریقہ آتا تھا کہ شکار کی گردن دباؤ۔ وہ خود ہی معلومات اُگل دے گا یا جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

چنانچہ وہی ہوا۔ تنویر اپنی فطرت کے مطابق سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے انداز میں وقار اور اعتماد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کاؤنٹر پر کھڑا ہوا نوجوان اُسے دیکھ کر قدرے سہم گیا۔ شائد اس نے یہ سمجھا تھا کہ تنویر کوئی اعلیٰ آفیسر ہے۔ اور کسی پوچھ گچھ کے سلسلے میں آیا ہے۔

"فرینکی کے بعد گروپ کا انچارج کون ہے" ——— ؟ تنویر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی بڑے اکھڑے ہوئے لہجے میں براہ راست سوال داغ دیا۔

"گروپ ——— سر کیسا گروپ" ——— ؟ کاؤنٹر مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں اب گروپ کا مطلب بھی سمجھانا پڑے گا اُلو کے پٹھے" ——— تنویر نے غضب ناک لہجے میں کہا۔

"جناب! ——— پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں کہ آپ کون ہیں ——— ؟ اور آپ کو کس نے اختیار دیا ہے کہ آپ یوں مجھے گالی دیں" ——— کاؤنٹر مین بھی شائد گرم دماغ کا آدمی تھا اس لئے اس کا لہجہ بھی تیز ہو گیا لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے آپ کو تہذیب کے دائرے کے اندر ہی رکھا۔

لیکن دوسرے لمحے تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تڑاخ کی زوردار آواز اور کاؤنٹر مین کے پیچھے ریک میں رکھی ہوئی

SCANNED BY JAMSHED

بوتلوں سے ٹکرانے کی آواز سے ہال گونج اٹھا۔

"یہ میرا تعارف ہے ــــ کافی ہے یا مزید تفصیل سے کراؤں۔" تنویر نے زہر خند لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

تھپڑ کی اچانک آواز نے پورے ہال پر سکتہ طاری کر دیا۔ اور ادھر اُدھر بکھرے ہوئے غنڈے نما ویٹر تیزی سے کاؤنٹر کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے۔

کاؤنٹر مین نیچے گرنے کے بعد جب اٹھا تو اس کے منہ کے کونے سے خون کی لکیر باہر کو نکل رہی تھی۔ اور اس کی بائیں گال پر تنویر کی انگلیوں کے نشانات ابھر آئے تھے۔ کاؤنٹر مین بڑی کینہ توز نظروں سے تنویر کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ کاؤنٹر نے چھپا رکھے تھے کہ اچانک اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور تنویر تیزی سے جھک گیا اور بھاری بوتل اس کے سر کے اوپر سے ہو کر فرش پر گری اور ایک چھناکے سے ٹوٹتی چلی گئی۔

دوسرے لمحے تنویر کے ریوالور نے شعلہ اُگلا اور ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ہی کاؤنٹر مین اچھل کر پشت کے بل ایک بار پھر ریک سے ٹکرایا لیکن وہ نیچے نہیں گرا۔ البتہ ریک میں رکھی ہوئی دو بوتلیں دھماکے سے اڑ گئیں۔ کاؤنٹر مین کے دائیں کان کی لو سے خون تیزی سے ٹپکنے لگا۔ تنویر کی گولی نے اس کے کان کی لو اڑا دی تھی۔

"یہ گولی تمہارے سینے میں بھی گھس سکتی ہے اُلو کے پٹھے ـــ میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو" ـــــ تنویر نے غصے سے چیختے

ہوئے کہا۔

"جناب آپ کیا پوچھ رہے ہیں ــــ مجھ سے بات کیجئے۔ میں سپروائزر ہوں" ــــ اچانک ایک صحت مند اور ہٹا کٹا نوجوان اچھل کر تنویر کے سامنے آ گیا۔

"زیکی کے بعد گروپ کا انچارج کون ہے" ــــ؟ تنویر نے بدستور اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں! ـــ تم کیوں پوچھ رہے ہو ــــ؟ اور تم نے ٹینی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کیسے کی" ــــ؟ سپروائزر یکلخت اکھڑ گیا۔ اور اس سے پہلے کہ تنویر اس کا ارادہ بھانپتا، اس نے انتہائی پھرتی سے اچھل کر تنویر کی ناک پر زوردار ٹکر جڑ دی اور تنویر لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ سپروائزر نے ایک بار پھر اچھل کر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اب تنویر ہوشیار ہو چکا تھا۔ اس نے تیزی سے جھکائی دی اور دوسرے لمحے وہ سپروائزر چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے فرش پر جا گرا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ـــ؟ کیوں ہنگامہ ہے" ــــ؟ اچانک ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی اور شاید یہ اس آواز کا اثر تھا کہ تنویر کی طرف بڑھنے والے ویٹر ٹھٹھک کر رک گئے۔ سپروائزر بھی اب فرش سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"باس! ـــ یہ آپ کے متعلق پوچھ رہا تھا ـــ اور اس نے جبراً پوچھنے کی کوشش کی ہے" ــــ کاؤنٹر مین نے اس لحیم شحیم آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اب کاؤنٹر کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس کا جسم

پہلوانوں جیسا تھا۔ اس نے دھاری دار بنیان اور گہرے رنگ کی پتلون پہن رکھی تھی۔ اس کا ایک کان آدھے سے زیادہ کٹا ہوا تھا۔

"مجھے پوچھ رہا ہے ۔۔۔ کیوں" ۔۔۔ ؟ اس کان کٹے نے حیرت بھرے انداز میں تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"فریکی کے بعد گروپ کے انچارج تم ہو" ۔۔۔ ؟ تنویر نے لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں انچارج ہوں ۔۔۔ کیوں کون ہو تم ۔۔۔ ؟ اور کیوں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔ ؟ کان کٹے نے غور سے تنویر کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ۔۔۔ ؟ تنویر نے یوں پوچھا جیسے وہ اخبار کے لئے اس کا انٹرویو لینے آیا ہو۔

"میرا نام بلیکی ہے ۔۔۔ کنگ بلیکی ۔۔۔ مگر میں پوچھ رہا ہوں کہ تم کون ہو" ۔۔۔ ؟ کان کٹے نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تم سے تمہارے مفاد میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔ کیا تمہارا کوئی دفتر ہے جہاں ہم ان لونڈوں کی مداخلت سے ہٹ کر بات کر سکیں" ۔۔۔ تنویر نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"دفتر تو بعد میں چلیں گے ۔۔۔ پہلے تم بتاؤ تو سہی کہ تم کون ہو" ؟ بلیکی نے کہا۔

"میرا نام تنویر ہے ۔۔۔ اور بس تمہارے لئے اتنا جاننا ہی کافی ہے ویسے اگر تم چاہو گے تو تفصیلی تعارف بھی کرا دوں گا ۔۔۔ لیکن تمہارے دفتر میں" ۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن تم اپنا اسلحہ یہاں کاؤنٹر پر جمع کرا دو۔ اس کے بعد بات ہو سکتی ہے" ۔۔۔ بلیکی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم ان کھلونوں سے ڈرتے ہو ۔۔۔ یہ لو" ۔۔۔ تنویر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو کھولا اور اس میں سے میگزین نکال کر کاؤنٹر کی طرف اچھال دیا۔

"کافی ہے ۔۔۔ یا یہ خالی ریوالور بھی تمہیں چبھتا ہے" ۔۔۔ تنویر نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ بلیکی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ مڑ کر ایک راہداری کی طرف بڑھنے لگا۔ تنویر بھی اس کے پیچھے چل پڑا اور پھر راہداری کے آخر میں بلیکی ایک دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

تنویر بھی جب اندر داخل ہوا تو اس نے اپنے آپ کو ایک خاصے بڑے کمرے میں پایا۔ جو شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔

"بہت ٹھاٹھ ہیں تمہارے ۔۔۔ خوب سجا رکھا ہے دفتر" ۔۔۔ تنویر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں بولو ۔۔۔ کیا بات ہے" ۔۔۔ ؟ بلیکی نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی بڑی کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔ اس نے تنویر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"دیکھو! ۔۔۔ تمہارے گروپ کا ایک آدمی جیکب ہمیں مطلوب ہے وہ کہاں مل سکتا ہے" ۔۔۔ ؟ تنویر نے براہ راست سوال کرتے ہوئے

کہا اور بلیکی جیکب کا نام سنتے ہی چونک پڑا۔

"تمہیں مطلوب ہے ـــ کیوں" ـــ؟ بلیکی کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"میرا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس کے ایک خصوصی شعبے سے ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم جیکب کے متعلق بتا دو ـــ ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارا پورا گروپ کسی تہہ خانے میں بھوکا پیاسا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے" ـــ تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ملٹری سیکرٹ سروس ـــ مگر جیکب میں ایسی کیا خصوصیت ہے وہ تو بس ایک عام سا غنڈہ تھا" ـــ بلیکی نے کہا۔

"غنڈہ تھا ـــ کیا مطلب ـــ وہ زندہ نہیں ہے" ـــ؟ تنویر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ! ـــ وہ مر چکا ہے ـــ کل رات اس کی لاش ایک کوڑے کے ڈھیر سے پولیس کو ملی ہے۔ اُسے گولی ماری گئی ہے" ـــ بلیکی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول لی اور اس میں سے ایک فوٹو اور اخبار کا ایک تراشہ نکال کر تنویر کے سامنے رکھ دیا۔ وہ شاید ملٹری سیکرٹ سروس کا نام سُن کر دل چھوڑ بیٹھا تھا۔ اس لئے پورا تعاون کر رہا تھا۔

تنویر نے غور سے فوٹو کو دیکھا۔ فوٹو کے پیچھے پولیس ڈیپارٹمنٹ کی مہر تھی اور اخبار میں وہی فوٹو شائع کیا گیا تھا جس میں درج تھا کہ ایک مقامی غنڈے جیکب کی لاش کوڑے کے ڈرم سے ملی ہے۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

SCANNED BY JAMSHED

"ہوں ـــ ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آ گیا ـــ لیکن اب یہ بتاؤ کہ یہ جیکب کس کے ساتھ کام کر رہا تھا ـــ اور کہاں کام کر رہا تھا" ـــ؟ تنویر نے فوٹو اور تراشہ واپس بلیکی کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں ـــ میں گروپ کا سیکنڈ باس ضرور ہوں لیکن میں دو روز پہلے ایک مشن کی وجہ سے آران سے واپس آیا ہوں یہاں آکر معلوم ہوا کہ باس اپنے دفتر میں کسی دھماکے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا ہے ـــ دفتر میں ایک عجیب سے ٹرانسمیٹر کے پُرزے بکھرے ہوئے تھے۔ چنانچہ گروپ کے اصول کے مطابق میں گروپ کا باس بن گیا ـــ میں نے تحقیقات کی کہ باس کس کام میں ملوث تھا۔ لیکن اس بار باس فرینکی نے ہر کام انتہائی رازداری سے کیا ہے ـــ مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ باس کیا کر رہا تھا ـــ پھر جیکب کے بارے میں اطلاع ملی۔ اس کے متعلق بھی یہاں گروپ میں کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہا تھا" ـــ بلیکی نے جواب دیا۔ اور تنویر کو اس کے چہرے کے تاثرات سے محسوس ہوا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ مجرم اگر اتنی آسانی سے سب کچھ بتا دیا کریں تو پھر وہ جرائم کی دنیا میں آئیں ہی کیوں؟

"دیکھو بلیکی ! ـــ مجھے تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ـــ مجھے صرف اتنی معلومات چاہئیں کہ جیکب کن لوگوں کے ساتھ کام کر رہا تھا اور بس۔ اس وقت تم گروپ کے انچارج ہو ـــ تمہیں معلوم نہیں ہے تو اس میں میرا قصور نہیں ـــ تمہیں بتانا تو بہرحال پڑے گا" ـــ تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"میں ملٹری سیکرٹ سروس سے ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہوں پھر آپ مجھے مہلت دیں۔ میں مزید تحقیقات کرتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ مجھے معلومات مل جائیں" ____ بلیکی نے جواب دیا۔

"کتنی مہلت چاہتے ہو" ____ تنویر نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

"دو روز تو کم از کم ہونے چاہئیں" ____ بلیکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ____ میں دو روز بعد آؤں گا اور اس روز مجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ جیکب کن لوگوں کے ساتھ کام کر رہا تھا ____ اور یہ لوگ کہاں موجود ہیں ____ اس روز میں انکار نہیں سنوں گا" ____ تنویر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے یہی سوچا تھا کہ اگر واقعی بلیکی کو معلومات نہیں اور وہ نیک نیتی سے یہ سب کچھ کہہ رہا ہے تو پھر اس کا تعاقب نہیں کرلئے گا لیکن اگر اس کے دل میں کوئی بات ہے تو یقیناً اس کا تعاقب ہوگا۔ اس طرح اصل بات سامنے آجائے گی۔

دفتر سے باہر نکل کر تنویر راہداری میں سے ہوتا ہوا کیفے کے ہال میں آیا۔ اور ایک نظر کاؤنٹر مین پر ڈال کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے اسے دیکھ کر برا سا منہ بنایا اور رخ پھیر لیا۔ تنویر مسکراتا ہوا کیفے سے باہر آگیا۔ اب اس کا رخ اپنی کار کی طرف تھا۔ وہ درمیانی گلی کراس کرنے ہی لگا تھا کہ گلی میں سے ایک مجہول سا نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کا چہرہ زرد اور سر کے بال ٹوتھ برش کی طرح کھڑے تھے۔ گال پچکے ہوئے تھے اور اسکو دیکھتے

ہی پتہ لگ جاتا تھا کہ وہ منشیات کا عادی ہے۔

"جناب ایک منٹ" ____ اس مجہول سے نوجوان نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ____ کیا بات ہے" ____ تنویر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اب وہ غور سے اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔

"جناب! ____ آپ جیکب کے بارے میں معلومات یا تحقیقات کرنے آئے تھے" ____ نوجوان نے قریب آکر بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں جیکب کے بارے میں تحقیقات کر رہا ہوں" تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اس نے صرف جیکب کی بات بلیکی سے اس کے دفتر میں بیٹھ کر کی تھی۔

"جناب! ____ آپ کے جانے کے بعد بلیکی نے ایک آدمی سے بات کی تھی کہ آپ جیکب کے بارے میں پوچھنے آئے تھے۔ میں نے سن لیا جناب ____ اور میں عقبی سمت سے آپ کی طرف آیا ہوں" ____ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ____ بولو کیا کہنا چاہتے ہو" ____ تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! ____ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ جیکب کس کے لئے کام کر رہا تھا" ____ اس نوجوان نے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"اوہ! ____ مگر تمہارا کیا تعلق ہے جیکب سے" ____ تنویر نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میرا بھائی تھا جناب! ___ اور ہم اکٹھے رہتے تھے" ___ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو بتاؤ" ___ تنویر نے کہا۔

"جناب! ___ اس کے لئے آپ کو قیمت ادا کرنی ہو گی۔ مناسب سی قیمت" ___ نوجوان نے کہا۔

"قیمت ___ تم جانتے ہو کہ میرا تعلق حکومت سے ہے" ___ تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں جناب! ___ مجھے معلوم ہے کہ آپ ملٹری سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ جیکب کن لوگوں کے لئے کام کر رہا تھا" ___ نوجوان نے کہا۔

"سنو! ___ میں تمہاری گردن دبا کر بھی یہ معلومات حاصل کر سکتا ہوں" ___ تنویر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ___ آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں ___ مجھے مار کر آپ کو کچھ حاصل نہ ہو گا ___ میں تو ویسے ہی مر رہا ہوں۔ اگر آپ کے ہاتھوں مر جاؤں گا تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا" ___ نوجوان نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اچھا بولو ___ اگر تم نے صحیح بتا دیا تو تمہیں قیمت ملے گی" ___ تنویر نے کہا۔

"جناب! ___ یہاں سڑک پر نہیں۔ آپ اِدھر گلی میں آ جائیں۔ یہاں قریب ہی میرا مکان ہے وہاں آ جائیں ___ وہ لوگ بہت ظالم ہیں

SCANNED BY JAMSHED

انہیں اب تک میرے متعلق معلوم نہیں ہے۔ ورنہ جیکب کے ساتھ میری لاش بھی کہیں پڑی ہوتی" ___ نوجوان نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ گلی میں سے گزر کر دائیں طرف ایک اور تنگ سی گلی میں گھسا اور پھر اس نے ایک پرانے سے دروازے کی کنڈی کھولی اور اندر چلا گیا۔ مکان کی حالت بے حد خستہ تھی۔ ہر طرف گندگی تھی۔ وہ اسے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گیا جس میں ایک جھلنگا سی چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ اور ساتھ ایک ٹوٹی ہوئی کرسی تھی۔

"یہ میرا کمرہ ہے صاحب! ___ آپ دیکھ رہے ہیں میری حالت۔ اب آیئے! میں آپ کو جیکب کے کمرے میں لئے چلتا ہوں۔ تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ وہ میرا بھائی تھا" ___ اس نوجوان نے کہا اور پھر ایک دروازہ کھول کر اندر گیا۔ تنویر اس کے پیچھے تھا۔

اس کمرے کی حالت خاصی بہتر تھی۔ ایک صوفہ۔ ایک بڑی الماری۔ ایک بیڈ اور ایک میز تھی۔ گو فرنیچر پرانا تھا لیکن بہرحال اس نوجوان کے کمرے سے زیادہ صاف تھا۔ سامنے کارنس پر ایک تصویر رکھی ہوئی تھی۔ یہ تصویر جیکب کی تھی۔ اس کے نقوش واضح طور پر اخبار اور پولیس والے فوٹو سے ملتے تھے۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے یقین آ گیا ہے کہ جیکب یہاں رہتا تھا اور تمہارا بھائی تھا ___ اب بولو" ___ تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جناب میرے بھائی کو ڈائری لکھنے کی عادت تھی اور اس کی ڈائری اس وقت میرے قبضے میں ہے ___ اس ڈائری سے آپ کو مکمل

معلومات مل سکتی ہیں ۔۔۔ میں وہ ڈائری ایک محفوظ جگہ پہنچا چکا ہوں اگر آپ پانچ ہزار روپے دیں تو یہ ڈائری آپ کو مل سکتی ہے" ۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے احمق آدمی ۔۔۔ میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں اور تم سر پہ چڑھے جا رہے ہو ۔۔۔ پانچ ہزار روپیہ ۔۔۔ ہنہ تمہیں پانچ روپے دے سکتا ہوں ۔۔۔ بولو منظور ہے ۔۔۔ یا پھر میں تمہارا گلا دبا کر تم سے ڈائری اگلواؤں" ۔۔۔ تنویر نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ تھی اور نوجوان سہم کر پیچھے کی طرف ہٹ گیا۔

"جج ۔۔ جناب پانچ روپے ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ۔۔۔؟ نوجوان نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو! ۔۔۔ میں زیادہ سے زیادہ تمہیں سو روپے دے سکتا ہوں اور یہ بھی صرف تم پر رحم کھاتے ہوئے ۔۔۔ ورنہ میں نے زندگی میں کبھی فقیر کو ایک پیسہ نہیں دیا ۔۔۔ میں تو گولی چلانا جانتا ہوں۔ دوسری بات بھی نہیں کرتا ۔۔۔ بولو ڈائری دیتے ہو یا پھر میں اس نوٹ کو جیب میں رکھ لوں" ۔۔۔ تنویر نے جیب سے سو کا نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔ کاش! میں کسی اور کو یہ راز فروخت کر دیتا ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ دو ڈھائی ہزار ضرور مل جاتے ۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی کہ میں نے آپ کو کہہ دیا ۔۔۔ بہرحال ٹھیک ہے" ۔۔۔ نوجوان نے تنویر کے ہاتھ سے نوٹ لیتے ہوئے کہا اور پھر بڑی

SCANNED BY JAMSHED

احتیاط سے یوں تہہ کر کے جیب میں رکھا جیسے یہ سو کا نوٹ نہ ہو بلکہ لاکھوں روپے کا بنڈل ہو۔ اور پھر وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔ اس نے دراز کھولی اور اس میں سے نیلے رنگ کے کور چڑھی ایک ڈائری نکال کر تنویر کی طرف بڑھا دی۔

تنویر نے بڑے بیتابانہ انداز میں ڈائری اس کے ہاتھ سے لی اور اس کے ورق کھولنے لگا۔ ڈائری میں زیادہ تر عام چھوٹی موٹی لڑائیوں لڑکیوں کے پتے ۔۔۔ فون نمبر ۔۔۔ معاشقوں کے قصے درج تھے لیکن آخری صفحے پر نظر پڑتے ہی وہ چونک پڑا۔ اس پر درج تھا۔ "آج باس فرینکی نے مجھے ایک بڑا کام دیا ہے۔ ایک غیر ملکی تنظیم نے باس سے با اعتماد آدمی مانگا تاکہ ان کے ہیڈ کوارٹر میں کام کر سکے۔ باس نے مجھے جانے کا حکم دیا ہے۔ دو ہزار روپے روز معاوضہ۔ اور پھر اگر میں نے ان غیر ملکیوں کا اعتماد حاصل کر لیا تو میں بہت بڑا آدمی بن جاؤں گا۔ باس فرینکی سے بھی بڑا۔ مجھے اب غیر ملکیوں کے ساتھ ایگل ہلز کی کوٹھی نمبر پچیس میں رہنا ہوگا۔ میں آج ہی وہاں جاؤں گا" ۔۔۔ اس کے ساتھ ہی تحریر ختم ہو گئی اور تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر دی۔

"اگر ہو سکے تو ایک سو اور دے دو" ۔۔۔ نوجوان نے بڑے مسکین سے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ تم وہ سو بھی واپس نکالو ۔۔۔ جو کچھ اس ڈائری میں درج ہے۔ وہ مجھے پہلے سے معلوم ہے۔ مجھے اس کے بعد کی معلومات چاہئیے تھیں" ۔۔۔ تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"اس کے بعد کی ——— اوہ ٹھیک ہے ——— چلو نکالو سو روپے میں تمہیں تازہ ترین معلومات دیتا ہوں" ——— نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے چٹاخ کی زوردار آواز گونجی اور نوجوان گیند کی طرح اچھل کر کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی جس سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔

"اُلو کے پٹھے! ——— تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے ——— میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں اور تم سر پر چڑھتے آ رہے ہو ——— فوراً بکو ——— ورنہ گولی مار کر ڈھیر کر دونگا" ——— تنویر نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز اتنا وحشیانہ تھا کہ فرش پر گرا ہوا نوجوان بُری طرح گھگھیانے لگا۔ اس کے منہ سے خون کی لکیر باہر کو بہہ رہی تھی اور تکلیف کی شدت سے اس کا سانس رُک رُک کر آ رہا تھا۔ لیکن تنویر کو اس انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ نوجوان اپنی تکلیف بھول گیا۔

"بب ——— بب ——— بتاتا ہوں ——— خدا کے لئے مجھے مت مارو" نوجوان نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"بکو جلدی" ——— تنویر نے جھک کر اس کا گریبان پکڑا اور اُسے یوں ہوا میں اٹھا لیا جیسے وہ ربڑ کا بنا ہوا تھا۔

"وہ ہلٹن روڈ کی کوٹھی نمبر بارہ میں شفٹ ہو گیا تھا ——— اُسے یقیناً وہیں ہلاک کیا گیا ہے ——— کیونکہ اسی کالونی کے کوڑے کے ڈھیر پر سے اس کی لاش ملی ہے" ——— نوجوان نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا" ——— ؟ تنویر نے اُسے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"جب وہ ایگل ہلز میں تھا تو وہ مجھے روزانہ خرچہ بھیجتا تھا ——— پھر جو آدمی خرچہ لے کر آتا تھا اس نے بتایا کہ وہ فوری طور پر شفٹ ہو گئے ہیں ——— اسی نے بتایا تھا" ——— نوجوان نے جواب دیا اور تنویر نے اُسے جھٹکا دے کر نیچے پھینک دیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے انتہائی قیمتی معلومات حاصل کر لی تھیں اور اُسے یقین تھا کہ ایکسٹو اس کی اس کارکردگی پر اس کی یقیناً تعریف کرے گا۔ وہ تیزی سے گلی سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اپنے فلیٹ کی طرف اُڑی چلی جا رہی تھی۔

موشے جمشید آغا کے رُوپ میں بڑی آسانی سے اس کی جو
ایڈجسٹ ہوگیا کیونکہ وہ خود الیکٹرک انجینئر رہ چکا تھا اس لئے اُسے ذر
برابر بھی تکلیف نہ ہوئی۔ وہ اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک
اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی نے اس کی کلائی پر ضربیں لگانا شرو
کردیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے بڑی تیزی سے گھڑی ک
بٹن دبایا۔ ضربیں لگنا بند ہوگئیں اور پھر وہ اٹھ کر ملحقہ باتھ روم کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ اس نے نل کھولا اور دروازے کو اندر سے چٹخنی لگا دی
اس کے بعد اس نے گھڑی اتار کر اس کے ونڈ بٹن کو دو بار مخصوص ان
میں دبا کر اُسے باہر کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے گھڑی کے ڈائل پر ایک سر
رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"یس موشے سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ موشے نے گھڑی سے منہ
لگا کر آہستہ سے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"جیکسن سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے سفید بالوں
والے باس کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ اوور" ۔۔۔ موشے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری طرف سے کیا رپورٹ ہے موشے۔ اوور" ۔۔۔ باس
نے پوچھا۔

"سر! ۔۔۔ کام خاصی تیز رفتاری سے ہو رہا ہے ۔۔۔ میں نے ٹارگٹ
ڈش کر لئے ہیں ۔۔۔ اب صرف سامان اور آدمیوں کے آنے کی
دیر ہے۔ اوور" ۔۔۔ موشے نے جواب دیا۔

"ہوں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ سنو! یہاں خاصی گڑبڑ ہو چکی ہے۔
مائیکل اور نوبل ہلاک ہو چکے ہیں ۔۔۔ مزید افراد بھی ختم ہو چکے ہیں۔
مقامی افراد سے تعلق ختم کیا جا چکا ہے اس لئے اب مقامی آدمیوں
کو استعمال نہیں کیا جائے گا ۔۔۔ میں اور رچرڈ اب مل کر کام کر رہے
ہیں ۔۔۔ ہم نے رات ایک بہت بڑا ٹارگٹ ہٹ کیا ہے بہت بڑا۔
اسی ٹارگٹ کے دوران ہی نوبل اور دوسرے آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔
اب سارا کام ہم نے خود کرنا ہے۔ اوور" ۔۔۔ باس نے کہا اور موشے
اپنے ساتھی نوبل اور مائیکل کی ہلاکت کا سن کر حیرت سے بُت بنا رہ گیا۔
اسے یقین نہ آرہا تھا لیکن ظاہر ہے باس غلط تو نہیں کہہ سکتا۔

"مگر باس! ۔۔۔ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ اوور" ۔۔۔ موشے نے کہا۔

"تفصیل یہاں نہیں بتائی جا سکتی ۔۔۔ تم ہیڈ کوارٹر آجاؤ ۔۔۔ وہاں
تمہیں تفصیل بھی بتائی جائے گی اور نئی منصوبہ بندی بھی ڈسکس کر لی جائے
گی۔ اوور" ۔۔۔ باس نے کہا۔

"بہتر باس! ـــ میں آج آجاؤنگا۔ اوور" ـــ موشے نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"خورشید کیسا جا رہا ہے ـــ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔ اوور" ـــ باس نے پوچھا۔

"نہیں باس! ـــ وہ مکمل کنٹرول میں ہے اور اسی کی وجہ سے میں یہاں ایڈجسٹ ہوا ہوں اور ٹارگٹ بھی کور ہوتے ہیں۔ اوور" ـــ موشے نے جواب دیا۔

"او کے ـــ پھر بھی محتاط رہنا۔ ہمارا اصل مشن یہی ہے اور ہر صورت میں کامیاب ہونا ہے۔ اوور" ـــ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ـــ میں خیال رکھوں گا۔ اوور" ـــ موشے نے جواب دیا۔

"اور سنو! ـــ خورشید پر کڑی نگاہ رکھنا ـــ وہ شخص بیحد کایاں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کنٹرول کے باوجود کچھ گڑبڑ ہو جائے۔ اوور" ـــ باس نے نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں باس! ـــ میں محتاط ہوں۔ اوور" ـــ موشے نے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

موشے نے ونڈ بٹن دبا کر گھڑی دوبارہ کلائی پر باندھی اور پھر [illegible] کرکے اور دروازہ کھول کر واپس اپنے دفتر میں آگیا۔ اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ موشے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

SCANNED BY JAMSHED

"یس" ـــ موشے کا لہجہ بالکل جمشید آغا سے ملتا جلتا تھا۔

"سر! ـــ ایم۔ ڈی نے آپ کو یاد فرمایا ہے ـــ کوئی ٹاپ میٹنگ کال کی ہے انہوں نے" ـــ پی۔ اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے" ـــ موشے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ویسے اس کے ذہن میں خدشے ابھر آئے تھے کہ مینجنگ ڈائریکٹر نے اچانک ہنگامی میٹنگ کیوں کال کی ہے۔ اس نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ـــ رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"خورشید صاحب سے بات کراؤ" ـــ موشے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ خورشید کو ٹٹولنا چاہتا تھا کہ آخر یہ ہنگامی میٹنگ کیوں ہو رہی ہے؟ خورشید کی آواز سنائی دی۔

"خورشید! ـــ ایم۔ ڈی نے ہنگامی میٹنگ کال کی ہے۔ کیا تمہیں پتہ ہے" ـــ؟ موشے نے پوچھا۔

"ہاں! ـــ میں نے ہی تو اطلاعات بھیجی ہیں ـــ کیوں" ـــ؟ خورشید نے جواب دیا۔

"کون کون آرہا ہے ـــ؟ اور میٹنگ کیوں کال کی جا رہی ہے"؟ موشے نے پوچھا۔

"ارے یار! ـــ کوئی خاص بات نہیں ـــ مرکز سے سکیورٹی سخت کرنے کے احکامات آتے ہیں ـــ اسی سلسلے میں میٹنگ کال کی جا رہی ہے ـــ سارے چیف اکٹھے ہو رہے ہیں" ـــ خورشید نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اچھا تو رسمی میٹنگ ہے ۔ میں نے سمجھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ۔۔۔ موشے نے جواب دیا۔

"نہیں ۔ خاص بات کیا ہونی ہے ۔۔۔ بس ایسے احکامات آتے ہی رہتے ہیں" ۔۔۔ خورشید نے جواب دیا اور موشے نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے چپڑاسی نے آ کر کار تیار ہونے کی اطلاع دی تو موشے اٹھ کر باہر کی طرف چل پڑا۔

SCANNED BY JAMSHED

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔ بلیک زیرو کو اس نے کہیں کام پر بھیجا ہوا تھا اور اس وقت وہ دانش منزل میں اکیلا تھا۔ جب سے یہ دہشت پسندانہ کارروائیاں شروع ہوئی تھیں وہ دانش منزل میں ہی رہ رہا تھا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔ اور تنویر نے پوری تفصیل کے ساتھ ساری بات بتا دی کہ کس طرح وہ مجرموں کا پتہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

"گڈ ۔ تنویر تم نے بڑی ذہانت سے کام لیا ہے" ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب" ـــــ تنویر کا لہجہ مسرت سے پُر تھا۔

"تم نے ہلٹن روڈ کی کوٹھی نمبر بارہ کو چیک کیا کہ وہاں کون رہ رہا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں سر ـــ میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو رپورٹ دے دوں پھر جیسے آپ حکم فرمائیں" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ تم وہیں پہنچو ـــ میں صفدر اور عمران کو وہاں بھیج رہا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر تنویر کی بات سُنے بغیر ہی کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

تنویر کا حاصل کردہ یہ کلیو واقعی انتہائی کارآمد تھا۔ کم از کم مجرموں کا ایک نیا اڈہ تو سامنے آیا تھا۔

عمران نے صفدر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس سر ـــ فرمایئے" ـــــ صفدر کی مستعد آواز سنائی دی۔

"صفدر! ـــ تم مسلح ہو کر ہلٹن روڈ کی کوٹھی نمبر بارہ پر پہنچو۔ تنویر وہاں موجود ہو گا ـــ کیپٹن شکیل کو بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ ـــ میں عمران کو بھی بھیج رہا ہوں ـــ تنویر نے مجرموں کے اس نئے اڈے کا کلیو تلاش کیا ہے۔ وہاں فوری چھاپہ مارنا ہے" ـــــ عمران نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر! ـــ میں کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر ابھی پہنچ جاتا ہوں" ـــ

SCANNED BY JAMSHED

صفدر نے جواب دیا اور عمران نے اس بار بھی بغیر کوئی جواب دیئے رسیور رکھ دیا۔ پھر آڈیٹک کنٹرول کو آن کرنے کے بعد وہ تیزی سے آپریشن روم سے نکل کر باہر گیراج کی طرف بڑھتا گیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے ہلٹن روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ہلٹن روڈ شہر کے شمال مشرقی علاقے میں ایک نئی کالونی تھی جسے حال ہی میں آباد کیا گیا تھا۔

جب وہ ہلٹن روڈ پر پہنچا تو اُسے دانش منزل سے چلے ہوئے تقریباً بیس منٹ ہو چکے تھے۔ ہلٹن روڈ کے پہلے چوک پر پہنچتے ہی کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اُسے ایک طرف کھڑی کر کے وہ نیچے اتر آیا۔ اس نے احتیاطاً ریڈی میڈ میک اپ کر لیا تھا اور پھر وہ ادھر اُدھر بنی ہوئی کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد اُسے کوٹھی نمبر بارہ نظر آ گئی۔

یہ ایک خاصی بڑی اور کشادہ کوٹھی تھی جس کے گرد ابھی کوئی کوٹھی تعمیر نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اردگرد پلاٹ خالی پڑے ہوئے تھے۔ اسی لمحے ایک درخت کی آڑ سے صفدر نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

"عمران صاحب" ـــــ صفدر نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ شکیل اور تنویر کہاں ہیں" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ دونوں کوٹھی کے اندر ہیں" ـــــ صفدر نے کہا

"کیا مطلب ـــ اندر ہیں ـــ کیوں" ـــــ؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے ـــــ تنویر پہلے ہی چیک کر چکا ہے۔

SCANNED BY JAMSHED

میں آپ کی وجہ سے باہر رک گیا تھا" ___ صفدر نے جواب دیا

"اوہ اچھا! — آؤ شاید کوئی کلیو مل جائے" ___ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ مجرم خاصے ہوشیار ثابت ہو رہے تھے اور وہ کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

صفدر نے پھاٹک کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا۔ برآمدے میں انہیں کیپٹن شکیل اور تنویر بھی مل گئے۔

"کچھ بھی نہیں ہے — کوٹھی بالکل خالی پڑی ہے" ___ کیپٹن شکیل نے مایوسانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں کچھ بھی نہیں ہے — ؟ جہاں تنویر بھائی موجود ہوں وہاں کچھ نہیں کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیئے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے قدم جہاں پڑیں گے — وہاں بربادی ہی ہوتی ہے۔ اچھا خاصا کلیو ڈھونڈا تھا مگر تمہاری وجہ سے کچھ بھی نہیں ملا" ___ تنویر نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"قدم تو پہلے تمہارے پڑے ہیں تنویر بھائی! — میں بے چارہ تو بعد میں آیا ہوں — جہاں تک کلیو ڈھونڈنے کا تعلق ہے یہ جاسوسی کا واقعی جدید ترین انداز ہے کہ کسی خالی کوٹھی کا پتہ بتا دیا اور بس بن گیا کلیو" ___ عمران نے جواب دیا اور صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ میں نے فراڈ کیا ہے — خالی کوٹھی کا پتہ بتایا ہے" ___ تنویر نے اشتعال میں آتے ہوئے کہا۔

"ارے میرے لئے تو خالی نہیں ہے — جس وقت میں اور صفدر پہنچے تو وہاں دو آدمی موجود تھے — میں تو تمہارے چوہے کو یہی رپورٹ دوں گا" ___ عمران نے کہا اور تنویر بُرا سامنہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

عمران نے اب خالی کمروں میں گھومنا شروع کر دیا۔ واقعی ہر چیز وہاں سے صاف کر دی گئی تھی۔ اچانک عمران ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔ اُسے فرش کے کونے میں ردی کی ایک خالی ٹوکری نظر آ رہی تھی جس کے نیچے سے کاغذ کے ایک ٹکڑے کا ایک کونا دکھائی دے رہا تھا۔

عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے ٹوکری ہٹا کر وہ کاغذ اٹھا لیا۔ یہ بڑے کاغذ کا ایک پھٹا ہوا ٹکڑا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے ٹوکری خالی کرتے وقت یہ اُڑ کر نیچے فرش پر گرا اور پھر اس پر ٹوکری آجانے کی وجہ سے ٹوکری خالی کرنے والے کو اس کی موجودگی کا پتہ نہ چلا۔

کاغذ کے اس ٹکڑے پر چند ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ عمران ان ہندسوں پر غور کرتا رہا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ یہ فون نمبر بھی تو ہو سکتا تھا۔ لیکن دارالحکومت میں فون نمبر چھ ہندسوں میں تھے جبکہ یہ ہندسے پانچ تھے۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور پھر اس نے ایک طرف میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔ فون کام کر رہا تھا۔ اس نے تیزی سے انکوائری کے نمبر گھمائے۔

"یس انکوائری پلیز" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض فرام سنٹرل انٹیلی جنس" ۔۔۔ عمران نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ حکم سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ نمبر نوٹ کرو ۔۔۔ اور مجھے بتاؤ کہ مکمل نمبر کیا ہیں ۔۔۔ اور یہ کس کا فون نمبر ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے چٹ پر لکھے ہوئے نمبر دوہرا دیئے۔

"سر ایک منٹ" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور پھر عمران خاموش ہو گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی خاموش کھڑے تھے۔

"سر! ۔۔۔ اس سے پہلے دن ہے جو ہمارا سنٹرل ایکس چینج کوڈ ہے اور یہ فون سن رائز کالونی کی کوٹھی نمبر ستاون اے کا ہے مسٹر کے۔ ایچ راہو..." آپریٹر نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ لیکن یہ ٹاپ سیکرٹ ہے سمجھے" ۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں سر" ۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی تنویر! ۔۔۔ ایک اور کوٹھی کا نمبر مل گیا ۔۔۔ اب دعا کرو کہ یہ خالی نہ ہو ۔۔۔ ورنہ تمہارا چوہا پھٹے سے اکھڑ جائے گا" ۔۔۔ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ تم باس کو بار بار چوہا کہہ کر اس کی توہین کر رہے ہو" ۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یعنی ایک دو بار کہنے پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ ایک بار تو تم نے خود بھی کہا ہے ۔۔۔ تمہیں غصہ صرف بار بار کہنے پر ہے" ۔۔۔ عمران نے فلسفہ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے ۔۔۔ ہمیں ذرا اس کوٹھی کو چیک کرنا چاہیئے" ۔۔۔ صفدر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ تو چلو کر لیتے ہیں چیک" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی اپنی کاروں میں سوار ہو کر سن رائز کالونی کی طرف بڑھنے لگے۔

سن رائز کالونی کے چوک پر پہنچ کر انہوں نے کاریں روک دیں اور پھر وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر ستاون اے کوٹھی کو ڈھونڈنے لگے اور پھر تھوڑی دیر بعد کوٹھی ان کی نظروں کے سامنے تھی۔

"تم سب یہیں ٹھہرو۔ میں اندر جاتا ہوں ۔۔۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں تمہیں کاشن دے دونگا" ۔۔۔ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر ان کے سر ہلا دینے پر وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوٹھی کے گیٹ پر کے۔ ایچ راہولا کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کال بیل پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک نہ ہٹائی

جب تک ایک دھماکے سے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی نہ کھل گئی۔ ایک غیر ملکی نوجوان باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر زبردست جھلاہٹ تھی۔

"کیا تمہیں کال بیل بجانے کی تمیز نہیں ہے" ——— غیر ملکی نوجوان نے باہر نکلتے ہی خاصے برہم لہجے میں کہا۔

"قمیض ——— کال بیل قمیض ——— ارے بیل باٹم پتلون تو سنی تھی۔ یہ کال بیل قمیض بھی آ گئی" ——— عمران نے حیرت سے پر لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم ——— ؟ اور کیوں بجائی تھی تم نے کال بیل" ——— ؟ غیر ملکی نے اُسے سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گڈ! ——— کوشش کرو تو اچھے خاصے شاعر بن سکتے ہو ——— ہمیں راہولا صاحب سے ملنا ہے ——— انہیں کہہ دیں کہ مسٹر ڈم ڈم تشریف لائے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"مسٹر ڈم ڈم ——— یہ کیسا نام ہے" ——— ؟ غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب راہولا نام ہو سکتا ہے تو ڈم ڈم میں کیا برائی ہے ——— مجھے یقین ہے کہ تمہارا نام مولا ہی ہو گا ——— ہمارے ہاں کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ لڑا دے ممولے کو شہباز سے" ——— عمران کی زبان چل پڑی تھی۔

"بھاگ جاؤ ——— راہولا صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں" نوجوان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے کھڑکی کے اندر جا کر کھڑکی بند کر دی۔

عمران چند لمحے وہاں کھڑا رہا پھر وہ واپس مڑا۔ اس نے ہاتھ سر کے

SCANNED BY JAMSHED

اوپر اٹھا کر دور کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کو ایک مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ تیزی سے پھاٹک کے اوپر یوں چڑھتا چلا گیا جیسے ساری عمر یہی کام کرتا چلا آیا ہو۔ دوسرے لمحے وہ پھاٹک کے اندر کود گیا۔ کوٹھی کا وسیع و عریض لان خالی پڑا ہوا تھا۔

اندر کودتے ہی وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ برآمدے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک دو غیر ملکی ایک طرف سے نکل آئے۔ ان کے چہروں پر شدید غصہ تھا۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو باہر آیا تھا۔

"ارے تم اندر آ گئے ——— کیسے آئے تم" ——— ؟ اس نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈم ڈم کو تمہارے یہ پھاٹک نہیں روک سکتے ——— میں تو شاہی قلعے کے پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود جاتا ہوں" ——— عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ اپنا قابل فخر کارنامہ سُن رہا ہو۔

"تم چاہتے کیا ہو ——— ؟ کیا پولیس کو بلائیں" ——— ؟ دوسرے غیر ملکی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بلا لو ——— لیکن اگر انہیں بھی پھاٹک پر سے کود کر آنا پڑا تو مسٹر راہولا کو تھانے کا پھاٹک پھاندنا پڑے گا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں یہ کوئی پاگل ہے" ——— دوسرے غیر ملکی نے چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری ——— میرا نام کوئی پاگل نہیں، ڈم ڈم ہے ——— تم مسٹر راہولا

سے جاکر کہو تو سہی ـــ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ! ـــ تمہیں ملوا ہی دیں صاحب سے" ـــ پہلے غیر ملکی نے اچانک کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دل ہی دل میں کوئی فیصلہ کر چکا ہے۔

"چلو" ـــ عمران نے یوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے بھوکے کو کھانے کی نوید مل گئی ہو۔

برآمدے کے سامنے موجود گیلری سے ہوتے ہوئے وہ ایک کمرے کے دروازے پر جاکر رک گئے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان" ـــ اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور اس غیر ملکی نے دروازے کو دھکیل کر کھول دیا اور پھر وہ دونوں عمران کو لئے اندر داخل ہو گئے۔

عمران نے دیکھا کہ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ اس میں بڑی سی لائبریری بنی ہوئی تھی۔ درمیان میں ایک میز کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بال برف کی طرح سفید تھے اور اس نے اپنے سامنے میز پر ایک موٹی سی فائل کھول رکھی تھی۔ اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس فائل کا مطالعہ کر رہا ہے۔

"یہ کیا حماقت ہے ـــ بغیر اطلاع دیئے یہ تم کسے لے آئے ہو" ـــ ؟ سفید بالوں والے نے بڑے کرخت لہجے میں عمران کو لے آنے والے غیر ملکیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"سر ـــ یہ شخص کوئی پاگل لگتا ہے ـــ پہلے اس نے کال بیل بجائی اور جب میں باہر گیا تو اس نے الٹی سیدھی باتیں شروع کر دیں جس میں پھاٹک بند کر کے آگیا ـــ لیکن پھر یہ پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود گیا ـــ یہ اپنا نام ڈم ڈم بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے آپ سے ملنا ہے" ـــ اس غیر ملکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جو گیٹ سے باہر آیا تھا۔

"ڈم ڈم ـــ یہ کیسا نام ہے ـــ بہرحال ٹھیک ہے میں خود بات کر لیتا ہوں" ـــ غیر ملکی نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں اسے چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں مسٹر ڈم ڈم" ـــ ؟ غیر ملکی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

عمران ان دونوں کے جاتے ہی ایک کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھ چکا تھا۔ اس کی تیز نظروں نے غیر ملکی اور کمرے کا مکمل جائزہ لے لیا تھا۔

"میں کوٹھی کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ آپ کی نیم پلیٹ پر نظر پڑی دراصل میں مخفف ناموں سے بڑا الرجک ہوں اور جب تک مجھے ان کی تفصیل معلوم نہ ہو ـــ میری بے چینی دور نہیں ہوتی۔ اور آپ کے نام کے سامنے کے۔ ایچ لکھا ہوا ہے" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم صرف یہی پوچھنے کے لئے آئے ہو ـــ یہ بات تم میرے ملازم سے بھی پوچھ سکتے تھے" ـــ غیر ملکی کا لہجہ درشت ہو گیا۔

"میں نے پوچھنے کے لئے تمہید باندھی ہی تھی کہ اس نے دروازہ بند کر دیا ۔۔۔ اس لئے مجبوراً مجھے کود کر اندر آنا پڑا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری اس غیر قانونی حرکت پر اگر میں پولیس کو بلاؤں تو" ۔۔۔؟ غیر ملکی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"بلالیں ۔۔۔ میں مانوں گا ہی نہیں کہ میں پھاٹک پر چڑھ کر آیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے اُسے پولیس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"کے ۔ ایچ سے مطلب کینٹ ہیگل ہے ۔۔۔ میرا پورا نام کینٹ ہیگل راہولا ہے ۔۔۔ اور میں جمیکا سفارت خانے میں ڈپٹی سیکرٹری ہوں"۔ اس غیر ملکی نے اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلادیا کیونکہ وہ ایک دیوار پر جمیکا کے صدر کی تصویر اور جمیکا کے قومی جھنڈے کو پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔

"میرا نام پروفیسر ڈم ڈم ہے ۔۔۔ میں نیشنل یونیورسٹی میں جادو کا پروفیسر ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"جادو کا پروفیسر ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیا تم جادوگر ہو" ۔۔۔؟ غیر ملکی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے آکو بانکا یونیورسٹی سے جادو کے مضمون پر ڈاکٹریٹ کیا ہے ۔۔۔ اس علم کا اصل نام علم مابعد الطبیعات ہے۔ عرفِ عام میں اسے جادو کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔ بہرحال میرے لائق کوئی مزید خدمت ہو تو بتایئے میں ایک اہم فائل کا مطالعہ کر رہا ہوں" ۔۔۔ غیر ملکی نے جواب دیا۔ اس کے انداز سے بیزاری جھلکنے لگی تھی۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ میرے خیال میں اب مجھے اجازت دیجئے ۔ بے حد شکریہ ! ۔۔۔ اب میری بے چینی دور ہو گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے اٹھ کر باقاعدہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور غیر ملکی نے اس بار کھڑے ہو کر باقاعدہ ہاتھ ملایا اور عمران بڑی بے نیازی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ کمرے سے نکل کر وہ برآمدے میں آیا تو ایک غیر ملکی وہاں موجود تھا۔

"ہو گئی ملاقات" ۔۔۔ اس غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"کہاں ہوئی ہے ۔۔۔ بڈھا پٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتا" ۔۔۔ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ غیر ملکی برآمدے میں اطمینان سے کھڑا رہا۔

عمران پھاٹک کی کھڑکی کھول کر باہر نکل آیا۔ اور اطمینان سے سڑک کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک بار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد چوک پر پہنچا تو اس کے ساتھی بھی دوسری سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ۔۔۔؟ صفدر نے پوچھا۔

"ابھی کچھ نہیں ہوا ۔۔۔ وہ اپنا تعلق جمیکا سفارت خانے سے بتاتا ہے بہرحال اب سوائے سخت نگرانی کے اور کوئی صورت نہیں ۔۔۔ تم نگرانی

SCANNED BY JAMSHED

کرو۔ میں جا رہا ہوں" ——— عمران نے مختصر لفظوں میں کہا اور پھر تیز تیز قدموں سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ لیکن وہ اپنی کار کی طرف جانے کی بجائے پیدل ہی آگے بڑھتا گیا۔

چوک سے کچھ دور جانے کے بعد عمران تیزی سے مڑا اور پھر سڑک کراس کر کے وہ ایک زیر تعمیر کوٹھی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا پچھلی سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔

پچھلی سڑک پر پہنچ کر عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا میک اپ باکس نکالا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے اپنے چہرے اور بالوں پر چلنے لگے۔ وہ ایک زیر تعمیر عمارت کے ایک بے چھت کے کمرے میں موجود تھا۔

میک اپ کر کے اس نے اپنا کوٹ اتارا اور اسے الٹ کر دوبارہ پہن لیا۔ اب کوٹ کا ڈیزائن اور رنگ بدل چکا تھا۔ پھر وہ باہر نکلا اور تیزی سے راہدا کی کوٹھی کے عقب کی طرف بڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ چند لمحے وہاں رکنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی دیوار کود کر اندر داخل ہو گیا۔ پھر پائیں باغ سے ہوتا ہوا تیزی سے اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ پائیں باغ کی طرف کوئی آدمی موجود نہ تھا اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا اصل عمارت کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ عمران چند لمحے کھڑکی کے نیچے رکا اندر سے آہٹ لیتا رہا۔ پھر وہ اچھل کر کھڑکی کے اندر کود گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسے خوابگاہ کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ عمران

ن کے دروازے کی طرف بڑھا اور ابھی وہ دروازے کی قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے دوسری طرف سے اسی غیر ملکی کی تیز آواز سنائی دی۔

"میں کہتا ہوں کہ اگر وہ عام سا آدمی تھا تو پھر اسے اس طرح اندر آنے کی کیا ضرورت تھی ——— ؟ یقیناً وہ کوئی غلط آدمی تھا" ——— غیر ملکی غصیلے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"مگر جناب! ——— وہ یہاں سے نکل کر سیدھا چوک کی طرف گیا اور پھر پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا ——— اس کی چال میں بڑا اطمینان تھا اور نہ ہی اس سے کوئی اور آدمی ملا" ——— ایک اور آواز سنائی دی یہ وہی غیر ملکی تھا جس سے عمران کی ملاقات پھاٹک سے باہر ہوئی تھی۔

"ہونہہ ——— اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کوئی سنکی آدمی تھا لیکن پھر بھی محتاط رہنا چاہیئے ——— سفارت خانے کی وجہ سے کوئی بھی چکر چل سکتا ہے" ——— سفید بالوں والے کی آواز ابھری۔

"ہم پوری طرح محتاط ہیں ——— ویسے سر! ——— ایک اور خیال مجھے آ رہا ہے ——— کہیں یہ سلسلہ ٹاپ راک کا نہ ہو" ——— اسی غیر ملکی نے کہا۔

"اوہ ٹاپ راک ——— مگر ہمارا پتہ انہیں کیسے مل سکتا ہے ——— ؟ اور پھر ہمارا کوئی براہ راست تعلق بھی نہیں ہے" ——— باس کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی اصل بات سامنے آ ہی گئی۔

"تعلق تو نہیں ہے ——— لیکن ہو سکتا ہے کوئی تعلق ٹریس ہو گیا ہو ——— میرا خیال ہے کہ آپ ٹاپ راک کو اس کی اطلاع دے دیں" ———

غیر ملکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں فون پر کہہ دیتا ہوں" ـــــ باس نے کہا اور پھر ریسیور اٹھانے اور نمبر گھمانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

عمران نے پوری توجہ نمبر گھمانے کی آواز پر لگا رکھی تھی۔ کم اور زیادہ گھومنے سے نمبروں کو سمجھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ جیسے جیسے نمبر گھومنے کی آواز آتی رہی اس کے ذہن میں نمبر آتے چلے گئے۔

"ہیلو ـــ راہولا بول رہا ہوں ـــ جیکسن سے بات کراؤ" ـــ باس کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر جیکسن! ـــ میں کے۔ ایچ راہولا بول رہا ہوں ـــ آج ایک ملکی سا آدمی میری کوٹھی میں جبراً داخل ہوا ہے ـــ وہ مجھ سے مل کر میرے پورے نام کو جاننا چاہتا تھا ـــ اپنا نام مسٹر ڈم ڈم بتا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ نیشنل یونیورسٹی میں مابعد الطبیعات کا پروفیسر ہے" ـــ باس کی آواز سنائی دی۔

پھر چند لمحے خاموشی رہی۔ شائد باس دوسری طرف سے جیکسن کا جواب سن رہا تھا۔

"وہ نوجوان سا آدمی تھا" ـــ چند لمحوں بعد باس نے جواب دیا اور پھر اس نے عمران کا وہ حلیہ بتانا شروع کر دیا جس میں وہ کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔

"میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے چکر میں آیا ہو ـــ سفارت خانے کی مجبوریوں سے ہم نے آپ کو ہلٹن روڈ والی کوٹھی دی تھی ـــ لیکن پلیز! ـــ آپ آئندہ ہم سے کوئی ربطہ نہ رکھیں۔ ورنہ ہم یہاں کے حکام کو اطلاع دے دیں گے" ـــ باس کا لہجہ سخت ہو گیا۔ شائد دوسری طرف سے جیکسن نے غصہ دلانے والی بات کی تھی۔

"شکریہ! ـــ آپ جو کرتے ہیں وہ آپ کا فعل ہے ـــ اور مجھے آپ کے کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے ـــ لیکن ہمیں ملوث نہیں ہونا چاہیئے۔ بس میری اتنی درخواست ہے۔ گڈ بائی" ـــ باس نے دوسری طرف سے کچھ سننے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے واپس کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب صورت حال واضح ہو گئی تھی اور اصل کلیو بھی مل چکا تھا اس لئے وہ جلد از جلد باہر پہنچنا چاہتا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کی عقبی دیوار کود کر سڑک پر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

SCANNED BY JAMSHED

SCANNED BY JAMSHED

"احمق ___ خواہ مخواہ گھبرا رہا ہے" ___ باس نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون تھا باس" ___ ؟ رچرڈ نے پوچھا۔

"وہ جمیکا سفارت خانے کا ڈپٹی سیکرٹری راہولا ___ کوئی شخص ان کی کوٹھی میں جبراً داخل ہوا ہے تو مجھے فون کر دیا کہ تمہاری وجہ سے آیا ہے" ___ باس جیکسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مگر ہم سے اس کا کیا تعلق ہے" ___ ؟ رچرڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہلٹن روڈ کی ایک کوٹھی ہم نے ان سے حاصل کی تھی پوائنٹ نمبر جسے خالی کر دیا گیا ہے" ___ باس نے جواب دیا۔

"ایسے لوگوں کو فون نمبر آپ نے کیوں دے دیا باس ___ اس طرح تو کسی بھی وقت اس فون نمبر کی وجہ سے کوئی بھی ہم تک پہنچ سکتا ہے" ___ رچرڈ نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے احمق سمجھ رکھا ہے رچرڈ کہ میں نے ہیڈ کوارٹر کا فون نمبر عام کر رکھا ہے ___ یہ فون جدید ترین انداز میں فٹ ہے ___ اس کا نمبر ایک خراب شدہ پبلک بوتھ کا ہے اور اسے کسی طرح بھی چیک نہیں کیا جا سکتا" ___ باس نے کہا اور رچرڈ نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"اب مزید کیا پروگرام ہے ___ میرے خیال میں ہمیں اب پوری توجہ مین ٹارگٹ پر رکھنی چاہیے۔ وہاں ہماری کارکردگی بے حد آہستہ ہے" ___ رچرڈ نے کہا۔

"ہاں ! ___ واقعی کام بہت آہستہ ہو رہا ہے ___ لیکن وہ ٹارگٹ اتنا اہم ہے کہ وہاں معمولی سی غلطی بھی بھیانک نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ جب تک وہاں تفصیلی ٹارگٹس پر جدید ترین بم فٹ نہ ہو جائیں معاملہ کسی بھی وقت خراب ہو سکتا ہے" ___ جیکسن نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ رچرڈ کوئی جواب دیتا۔ دروازے کے پٹ کھلے اور ایک غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"مسٹر موشے مقامی آدمی کے میک اپ میں آئے ہیں" ___ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوڈ وغیرہ چیک کر لیا" ___ ؟ باس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس ! ___ کوڈ بالکل درست ہیں" ___ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے ! ___ انہیں بھیج دو ___ اور سنو ! ___ نگرانی انتہائی سخت کر دو

ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر مشکوک ہو جاتے ——— اُسے چاہیے تھا کہ بغیر میک اپ کے آتا ——— بہرحال اچھی طرح نگرانی کرو" ——— نے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"واقعی موشے نے مقامی میک اپ میں یہاں آکر زیادتی کی ہے"۔ رچرڈ نے کہا اور اسی لمحے موشے جمشید آغا کے روپ میں اندر داخل ہوا۔

"ہیلو باس! ——— ہیلو رچرڈ" ——— موشے نے اپنے اصل لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"آؤ بیٹھو! ——— یہ بہتر نہ تھا کہ تم یہاں اس مقامی میک اپ میں نہ آتے" ——— باس نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"باس! ——— میں نے بھی ایسا سوچا تھا لیکن پھر مجھ سے ایسا ممکن نہ ہو سکتا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ جہاں میں ہوں ——— وہاں معمولی سی کوتاہی بھی سب کچھ تباہ کر سکتی ہے ——— اس لئے میں بے حد محتاط انداز میں آیا ہوں ——— میں نے گاڑی یہاں سے چار بلاک دور ایک پبلک پارکنگ میں روکی ہے اور پھر میں مختلف سڑکوں سے گھومتا ہوا اچھی طرح محتاط ہو کر یہاں داخل ہوا ہوں" ——— موشے نے جواب دیا اور رچرڈ اور باس کے بگڑے ہوئے چہرے اس کی بات سن کر مطمئن ہو گئے۔

"اوہ گڈ" ——— باس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"باس! ——— نوبل اور مائیکل کے ساتھ کیا ہوا ——— ؟ کیا سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ گئی ہے" ——— ؟ موشے نے پوچھا۔

"یہ بات نہیں ——— مائیکل تو اپنی حماقت سے مارا گیا ہے۔ اس نے وزیر داخلہ کے قتل کے لئے ایک مقامی آدمی سے کنٹکٹ کیا اور پھر تو

سے جا کر ملتا رہتا تھا ——— اس مقامی آدمی کی وجہ سے عمران اس کے پوائنٹ میں داخل ہوا۔ اور پھر مجھے پتہ چل گیا ——— میں نے اُسے فوری طور پر قتل کرنے کا کہا ——— لیکن بعد میں پتہ چلا کہ عمران، مائیکل کو ختم کر کے اور اس کے اڈے کے کئی افراد کا خاتمہ کر کے نکل گیا ہے ——— جس پر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ مقامی افراد سے تعلق نہیں رکھنا۔ اور جو کچھ کرنا ہے خود ہی کرنا ہے" ——— باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— آپ کا فیصلہ درست ہے ——— لیکن نوبل کو کیا ہوا" ——— ؟ موشے نے پوچھا اور باس نے اُسے سپلائی ڈپو مشن کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور موشے نے سر ہلا دیا۔

"لیکن اب مین ٹارگٹ کا کیا ہو گا ——— وہاں ہمیں کم از کم پانچ افراد چاہئیں جو مقامی مزدوروں کے روپ میں ٹارگٹس پر کام کر سکیں اور جدید ترین ٹائم بم نصب کریں" ——— موشے نے کہا۔

"اس کے لئے تمہارے ذہن میں کیا پلان ہے ——— ؟ کیا اس کے لئے خورشید کو استعمال نہیں کیا جا سکتا" ——— ؟ باس نے کہا۔

"پہلے تو یہ کام نوبل نے سنبھالا تھا اور میں نے اُسے بتا دیا تھا کہ ایک دو روز میں آئل فیلڈ میں ایک بڑی تقریب ہونے والی ہے جس کے لئے باہر سے مزدور جائیں گے ——— ان مزدوروں میں اس کے آدمی جا کر کام کر سکتے تھے اور اس نے شاید کسی مقامی تنظیم سے رابطہ بھی قائم کر لیا تھا"۔ موشے نے کہا۔

"ہاں! ——— اس نے یہاں کی ایک مقامی تنظیم "وائٹ پرل" کے باس کل کارگن سے رابطہ قائم کیا تھا ——— پھر میرے کہنے پر اس نے اس آدمی

SCANNED BY JAMSHED

کو قتل کرنا چاہا۔ لیکن معلوم ہوا کہ انکل کارگن اچانک کہیں غائب ہو گیا۔ اس کی اپنی تنظیم اسے تلاش کرتی پھر رہی ہے اور اب تک وہ نہیں سکا" ـــ باس نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ یہ تو بہت برا ہوا ـــ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اغوا کیا گیا ہے ـــ اور ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس اس کی طرف سے مشکوک ہو گئی ہو" ـــ موشے نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــ میں نے مکمل تحقیقات کرا لی ہیں۔ ر کی ٹیم نے دوسرا باس چن لیا ہے اور ان میں سے کسی کو بھی نوبل کے اس معاہدے کا علم نہیں ہے" ـــ باس نے جواب دیا۔

"لیکن اب یہ بیل کیسے منڈھے چڑھے گی باس! ـــ وہاں آدمی چاہئیں تاکہ بم نصب ہو سکیں ـــ میری وہاں پوزیشن ایسی ہے کہ میں براہ راست یہ کام نہیں کر سکتا" ـــ موشے نے کہا۔

"تم کوئی پلان بناؤ ـــ آدمی تو میسر ہو جائیں گے ـــ ہم سب مل کر مقامی مزدوروں کے روپ میں وہاں کام کر سکتے ہیں" ـــ باس نے کہا۔

"باس! ـــ میری ایک تجویز ہے" ـــ اچانک خاموش بیٹھا ہوا رچرڈ بول پڑا۔

"ہاں بتاؤ" ـــ باس نے چونک کر پوچھا۔

"باس! ـــ آئل فیلڈ کے لئے جو پلان ہم نے بنایا ہے وہ ایسے حالات میں مکمل ہونا مشکل ہے ـــ حکومت اب ہر طرح سے چوکنی ہو چکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہاں بھی سیکورٹی کے انتظامات سخت کر دیئے گئے ہوں گے ـــ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس یا انٹیلی کے افر

SCANNED BY JAMSHED

وہاں کسی روپ میں پھیل چکے ہوں" ـــ رچرڈ نے کہا۔

"ہاں! ـــ رچرڈ کا آئیڈیا درست ہے ـــ ابھی تھوڑی دیر پہلے منیجنگ ڈائریکٹر نے سپیشل میٹنگ کال کی تھی۔ اس میں اس نے یہی بتایا ہے کہ حکومت کی طرف سے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت کر دینے کے احکامات موصول ہوئے ہیں ـــ اور اب ہر آدمی اور ہر چیز کی سختی سے چیکنگ کی جائے گی" ـــ موشے نے جواب دیا۔

"ایسی صورت میں باس ـــ ایک آدمی کے بھی چیک ہو جانے کی صورت میں ہمارا تمام پلان مکمل طور پر فیل ہو جائے گا" ـــ رچرڈ نے اپنی بات کی تائید ہونے پر پُرجوش لہجے میں کہا۔

"تو پھر تمہارے ذہن میں کیا تجویز آئی ہے" ـــ باس نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے لمبی پلاننگ کی بجائے اگر سپلائی ڈپو کی طرح کا اندھا حملہ کیا جائے تو ہم اپنا مشن آسانی سے پورا کر سکتے ہیں ـــ اگر مکمل طور پر نہیں تو کم از کم اس حد تک ضرور کہ پاکیشیا دو تین سال پیچھے چلا جائے گا اور ہمیں فی الحال ضرورت بھی اتنی ہی ہے کہ ہمارا اسکنگ پلان مکمل ہو جائے" ـــ رچرڈ نے کہا۔

"لیکن رچرڈ! ـــ اندھے اقدام سے ہم اتنا بڑا ٹارگٹ ہٹ نہیں کر سکتے اول تو اندھے اقدام سے ہم اصل ٹارگٹ کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ ہٹ کرنا تو بعد کی بات ہے" ـــ موشے نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو تو سہی ـــ اس کے لئے ہم کنٹرولڈ خورشید کو استعمال کر سکتے ہیں ـــ وہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہے ـــ وہ ہر جگہ آسانی سے آجا سکتا

ہے اور پھر الیکٹرک انجینئر کے طور پر تم وہاں کے سب سے حساس مرکز میں موجود ہو ـــــ کم از کم دو تین اہم مقامات پر انتہائی طاقتور بم رکھے جا سکتے ہیں ۔ خورشید کے ذریعے یہ بم اندر پہنچائے جائیں" ـــــ رچرڈ نے پلان بتلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ ایسا ہو تو سکتا ہے ـــــ خورشید کو ہم آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں" ـــــ موشے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــ تم اس سلسلے میں ہمیں سوچ کر بتاؤ کہ خورشید کے ذریعے کہاں کہاں ٹارگٹ ہٹ کئے جا سکتے ہیں ـــ اور اس سلسلے میں مکمل تفصیلات طے کر لی جائیں تو بہتر ہے تاکہ اس ٹارگٹ کو جلد از جلد ہٹ کر کے ہم یہاں سے نکل جائیں" ـــــ باس نے کہا اور موشے نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور پھر وہ تینوں سر جوڑ کر مشن کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

SCANNED BY JAMSHED

"یہ کون صاحب تھے جو اس طرح میٹنگ سے ڈر رہے تھے" ـــ؟ ٹائیگر نے خورشید سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ جس نے ابھی ابھی بات کر کے رسیور رکھا تھا۔

"ارے یہ ہمارے چیف الیکٹرک انجینئر جمشید آغا ہیں ـــــ ویسے پہلی بار اس نے ایسی بات کی ہے ۔ شاید ذہنی طور پر پریشان ہو گا" ـــــ خورشید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ٹائیگر ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آئل فیلڈ میں خورشید کے پاس پہنچا تھا۔ پبلک بوتھ سے اس نے خورشید سے رابطہ قائم کیا تھا اور اس کی خصوصی اجازت سے اسے دفتر تک پہنچنے دیا گیا تھا۔ اور وہ خورشید کے دفتر میں جا کر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ فون آ گیا تھا۔

"چیف الیکٹرک انجینئر ـــــ کیا یہ کوئی نیا آدمی ہے" ـــــ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ارے نہیں ــــ سینئر موسٹ آدمی سے ــــ اچھا چھوڑو۔ یہ بتا آج ادھر کیسے آنا ہوا" ــــ خورشید نے گھنٹی کے بٹن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا۔ دروازے پر چپڑاسی نمودار ہوا۔

"دو پیپسی لاؤ" ــــ خورشید نے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا اور چپڑاسی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"بس ویسے ہی خیال آ گیا تھا ــــ میں نے سوچا کہ کئی دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی۔ پوچھ ہی آؤں کہ آجکل میرے دوست کو کیا ہو گیا ہے" ــــ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ہونا کیا ہے ــــ بس مصروفیت کی وجہ سے وقت ہی نہیں نکال سکا ــــ یار! کیا بتاؤں۔ ایک واقعہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے آج تک اس پر افسوس ہے ــــ میں نے بعد میں کوشش بھی کی کہ اس کی تلافی کر دوں۔ لیکن وہ تو اب گھاس بھی نہیں ڈالتی ــــ بس چانس ملا تھا نکل گیا ہاتھ سے" ــــ خورشید نے بڑے اوباشانہ انداز میں کہا۔ اسی لمحے چپڑاسی دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس نے سور ٹرے میں پیپسی کی دو بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ قریب آکر اس نے میز کی دراز سے دو ٹیبل میٹ نکال کر ایک خورشید اور ایک ٹائیگر کے سامنے رکھا اور پھر ایک ایک بوتل اس نے دونوں کے سامنے رکھی اور خالی ٹرے لئے واپس کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کس کی بات کر رہے ہو دوست! ــــ کون گھاس نہیں ڈالتی؟"

SCANNED BY JAMSHED

ٹائیگر نے پوچھا۔

"ارے ایکریمیا سفارت خانے کے ٹیکنیکل اتاشی مسٹر رچرڈ کی پرسنل سیکرٹری مس ٹریسی کی بات کر رہا ہوں ــــ بڑی ظالم چیز ہے وہ ــــ یوں سمجھو کہ اسے دیکھتے ہی زاہد خشک بھی نوجوان ہو جاتے۔ وہ پرانی شراب پینے کی شوقین تھی ــــ میں نے اسے رات اپنے پاس ٹھہرنے کی دعوت دے ڈالی تاکہ میں اسے انتہائی پرانی شراب پلاؤں" ــــ خورشید نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"اور وہ ٹھہر بھی گئی ہو گی ــــ اور تم نے اسے شراب بھی پلا دی ہو گی پھر چانس ضائع ہونے کا کیا مطلب" ــــ؟ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے یہی تو غضب ہوا ــــ وہ ٹھہر بھی گئی۔ میں نے اسے شراب پلائی۔ لیکن نجانے میرے ساتھ کیا ہوا کہ میں نے ایک جام ہی پیا تھا کہ بس فیوز اڑ گیا ــــ پھر صبح ہی آنکھ کھلی ــــ یار بڑی شرمندگی اٹھانی پڑی ــــ اتنی شرمندگی کہ بس پوچھو نہیں" ــــ خورشید نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر دوبارہ دے ڈالنی تھی دعوت" ــــ ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے تو بڑی کوشش کی۔ لیکن وہ مانی ہی نہیں ــــ مگر میں بھی ضد کا پکا ہوں ــــ ایک روز راضی کر ہی لوں گا" ــــ خورشید نے بوتل سپ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یار! ــــ تمہیں ہوا کیا تھا ــــ؟ تم تو عادی مجرم ہو پینے پلانے کے" ــــ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"یار! سچ پوچھو تو مجھے آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آئی ــ میں تو گھڑے پی کر بھی ڈکار نہ لینے والوں میں سے ہوں ــ لیکن اس روز ایک ہی جام کے بعد ٹیں ہو گیا ــ نجانے کیا ہوا تھا مجھے ــ اور غضب یہ ہوا کہ صبح بھی دیر سے جب آنکھ کھلی تو مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرا دماغ کام نہیں کر رہا ــ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اس روز ایک اور غضب ہوا کہ ایک ایمرجنسی میٹنگ تھی اس لئے میں اسے چھوڑنے بھی نہ جا سکتا تھا ــ چنانچہ میں نے جمشید آغا کی منت سماجت کی ــ وہ بیچارہ رات کی ڈیوٹی دے کر آیا تھا۔ میری منت سماجت پر اسے چھوڑنے چلا گیا" ــ خورشید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو جمشید آغا نے راستہ سیدھا کر لیا ہوگا" ــ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے یار! ــ راستے کے ذکر پر مجھے یاد آیا۔ اور میں اکثر یہ بات سوچ کر حیران ہوتا ہوں۔ اس روز جب میں ڈیوٹی دے کر واپس اپنی رہائش گاہ پر گیا تو وہاں جمشید آغا پہلے سے موجود تھا۔ اور پھر پتہ ہے اس نے مجھے کیا کہا" ــ خورشید نے بڑے پُراسرار انداز میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں ایسی دلچسپی کی چمک ابھر آئی تھی کہ جیسے وہ کوئی نہایت ہی عجیب چیز بتانے والا ہو۔

"کیا ہو سکتا ہے ــ ظاہر ہے تم سے گلہ کیا ہوگا کہ اتنی خوبصورت ٹریسی کو کیوں جانے دیا" ــ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ارے نہیں! ــ وہ مجھے کہنے لگا کہ مجھے میری رہائش گاہ پر چھوڑ آؤ" ــ [illegible] نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا اس کی رہائش گاہ بہت دور تھی" ــ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے یہی تو حیرت کی بات ہے ــ اس کی رہائش گاہ میری رہائش گاہ سے تقریباً بیس پچیس قدم دور ہو گی" ــ خورشید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ واقعی یہ تو عجیب بات ہے ــ پھر تو تم کار پر اسے چھوڑ آئے ہو گے" ــ ٹائیگر نے کہا۔

"اب مجھے یاد نہیں ــ شائد کار پر ہی چھوڑ آیا ہوں گا ــ بہرحال چھوڑو اور سناؤ۔ آج رات کوئی جشن وشن کا پروگرام بنتا ہے" ــ خورشید نے اکتاتے ہوئے انداز میں موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ٹریسی پر ہی کوشش کی جائے" ــ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ کیسے ــ وہ تو ملتی ہی نہیں" ــ خورشید نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک ابھر آئی تھی۔

"ارے ہم سے بات کرو ــ کیسے نہیں ملتی۔ جب چاہو ملوا دوں" ــ ٹائیگر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اچھا! ــ اوہ! اگر ایسا ہو جائے تو یار مزہ آ جائے ــ کیا وہ تمہاری واقف ہے" ــ خورشید نے کہا۔

"ایسی ویسی ــ بڑی دور تک کی دوستی ہے ــ بہرحال تمہارا کام ہو جائے گا۔ بے فکر رہو" ــ ٹائیگر نے کہا اور خورشید کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار طاری ہو گئے۔

"پھر آج رات ہو جائے پروگرام" ــ خورشید نے بڑے بے چین

لہجے میں کہا۔

"ہاں بے شک ۔۔۔ لیکن دوست! ۔۔۔ تم نے جمشید آغا والی بات بتا کر مجھے مشکوک کر دیا ہے ۔۔۔ اس کے بال سنہرے تو نہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"سنہرے ۔۔۔ نہیں تو۔ عام سے سیاہ بال ہیں۔ کیوں" ۔۔۔ خورشید نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سنہری بال ٹرلیسی کی کمزوری ہے ۔۔۔ دو ہفتے سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی ۔۔۔ اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ کہیں جمشید آغا نے اُسے چکر میں نہ لے لیا ہو" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ارے نہیں! ۔۔۔ وہ ایسا آدمی نہیں ہے ۔۔۔ جب میں نے اُسے بھیجا تھا تو مجھے یقین تھا کہ وہ دیر گئے آئے گا۔ لیکن وہ تو دوپہر کو ہی واپس آگیا۔ حالانکہ وہ بتا رہا تھا کہ ٹرلیسی نے دلچسپی لی تھی لیکن وہ ٹال گیا" ۔۔۔ خورشید نے جواب دیا۔

"جمشید آغا کے ساتھ جانے کی بات تم نے خود سوچی تھی ۔۔۔ یا ٹرلیسی نے کہا تھا" ۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ٹرلیسی نے ۔۔۔ مجھے یاد نہیں ۔۔۔ شائد کہا ہو۔ لیکن وہ تو جمشید آغا سے واقف ہی نہیں تھی۔ پھر کیسے کہہ سکتی تھی ۔۔۔ میں نے ہی سوچا ہوگا ۔۔۔ بہرحال مجھے یاد نہیں ۔۔۔ لیکن یہ تم پولیس والوں کے سے انداز میں جرح کیوں کر رہے ہو" ۔۔۔ خورشید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"دوست! ۔۔۔ ایک بات بتاؤ ۔۔۔ ذرا سوچ کر بتانا ۔۔۔ جب سے میں

SCANNED BY JAMSHED

تا ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم اکثر ذہنی طور پر غائب ہو جاتے ہو۔ حالانکہ پہلے ایسا نہیں تھا ۔۔۔ کیا کوئی پریشانی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

خورشید چند لمحے تو حیرت سے ٹائیگر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر سنجیدگی آ گئی۔

"تم نے بڑا عجیب سوال پوچھا ہے ۔۔۔ تم نے محسوس کیا ہے کہ میں ذہنی طور پر غائب ہو جاتا ہوں" ۔۔۔ خورشید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ محسوس کیا ہے تو پوچھ رہا ہوں ۔۔۔ ایسا کسی خاص پریشانی کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پریشانی تو مجھے کوئی نہیں ۔۔۔ ہر چیز معمول کے مطابق چل رہی ہے لیکن اب تم نے پوچھا ہے تو یہ بات میں بھی محسوس کر رہا ہوں کہ کبھی کبھی میرا ذہن بلینک ہو جاتا ہے اور پھر مجھے بالکل یاد نہیں رہتا کہ اس عرصہ میں کیا ہوا ہے" ۔۔۔ خورشید نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر غور و فکر کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"اوہ! ۔۔۔ تمہاری یہ حالت اس وقت سے ہوئی ہو گی جب سے ٹرلیسی کو تم نے پرانی شراب پلائی ہو گی" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ہنس رہے ہو ۔۔۔ اڑا لو مذاق ۔۔۔ لیکن یار واقعی بات ایسی ہی ہے تب سے ہی میں غائب دماغ ہونے لگ گیا ہوں" ۔۔۔ خورشید نے کہا اور پھر اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس خورشید سپیکنگ" ۔۔۔ خورشید نے کہا۔

"میٹنگ کا وقت ہو گیا ہے سر ۔۔۔ ڈرائیور کار لئے تیار ہے" ۔۔۔

دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

" اوہ اچھا ___ ٹھیک ہے ___ مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ ٹھیک ہے میں آرہا ہوں" ___ خورشید نے چونکتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

" یار میٹنگ ہے اور میری شرکت ضروری ہے ___ وہ جشن ___" خورشید نے کہا۔

" تو آجاؤ ___ کسی بھی وقت آجاؤ ___ ہو سکے تو میٹنگ کے بعد ہی آجاؤ ___ خوب تفریح رہے گی" ___ ٹائیگر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ___ میں ڈیوٹی کے بعد آجاؤں گا ___ مگر بات بالکل پکی ہونی چاہیے" ___ خورشید نے کہا۔

" پہلے کبھی وعدہ خلافی ہوئی ہے ___ یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ پھر کس وقت پہنچو گے" ___ ٹائیگر نے پوچھا۔

" پانچ بجے پہنچ جاؤں گا ___ کہاں ملاقات ہو گی" ___ خورشید نے کہا۔

" تم ہوٹل میلارڈ آجاؤ ___ میں اور ٹرلیسی وہاں تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے ___ پھر وہاں سے کسی بھی ایسی جگہ چلیں گے جہاں تم ٹرلیسی کو اطمینان سے پرانی شراب پلاسکو" ___ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا

" گڈ! ___ یہ بات ہوئی نا ___ ٹھیک ہے" ___ خورشید نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ہنستے ہوئے باہر آگئے۔

خورشید ٹائیگر سے مصافحہ کر کے اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ جب کہ ٹائیگر نے اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور تھوڑی دیر بعد وہ چیک پوسٹ

SCANNED BY JAMSHED

کراس کرتا ہوا شہر کی طرف جانے والی سڑک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال بار بار گونج رہا تھا اور وہ پہلی فرصت میں کسی نزدیکی پبلک فون بوتھ تک پہنچ کر اس خیال کو عمران تک منتقل کرنا چاہتا تھا۔

عمران نے کار میں بیٹھنے سے پہلے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور جب وہ اس کے قریب پہنچے تو اس نے نگرانی ختم کرنے اور انہیں واپس اپنے اپنے فلیٹوں میں جانے کی ہدایت کی اور پھر خود کار لئے وہ واپس دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار کو باہر برآمدے کے پاس روک کر آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو وہاں موجود تھا۔

" کیا ہوا بلیک زیرو ___ کوئی بات بنی" ___ عمران نے اندر جاتے ہی بلیک زیرو سے پوچھا۔

" ہاں! ___ ڈاکٹر تصدق نے ایکسٹو کا نام سنتے ہی فوراً مجھے وقت دے دیا اور پھر اس نے اس کاغذ پر غور کرنا شروع کر دیا۔ اس نے کافی دیر تک مختلف

کتابیں بھی دیکھیں اور خاصی عرق ریزی کرتا رہا ـــــ اس کے بعد اس نے یہی نتیجہ نکالا کہ یہ کسی چیز کا نقشہ ہے ـــــ نمبرز کے متعلق اس نے یہی فیصلہ کیا کہ یہ فون نمبرز ہیں۔ لیکن یہ نمبرز ڈائرکٹری میں چیک کیے گئے تو کوئی کسی رہائش گاہ کا تھا ـــــ کوئی کسی تاجر کا ـــــ اور کوئی کسی دکان کا تھا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ بات نہیں بنی" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے یہی پیغام دیا ہے کہ وہ اس پر مزید غور کریں گے ـــــ کاغذ انہوں نے رکھ لیا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ کرتا ہے غور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ دراصل ٹائیگر نے انکل کارگن کی جیب سے جو کاغذ نکالا تھا۔ وہ جب دانش منزل پہنچا تو عمران نے اس پر بذاتِ خود بہت غور کیا لیکن کوئی بات اس کے پلے نہ پڑی تو اس نے بلیک زیرو کو بطور ایکسٹو کے نمائندے کے ڈاکٹر تصدق کے پاس بھیج دیا۔ ڈاکٹر تصدق کوڈ اور نقشے وغیرہ کے سمجھنے میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے عمران نے سوچا کہ شاید وہ کسی نتیجے پر پہنچ جائے لیکن اب بلیک زیرو بتا رہا تھا کہ بات بنی نہیں۔

عمران نے سر جھٹکتے ہوئے فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر اس نے وہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جن کا اس نے راہولا کو ڈائل کرتے ہوئے اندازہ لگایا تھا۔ چند لمحے گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس ـــــ سنٹرل اسٹاک ایکس چینج" ـــــ دوسری طرف سے ایک

SCANNED BY JAMSHED

بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران سنٹرل اسٹاک ایکسچینج کا نام سنتے ہی چونک پڑا۔

"مسٹر جیکسن سے بات کرائیے" ـــــ عمران نے فوراً ہی راہولا کا لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں" ـــــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آپ بات تو کرائیں ـــــ انہیں کہیں کہ کے۔ ایچ راہولا بات کرنا چاہتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"سوری مسٹر راہولا! ـــــ یہاں اسٹاک ایکسچینج میں کوئی مسٹر جیکسن نہیں ہیں" ـــــ دوسری طرف سے فوراً ہی کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــــ میری بات کرائیں ـــــ یہ ان کے فائدے کی بات ہے ـــــ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے ان سے بات کی ہے" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب! ـــــ اسٹاک ایکسچینج میں کوئی مسٹر جیکسن نہیں ہیں ـــــ آپ کو غلط بتایا گیا ہے۔ سوری" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے یقین تھا کہ اس نے نمبر صحیح ڈائل کئے ہیں اور یہ وہی نمبر ہیں جو مسٹر راہولا نے ڈائل کئے تھے۔ پھر جیکسن سے بات کیوں نہیں ہوئی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے کریڈل دبا کر دوبارہ وہی نمبر ڈائل کئے۔ لیکن اس بار ٹون فون خراب ہونے کی سنائی دینے لگی۔ عمران چند لمحے غور سے ٹون کو سنتا رہا۔

پھر اس نے کریڈل دبا کر انکوائری سپروائزر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری سپروائزر سر" ——— دوسری طرف سے رسیور اٹھاتے ہی کہا گیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض فرام سنٹرل انٹیلی جنس سپیکنگ" ——— عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ وہ ایسے مواقع پر ایکسٹو کی بجائے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا نام ہی استعمال کرتا تھا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو — سکس۔ سیون۔ تھری۔ فور۔ فائیو ——— نوٹ کر لیا" ——— ؟ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر — سکس۔ سیون۔ تھری۔ فور۔ فائیو" ——— سپروائزر نے نمبر دوہراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کس کا ہے — اور کیا یہ اینگیج ہے۔ یا خراب ہے — ؟ اگر خراب ہے تو کس وقت خراب ہوا ہے — ؟ جلدی" ——— عمران نے کہا۔

"سر! — یہ نمبر تو پبلک فون بوتھ نمبر ایک سو بارہ کا ہے — جو گزشتہ کئی ماہ سے ڈسکنکٹ کر دیا گیا ہے — وہاں کالز نہیں ہوتی تھیں۔ اس لئے اُسے بیکار سمجھ کر ختم کر دیا گیا ہے اور ابھی تک یہ نمبر کسی کو الاٹ نہیں کیا گیا" ——— سپروائزر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے ——— ؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اس نمبر پر بات کی ہے — تم کہہ رہے ہو کہ یہ نمبر کئی ماہ سے ڈسکنکٹ ہے" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"سر — یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نمبر پر بات ہوئی ہو — میں سپروائزر ہوں — مجھے اچھی طرح معلوم ہے — ویسے اگر آپ کہیں تو میں مزید تسلی کر لیتا ہوں" ——— سپروائزر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں تسلی کر لو اچھی طرح ——— یہ اہم محکمانہ مسئلہ ہے۔ غلطی نہیں ہونی چاہیئے" ——— عمران نے فیاض کے سے انداز میں کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد سپروائزر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سر" ——— سپروائزر نے کہا۔

"یس بولو" ——— عمران نے کہا۔

"سر! — میں نے پوری طرح تسلی کر لی ہے — یہ نمبر کئی ماہ سے ڈسکنکٹ ہے اور اس پر بات نہیں ہو سکتی" ——— سپروائزر نے جواب دیا۔

"اچھا سنٹرل اسٹاک ایکس چینج کا کیا نمبر ہے" ——— ؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"سنٹرل اسٹاک ایکس چینج — سر نوٹ فرمائیں — سیون۔ تھری۔ ون۔ تھری۔ ون" ——— سپروائزر نے جواب دیا۔

"او کے — تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عجیب چکر ہے ——— اس بار تو مجرم مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے جا رہے ہیں — جو کلیو بھی ملتا ہے وہ بیکار ثابت ہوتا ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر سپروائزر کے اسٹاک ایکسچینج کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"سنٹرل اسٹاک ایکس چینج پلیز" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر جیکسن سے بات کراؤ۔۔۔ میں کے. ایچ. راہولا بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر راہولا کے لہجے میں کہا۔

"مسٹر جیکسن ۔۔۔ مگر اس نام کا کوئی فرد اسٹاک ایکس چینج میں کام نہیں کرتا سر"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اچھا۔ تھینک یو"۔۔۔ عمران نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ قدرے کبیدگی کے آثار بھی نمایاں تھے۔

"ہوا کیا عمران صاحب"۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کو اس طرح کبیدہ دیکھ کر پوچھا اور عمران نے اُسے تنویر کے پہلے کلیو سے لیکر راہولا کی بات چیت تک بتا دیا۔

"اور اب وہ نمبر ڈیڈ ہے ۔۔۔ واقعی مسئلہ ٹیڑھا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرم ہر کلیو ختم کرتے جارہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے پریشان لہجے میں کہا۔

"نہ صرف کلیو ختم کرتے جارہے ہیں ۔۔۔ بلکہ وہ جدید ترین آلات استعمال کررہے ہیں ۔۔۔ میرا خیال ہے مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ دوسری طرف شاید جیکسن خود بول رہا تھا اور راہولا تو اس کی آواز پہچانتا تھا۔ جب کہ میں نے اُسے نہیں پہچانا۔ اس پر وہ مشکوک ہوگیا اور اس نے نہ صرف رابطہ ختم کردیا بلکہ نمبر ہی ڈیڈ کر دیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔

"لیکن کیسے ختم کر دیا۔۔۔ کیا وہ پبلک فون بوتھ سے بول رہا تھا"۔۔۔؟

SCANNED BY JAMSHED

بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ بات نہیں ۔۔۔ میں نے سُنا ہے کہ یورپ میں ایسے آلات ایجاد کر لئے گئے ہیں کہ کسی بھی نمبر کو اس سے کنکٹ کئے بغیر استعمال کیا جاسکتا ہے ۔۔۔ میرے خیال میں مجرموں نے اس قسم کے آلے کو استعمال کیا ہے اس کے لئے انہوں نے وہ نمبر استعمال کیا جو پبلک فون بوتھ کا تھا اور کافی عرصے سے ڈسکنکٹ پڑا تھا۔ اس طرح وہ فون نمبر کی وجہ سے ٹریس نہ ہوسکتے تھے ۔۔۔ اور پھر مجھ سے مشکوک ہوکر اس نے اس نمبر سے ہی کنکشن ختم کر دیا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

اُسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں سر ۔۔۔ عمران صاحب سے بات کرنی تھی سر"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"عمران سے اس وقت رابطہ نہیں ہے ۔۔۔ پیغام دے دو"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر ٹال گیا تھا تاکہ ٹائیگر کو یہ شک نہ ہوسکے کہ عمران اور ایکسٹو ایک ہی شخصیت کے دو رُوپ ہیں

"سر! ۔۔۔ عمران صاحب نے میری ڈیوٹی آئل فیلڈ پر لگائی تھی۔ میں آج وہاں گیا تھا۔ وہاں اسسٹنٹ ڈائریکٹر خورشید سے ملاقات ہوئی۔ مجھے وہ قدرے مشکوک محسوس ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں عمران صاحب سے بات کرنی تھی"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"سر ایک پبلک فون بوتھ سے بول رہا ہوں" ___ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے ہوٹل چلے جاؤ ___ عمران سے رابطہ قائم ہوتے ہی اُسے پیغام دے دیا جائیگا ___ وہ تم سے خود ہی بات کر لے گا" ___ عمران نے جواب دیا۔

"بہتر سر" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

اور پھر عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"طاہر ! ___ ہمارے ریکارڈ میں آئل فیلڈ اور آئل ریفائنری کے سکیورٹی انتظامات کی فائل موجود ہے" ___ ؟ عمران نے رسیور رکھتے ہی سامنے بیٹھے ہوتے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں ! ___ سرکاری طور پر یہ فائل ہمیں بھجوائی گئی تھی" ___ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ریکارڈ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک فائل لا کر عمران کو دے دی اور عمران نے فائل کھول کر اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

"وہ کاغذ جو تم ڈاکٹر تصدق کو دے آئے ہو۔ اس کی نقل ہے" ___ ؟ فائل کا مطالعہ کرتے کرتے اچانک عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں ! ___ اصل کاغذ ہے ___ ڈاکٹر تصدق کو میں نے کاپی دی تھی" ___ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور میز کی دراز کھول کر کاغذ نکالا اور عمران کے سامنے رکھ دیا۔

فائل میں آئل فیلڈ اور آئل ریفائنری اور پائپ لائنز کا تفصیلی نقشہ بھی موجود تھا۔ عمران اس نقشے کو دیکھ رہا تھا اور پھر دو تین بار کاغذ اور اس

SCANNED BY JAMSHED

نقشے کا معائنہ کرنے کے بعد وہ یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ تو یہ مسئلہ ہے ___ اوہ یہ تو انتہائی سنگین صورت حال ہے" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا" ___ ؟ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور عمران نے ایک طرف پڑی سرخ رنگ کی پنسل اٹھائی اور پھر اس نے فائل میں موجود نقشے پر کاغذ پر سے دیکھ دیکھ کر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ سارے نشانات بالکل اسی انداز میں نقشے پر اُبھر آئے جس انداز میں انہیں کاغذ پر دکھایا گیا تھا۔ عمران چند لمحے غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فائل والا نقشہ اٹھا کر بلیک زیرو کے سامنے رکھ دیا۔

"دیکھو ___ یہ جو نشانات کاغذ پر ہیں ___ یہ آئل فیلڈ۔ ریفائنری اور پائپ لائنز کے حساس اور اہم حصوں کی نشاندہی نہیں کرتے" ___ ؟ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے چونک کر نقشے اور کاغذ کا موازنہ کرنا شروع کر دیا۔

"اوہ عمران صاحب واقعی ___ بالکل ایسا ہی ہے ___ اس کا مطلب ہے کہ یہ کاغذ کوئی کوڈ نہیں ہے بلکہ ان جگہوں کی نشاندہی ہے جو اس پورے پلانٹ کے اہم ترین حصے ہیں" ___ بلیک زیرو نے تشویش سے پُر لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ___ بالکل اب بات واضح ہو گئی ہے ___ ہم خواہ مخواہ اسے کوئی کوڈ سمجھ کر مغز ماری کرتے رہے ___ ظاہر ہے ایسی صورت میں ڈاکٹر تصدق بھی کیا کرتا" ___ عمران نے کہا۔

"واقعی ___ یہ تو ٹائیگر کے فون پر آپ کو خیال آیا۔ ورنہ یہ مسئلہ تو

SCANNED BY JAMSHED

بڑا ٹیڑھا ہو جاتا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"دراصل میں دہشت پسندانہ کارروائیوں کے چکر میں رہا۔ حالانکہ ٹائیگر نے انکل کارگن کے الفاظ بتائے تھے ـــ اس لحاظ سے بات بن ... تھی۔ اور پھر یہ کاغذ بتا رہا ہے کہ معاملہ انتہائی سنگین ہے اور اب صورتحال کا نقشہ اس طرح بنتا ہے کہ اندھا دھند دہشت پسندانہ کارروائیوں کا ... مقصد یہی ہے کہ سب کی توجہ آئل فیلڈ سے ہٹائی جائے اور مجرم اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب رہے ہیں" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی پھیل گئی تھی۔

"اوہ! ـــ تو کیا آپ کا مطلب ہے کہ مجرم آئل فیلڈ - آئل ریفائنری ... پائپ لائنز تباہ کرنا چاہتے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے بے اختیار آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اب تو یہی ظاہر ہوتا ہے ـــ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ نشانات بتا رہے ہیں کہ مجرموں کا مقصد ان سب پوائنٹس کو تباہ کرنا ہے اس کے لئے شاید انہوں نے انکل کارگن کا تعاون حاصل کیا ہوگا کہ وہ اپنے آدمی دے اور اسی لئے انکل کارگن اسے بہت بڑا کام بتا رہا تھا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـ اگر ایسی بات ہے تو یہ تو عظیم تباہی ہوگی ـ پاکستان کی تاریخ کی عظیم ترین تباہی" ـــــ بلیک زیرو نے خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"عمران کی زندگی میں ایسا ہونا ناممکن ہے طاہر" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ٹائیگر کے نمبر ڈائل کر ...

... کر دیئے۔

"... ٹائیگر" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز ... دی۔

"عمران بول رہا ہوں ـــ کیا رپورٹ ہے" ـــــ عمران نے سپاٹ ... میں کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے جواب میں خورشید کے ساتھ ہونے والی تمام بات چیت ... بتانے کے بعد کہا۔

"مجھے شک پڑ رہا ہے عمران صاحب! ـــ کرمس ٹرلیسی نے خورشید ... کوئی چکر چلایا ہے ـــــ ورنہ خورشید ایسا آدمی نہیں ہے کہ ایک ... پی کر ساری رات پڑا سوتا رہے۔ جبکہ ٹرلیسی جیسی عورت اس کے ... ہو۔ اور پھر اس کی غائب دماغی۔ اور پھر جمشید آغا کا مسئلہ ہے۔ ... الیکٹرک انجینئر ہے ـــــ سینئر ملازم ہے اور میٹنگ میں جاتے ہوئے ... رہا ہے ـــــ اور خاص طور پر اس کا یہ کہنا کہ خورشید اُسے اس کی رہائش گاہ ... آئے جب کہ بقول خورشید کے اس کی رہائش گاہ بیس پچیس قدم دُور ... ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"بہت خوب ٹائیگر! ـــ تم واقعی اب میرے شاگرد بنتے جا رہے ... ـــ تمہارا ذہن اب صحیح معنوں میں اچھے سیکرٹ ایجنٹوں کی طرح ... کرنے لگا ہے ـــــ تمہارا شک بالکل درست ہے۔ کوئی بہت ... گڑبڑ ہو رہی ہے۔ بہرحال میں دیکھ لونگا ـــــ تم ایسا کرو کہ خورشید ... رہائش منزل پہنچا دو ـــ میں اُسے اچھی طرح چیک کر لونگا۔ میرا خیال ... کہ اُسے عمل تنویم کے ذریعے کنٹرول کیا جا رہا ہے" ـــــ عمران نے

SCANNED BY JAMSHED

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر!۔۔۔ میں نے اسی لئے اسے ٹریسی کے ساتھ وقت گزارنے دیا ہے تاکہ اگر آپ اسے چیک کرنا چاہیں تو فوری طور پر ایسا ہو سکے۔ اس کی فطرت کا مجھے اندازہ ہے کہ وہ میٹنگ ختم ہوتے ہی آجائے گا"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا وہ تمہارے ہوٹل آئے گا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب!۔۔۔ اس سے ملاقات ہوٹل میلارڈ میں طے پائی ہے۔ ویسے اس نے کہا تو یہی ہے کہ ڈیوٹی کے بعد آئے گا۔۔۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ میٹنگ کے بعد ہی آجائے گا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن اگر وہ پانچ بجے سے پہلے آیا تو وہ پانچ بجے تک کیا کرے گا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ مجھے فون کر دے گا۔۔۔ میرا فون نمبر اسے معلوم ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا سنو!۔۔۔ اسے لیکر دانش منزل کی بجائے رانا ہاؤس آجانا۔ میں وہاں موجود ہونگا۔ چیکنگ کے وقت تمہاری موجودگی زیادہ بہتر رہے گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

نعمانی اور صدیقی کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ فوراً ہوٹل میلارڈ پہنچ جائیں۔ ٹائیگر جب بھی آئے وہ اس کی نگرانی کریں۔۔۔ ٹائیگر کو تو جانتے ہو"۔

"اوہ"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹائیگر۔۔۔ وہ عمران کا ساتھی جناب"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں وہی۔۔۔ وہ کسی آدمی سے ملے گا۔ اور پھر اسے لیکر عمران کے پاس رانا ہاؤس جائے گا۔۔۔ ان دونوں یعنی نعمانی اور صدیقی نے رانا ہاؤس تک اُن کی نگرانی کرنی ہے اور چیک یہ کرنا ہے کہ کوئی اور ان دونوں کی نگرانی تو نہیں کر رہا۔۔۔ اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے فوری طور پر اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیں۔ لیکن ٹائیگر یا اس آدمی کو کسی طور پر بھی شک نہیں ہونا چاہیئے کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ میں ابھی انہیں ہدایت کر دیتی ہوں"۔۔۔ جولیا نے جواب دیا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"آئل فیلڈ میں چیف الیکٹرک انجینئر جمشید آغا ہے۔ اس کی سرکاری فائل وزارت معدنیات و آئل ریسرچ میں ہوگی۔۔۔ وہ فائل وہاں سے حاصل کر کے دانش منزل پہنچا دو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"کیا مجھے سرکاری طور پر یہ فائل حاصل کرنی ہوگی" ——— ؟ صفدر نے پوچھا۔

"ہاں! ——— میں سیکرٹری کو فون کر دونگا ——— تم صرف اپنا نام بتا دینا اور بس" ——— عمران نے جواب دیا۔

"بہتر جناب! ——— ابھی تو دفتر کا وقت ہے ——— میں ابھی چلا جاتا ہوں" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں ——— اور انتہائی احتیاط سے لیکر آنا ہے ——— نگرانی وغیرہ کا خاص خیال رکھنا" ——— عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا فائل کی بھی نگرانی ہو رہی ہو گی" ——— ؟ بلیک زیرو نے پوچھا

"ہو سکتا ہے مجرموں نے ایسا کوئی بندوبست کیا ہو ——— اور نہ بھی ہو تو اس کی ہدایات سے ممبرز ذرا محتاط رہتے ہیں ——— تم سیکرٹری وزارت معدنیات و آئل ریسرچ کو فون کر کے ہدایات کر دو کہ وہ صفدر کو فائل دے دے۔ اُسے صفدر سعید کا نام بتا دینا۔ بس یہی کوڈ ہوگا ——— میں رانا ہاؤس جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ٹائیگر اُسے پہلے ہی لے آئے" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے فون اپنی طرف کھسکایا اور عمران مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"تو طے یہ ہوا کہ رچرڈ تقریب کے ٹھیکیدار کو قابو میں کرے گا اور پھر تقریب والے روز کراکری اور صوفوں کے اندر مخصوص بم خورشید کی رہائش گاہ پر پہنچا ئیں جائیں گے اور ہمارے آدمی مزدوروں کے روپ میں جائیں۔ وہاں سے خورشید انہیں اپنے ساتھ مختلف سپاٹس پر پہنچا آئے گا۔ اور وہاں وہ کام کرنے والے کسی کارکن کے میک اپ میں بم خورشید کی رہائش گاہ سے حاصل کر کے فٹ کریں گے اور اس کے بعد موشے اپنے آدمیوں کو ایک ایک کر کے باہر نکالے گا اور آخر میں خود بھی باہر آ جائے گا۔ اس کے بعد یہ بم وائرلیس سے ہٹ کر دیئے جائیں اور مشن مکمل ہو جائے گا" ——— باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— اصل بم تو میں خود فٹ کروں گا ——— یہ لوگ تو سائیڈ بم فٹ کریں گے" ——— موشے نے کہا۔

"لیکن ٹارگٹس تو دس ہیں ——— اور دس علیحدہ علیحدہ سیکشنوں میں ہیں

وہاں ہم فِٹ کرنے اور کارکنوں کے میک اَپ میں رہنے کے لئے کافی چاہیئے ـــــ اور پھر کسی بھی جگہ ہمارا کوئی آدمی مشکوک ہو سکتا ہے جب سکیورٹی کا نظام بھی سخت کر دیا گیا ہے" ـــــ رچرڈ نے کہا۔

"تو پھر تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے" ـــــ ؟ باس نے ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"میرے ذہن میں ابھی ابھی ایک خیال آیا ہے کہ کیوں نہ ہم چیف سکیورٹی آفیسر کو خورشید کی طرح کنٹرول کر لیں ـــــ وہ اپنے دس سکیورٹی کے آدمی ان دس سیکشنوں سے منتخب کر کے یہاں ہیڈ کوارٹر بھجوائے یہاں ان کے میک اَپ میں ہمارے آدمی بم لیکر واپس آئل فیلڈ جائیں اور پھر یہ بم وہاں نصب کر دیئے جائیں ـــــ سکیورٹی کے آدمی چونکہ وہاں آسانی سے گھومتے رہتے ہیں اس لئے ان پر شک بھی کوئی نہیں کرے گا" ـــــ رچرڈ نے کہا۔

"لیکن یہ بم ہم نے یونہی باہر تو نصب نہیں کرنے ـ انہیں تو مخصوص ٹارگٹس پر فِٹ کرنا ہے اور سکیورٹی والے ان مخصوص ٹارگٹس پر نہیں جاتے اور اگر چلے بھی جائیں تو وہاں کام کرنے والے کارکن موجود ہوں گے ـ وہ کس طرح بم نصب کر سکیں گے" ـــــ ؟ موشے نے کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے" ـــــ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس خاموشی کو توڑتا ـ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور باس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس سنٹرل اسٹاک ایکس چینج" ـــــ باس نے مخصوص کوڈ دہراتے

SCANNED BY

JAMSHED

ہوئے کہا۔

"مسٹر جیکسن سے بات کرائیے" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور باس کے ذہن میں فوراً ہی کے ـ ایچ ـ راہولا کی آواز گونج اٹھی جس نے تھوڑی دیر پہلے اس سے بات کی تھی۔

"کون صاحب بول رہے ہیں" ـــــ ؟ باس نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ بات تو کرائیں ـــ انہیں کہیں کہ کے ـ ایچ راہولا بات کرنا چاہتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور باس جیکسن نے فوراً ہی دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر راہولا ـــ یہاں اسٹاک ایکسچینج میں کوئی مسٹر جیکسن نہیں ہیں" باس نے جواب دیا اور رچرڈ اور موشے دونوں نے چونک کر باس کو دیکھا لیکن وہ خاموش رہے۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــ میری بات کرائیں ـ یہ ان کے فائدے کی بات ہے ـــ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے ان سے بات کی ہے" دوسری طرف سے راہولا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب ـــ سٹاک ایکس چینج میں کوئی مسٹر جیکسن نہیں ہیں ـ آپ کو غلط بتایا گیا ہے ـ سوری" ـــــ باس نے کہا ـ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کریڈل دبا دیا ـ اور پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس راہولا سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی راہولا کی آواز آئی۔

"مسٹر راہولا ـــ میں جیکسن بول رہا ہوں ـ آپ نے مجھے ابھی چند لمحے

SCANNED BY JAMSHED

پہلے فون کیا ہے" ــــ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ابھی چند لمحے پہلے تو نہیں ــــ اسی وقت آپ سے بات ہوئی تھی۔ اُسے تو کافی دیر ہو گئی ہے ــ کیوں" ــــ ؟ راہولا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا ــ تھینک یو" ــــ باس نے کہا اور پھر رسیور رکھتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور اپنی پشت پر موجود الماری کے پٹ اس نے بڑی تیزی سے کھول دیئے۔ ٹیلیفون کی تار الماری میں جا رہی تھی۔ الماری کے نچلے خانے میں ایک بڑی سی مشین موجود تھی جس کے ساتھ ٹیلیفون کی تار منسلک تھی۔ مشین پر موجود ایک چھوٹا سا بلب جل رہا تھا۔

باس نے بڑی پھرتی سے مشین کی ایک ناب کو گھمایا اور پھر دو تین بٹن دباتے ہی وہ بلب بجھ گیا اور باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے الماری بند کر دی۔ اور واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ اب بے اختیار اپنا پسینہ پونچھ رہا تھا۔

"کیا ہوا باس" ــــ ؟ موشے نے پوچھا۔

"مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہمارے گرد پھندا کسا جا رہا ہے ــــ حالات آہستہ آہستہ ہمارے خلاف ہوتے جا رہے ہیں" ــــ جیکسن نے تشویش سے پُر لہجے میں کہا۔

"پھندا کسا جا رہا ہے ــــ کیا مطلب" ــــ ؟ موشے اور رچرڈ دونوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"ہاں ! ــــ یہ ٹیلیفون بتاتا ہے ــــ راہولا کی آواز میں کوئی بول

رہا تھا ــــ وہ صرف اس نمبر پر میری موجودگی چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ راہولا کی کوٹھی میں پہنچنے والا اسنگی آدمی دراصل سیکرٹ سروس کا آدمی تھا ــــ اور پھر انہوں نے راہولا کے فون کو ٹیپ کیا ہو گا اور نمبر معلوم کر لئے ہوں گے ــــ چونکہ ڈائرکٹری میں یہ نمبر فون بوتھ کا ہے اس لئے انہوں نے چیک کرنے کے لئے راہولا بن کر بات کی" ــــ باس نے کہا۔

"لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ دراصل راہولا نہیں ــــ ؟ کیا آواز اور لہجے میں فرق تھا" ــــ ؟ رچرڈ نے پوچھا۔

"نہیں ــــ بالکل وہی آواز اور وہی لہجہ تھا ــــ اور شائد میں بول بھی پڑتا۔ لیکن بس اتفاق سے مجھے خیال آ گیا کہ راہولا تو میری آواز بخوبی پہچانتا ہے ــــ پھر وہ مجھے کیوں کہہ رہا ہے کہ یہاں مسٹر جیکسن ہوں گے۔ ان سے بات کرائیں۔ اس لئے میں نے اُسے ٹال دیا اور پھر راہولا کو فون کر کے تصدیق بھی کر لی ــــ اور اب میں نے اس فون بوتھ سے اپنے فون کا لنک بھی ختم کر دیا ہے۔ اب ان نمبروں سے وہ ہماری لوکیشن تلاش نہیں کر سکتے" ــــ باس نے کہا۔

"واقعی باس ! ــــ یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔ وہ تو ہمارے ہیڈ کوارٹر تک آ پہنچے ہیں۔ نجانے وہ راہولا تک کیسے جا پہنچے" ــــ ؟ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جیسے بھی پہنچے ــــ بہرحال پہنچ گئے ــــ اور اسی لئے مجھے احساس ہوا ہے کہ اب حالات تیزی سے ہمارے خلاف ہوتے جا رہے ہیں ہمیں اب اصل مشن میں زیادہ دیر نہیں لگانی چاہیئے۔ بلکہ فوراً ہی اسے

سرانجام دے لینا چاہیئے" ــــ باس نے کہا۔

"فوراً والا مسئلہ تو شاید ممکن ہی نہ ہو ــــ فوراً تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ میں بس مین ٹارگٹ پر بم فٹ کر دوں اور اُسے اڑا دیا جائے" ــــ موشے نے کہا۔

"دیکھو! ــ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ٹارگٹ پر بم پھینکا جائے جہاں سے کوئی تیل کی رو آئل ریفائنری میں گھوم رہی ہو۔ اس طرح آگ فوراً ہی ہر طرف پھیل جائے گی" ــــ باس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"باس! ــ کیوں نہ ہم کرالنگ بم یونٹ استعمال کریں۔ وہ ہمارے پاس موجود تو ہے" ــــ اچانک رچرڈ نے کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"کرالنگ بم یونٹ ــــ اوہ! بات تو درست ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اصل منبع ڈھونڈنا پڑے گا جہاں سے کوئی چیز آخر تک پہنچ سکے" ــــ باس نے کہا۔

"اوہ باس! ــــ ایسا ہو سکتا ہے ــــ کل سے تجرباتی طور پر تیل کے کنوئیں سے تیل آئل ریفائنری میں بھیجا جائے گا ــــ پائپ لائنز کے ذریعے اور پھر وہاں سے مزید پائپ لائنز کے ذریعے بندرگاہ کے آئل ڈپو تک وہ پہنچے گا ــــ یہ تجربہ بہاؤ۔ روانی اور وقت چیک کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اگر ہم آئل ریفائنری سے پہلے مین پائپ لائن میں کرالنگ بم یونٹ داخل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس طرح تیل کے ساتھ یہ یونٹ بیک وقت ریفائنری اور آگے پائپ لائنز تک پھیل جائے گا۔ اور پھر جب اُسے تباہ کیا جائے گا تو سب کچھ بیک وقت ہی اُڑ جائے گا" ــــ موشے نے تیز لہجے میں کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"لیکن دو باتوں پر غور کر لو ــــ پہلی بات تو یہ کہ یہ یونٹ خاصا بڑا ہے دوسری بات یہ کہ اس کو داخل کرنے کے لئے پائپ لائن میں بڑا سوراخ ڈالنا ہوگا۔ پھر اُسے بند کرنا ہوگا۔ پھر اس کے یونٹ جب بکھریں گے تو وہ ریفائنری میں پھنس سکتے ہیں۔ کیونکہ آگے ریفائنری میں تو ظاہر ہے جدید قسم کی مشینری موجود ہے" ــــ باس نے کہا۔

"باس! ــــ ایسا تو ہو سکتا ہے کہ جب تیل کا بہاؤ چھوڑا جائے تو ہم مین پائپ لائن میں گیس بم ڈال دیں ــــ وہ گیس پائپ لائن سمیت بھک سے اڑ جائے گی" ــــ رچرڈ نے کہا۔

"ویری گڈ! ــــ اس اطلاع کے بعد کل تجرباتی طور پر آئل ریفائنری اور پائپ لائنز میں تیل گذارا جا رہا ہے، اس سے بہتر اور کوئی ترکیب نہیں ہو سکتی ــــ ویری گڈ ــــ اس طرح کام تیز اور آسان ہو جائے گا" ــــ باس نے خوشی سے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ــــ یہ بالکل ٹھیک رہے گا ــــ اگر ہمارے پاس گیس بم موجود ہے تو آپ وہ مجھے دیں ــــ میں آج رات ہی اُسے آئل ریفائنری سے پہلے مین پائپ لائن کے بڑے جوڑ میں نصب کر دیتا ہوں ــــ کل جب تیل چھوڑا جائے گا تو میں اُسے آن کر دوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی وائرلیس بم نصب ہوگا جسے یہاں ہیڈکوارٹر سے پھاڑا جا سکتا ہے ــــ اس طرح ہم جس وقت چاہیں پورا یونٹ اڑا سکتے ہیں" موشے نے کہا۔

"تیل کس وقت چھوڑا جائے گا" ــــ؟ باس نے پوچھا۔

"کل صبح تین بجے ــــ اور پورے دو روز تک چلتا رہے گا اس کے

بعد اسے بند کر کے رزلٹ حاصل کئے جائیں گے" ـــــ موشے نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ـــ تم ایسا کرو کہ آج رات ہی گیس بم اور وائرلیس بم نصب کرنے کے بعد واپس آجاؤ ـــ کل پانچ بجے کے بعد اسے پھاڑ دیا جائے گا ـــ پہلے گیس بم اور پھر دوسرے بم کو ـــ اس طرح تم بھی محفوظ ہو جاؤ گے اور مشن بھی مکمل ہو جائے گا ـــ گیس اور وائرلیس بم میں ابھی تمہیں دے دیتا ہوں" ـــ باس نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! ـــ آئل چھوڑتے وقت میری وہاں موجودگی ضروری ہے ـــ ایسا نہ ہو کہ ان کا پروگرام کسی بھی وجہ سے ملتوی ہو جائے یا وہ وقت بدل دیں اور ہم یہاں سے سب کچھ ہٹ کر دیں یہ سمجھ کر کہ آئل چھوڑ دیا گیا ہو گا" ـــ موشے نے کہا۔

"چلو ایسا کر لیتے ہیں کہ آئل جب چھوڑ دیا جائے تو تم گیس بم سٹ کر کے چلے آنا ـــ پھر تمہارے یہاں پہنچنے کے بعد ہم بم ہٹ کر دیں گے" ـــ باس نے اپنی تجویز میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔

"یہ درست رہے گا" ـــ موشے اور رچرڈ دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے یہ بہترین تجویز ہے ـــ ہم خواہ مخواہ لمبے چکر میں الجھے رہے اور اگر ہم پہلی پلاننگ پر عمل کرتے تو یقیناً ہمیں کئی دن لگ جاتے اور پھر اس میں پکڑے جانے کے زیادہ چانس تھے" ـــ رچرڈ نے کہا۔

"یہ تجویز تو موشے کی اس اطلاع پر کامیاب ہوئی ہے کہ تجرباتی طور پر تیل چھوڑا جا رہا ہے ـــ اب اگر یہ اطلاع سامنے نہ آتی ـــ یا

SCANNED BY JAMSHED

بالفرض محال وہ فی الحال یہ تجربہ ملتوی کر دیتے ہیں تو پھر ہمیں بھی مجبوراً پرانی پلاننگ پر عمل کرنا پڑے گا" ـــ جیکسن باس نے جواب دیا۔

"یس باس! ـــ واقعی ایسا ہی ہے" ـــ رچرڈ نے قدرے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں گیس بم اور وائرلیس بم کٹ لے آؤں" ـــ باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"تمہیں ان بموں کو فٹ کرنے میں کوئی دشواری تو نہیں ہو گی موشے؟" رچرڈ نے باس کے جانے کے بعد پوچھا۔

"کیسی دشواری ـــ؟ آج رات میری ڈیوٹی ہے اور مین پائپ کا ایک مین جوڑ میرے دائرہ اختیار کے اندر ہے ـــ میں بڑی آسانی سے اسے کھول کر اس میں یہ بم نصب کر سکتا ہوں۔ صبح میری ڈیوٹی ختم ہو جائے گی، لیکن میں دس بجے تک وہیں رہوں گا ـــ جب تیل چھوڑ دیا جائے گا تو میں آئل فیلڈ سے باہر نکل کر یہاں آجاؤں گا" ـــ موشے نے جواب دیا۔

"میں تو اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر ضرورت محسوس کرو تو میں کسی بھی انداز میں تمہارے ساتھ چلا جاؤں" ـــ رچرڈ نے کہا۔

"نہیں ـــ اول تو اس کی ضرورت نہیں ـــ دوسری بات یہ ہے کہ اب چیکنگ انتہائی سخت ہے ـــ یہ گیس بم کٹ بھی مجھے کسی جگہ چھپا کر لے جانا پڑے گی ـــ تمہارا وہاں تک پہنچنا تو ناممکن ہے" ـــ موشے نے جواب دیا۔

اسی لمحے باس واپس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں دو پیکٹ تھے۔

SCANNED BY JAMSHED

پیکٹ اس نے میز پر رکھے اور پھر ان کے اوپر لگا ہوا گتہ ہٹانے لگا چند لمحوں بعد ایک بلو پمپ جیسا آلہ باھر آگیا۔

"یہ گیس بم ہے۔ دوسرا ایک چپٹا سا بم تھا جس پر مختلف چھوٹے چھوٹے ابھار تھے۔

"ان کی فٹنگ تو تمہیں معلوم ہے موشے ـــــ ویسے میں احتیاطاً ایسا وائرلیس بم لے آیا ہوں جسے ڈبل ھٹری فریکوئنسی پر کسی بھی ٹرانسمیٹر سے چلایا جا سکتا ہے ـــــ تاکہ اگر کوئی خاص حالات ہو جائیں تو تم خود بھی اسے تباہ کر سکو"ـــــ باس نے کہا۔

"یس باس! ـــ یہ آپ نے اچھا کیا ـــ بہرحال یہ کام ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں"ـــــ موشے نے کہا اور پھر اس نے دونوں بم اٹھا کر ایک کو کوٹ کی ایک جیب میں اور دوسرا دوسری جیب میں رکھ لیا۔

"اب مجھے اجازت دیجئے باس ـــ میں کل آئل چھوڑنے کے بعد آؤں گا انہیں فٹ کر کے"ـــــ موشے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ـــ لیکن ہر لحاظ سے محتاط رہنا"ـــــ باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس"ـــــ موشے نے کہا اور پھر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باھر نکلتا چلا گیا۔

ٹائیگر ہوٹل میلارڈ کے ہال میں داخل ہوا تو سامنے ہی میز پر خورشید بڑی بے چینی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چار بجے ہی آگیا تھا اور اس نے آتے ہی ٹائیگر کو فون کر دیا تھا۔ ٹائیگر تو اسی کے انتظار میں تھا۔ اس لئے وہ اس کا فون ملتے ہی ہوٹل میلارڈ کی طرف دوڑ پڑا۔

"ارے تم نے تو پانچ بجے آنے کا کہا تھا"ـــــ ٹائیگر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"بس یار میں فارغ ہوا تو میں نے سوچا کہ اب پانچ بجنے کا انتظار کون کرے سناؤ ہوا بندوبست"ـــــ خورشید نے آخری الفاظ آگے کی طرف جھک کر سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"بالکل ہو گیا ہے ـــ بھلا تم سے وعدہ کرنے کے بعد میں پیچھے ہٹ سکتا ہوں"ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اب کرسی سنبھال چکا تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"اوہ ویری گڈ ___ ویری گڈ ___ کہاں ہے وہ ___؟ کیسے مانی ___ میرا ذکر کیا تھا ___؟ کیا کہہ رہی تھی" ___؟ خورشید نے اپنے دونوں ہاتھ رگڑتے ہوئے پوچھا۔

"سب کچھ بتا دیتا ہوں یار! ___ اطمینان سے بیٹھو ___ ایسا نہ ہو کہ لوگ سمجھیں کہ یہ کوئی منشیات کا سودا کر رہے ہیں" ___ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور خورشید چونک کر سیدھا ہوا اور پھر بے اختیار مسکرانے لگا۔ شرمندگی اور خفت سے پُر ہنسی۔

ٹائیگر نے ویٹر کو بلا کر دو کوک لانے کے لئے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"سنو خورشید! ___ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اور یہ وعدہ میں نے ہر حال میں نبھانا تھا ___ مجھے تم نے بتا دیا تھا کہ وہ تم سے ناراض ہے اس لئے میں نے اپنے ایک دوست کو راضی کیا ___ وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ رانا تہور علی صندوقی بہت بڑا جاگیردار ہے۔ ویسے دیکھنے میں ایک عام سا نوجوان لگتا ہے ___ ٹریسی اس کی دوست ہے ___ اس نے ٹریسی کو فون پر بلا لیا اور ٹریسی سر کے بل دوڑتی چلی آئی ___ اور اب وہ رانا ہاؤس میں موجود ہے ___ رانا صاحب نے اُسے مجبور کیا کہ وہ تم سے بات کرے پہلے تو وہ مانتی ہی نہ تھی اور وہ کہتی تھی کہ اس نے میری توہین کی ہے۔ مجھے دعوت دے کر خود سو گیا ___ لیکن رانا صاحب کے اصرار پر وہ مان گئی ہے اب آگے تمہارا کام ہے۔ میں تو اتنا ہی کر سکتا تھا" ___ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ___ یار! تم تو واقعی کام کے آدمی ہو ___ بس تم ایک بار

بے بلا دو۔ پھر دیکھنا کہ وہ کس طرح رام ہوتی ہے" ___ خورشید نے بڑے ردوں لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ویٹر نے دو کوکا کولا کی بوتلیں لا کر ان کے سامنے رکھ دیں اور الپس مڑ گیا۔

"مزے کرو دوست مزے ___ ہم تو جس سے دوستی کرتے ہیں اس نبھاتے ہیں" ___ ٹائیگر نے کوک سپ کرتے ہوئے کہا۔ اور خورشید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بوتلیں پینے کے بعد ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ اب چلیں" ___ ٹائیگر نے کہا اور خورشید تیزی سے اٹھا۔ اس نے ایک نوٹ نکال کر بوتل کے نیچے رکھا اور پھر وہ دونوں تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے مین گیٹ سے باہر آ گئے۔

"تم کار پر آئے ہو گے" ___ ٹائیگر نے پوچھا۔ کیونکہ وہ دانستہ اپنی ٹل سے یہاں ٹیکسی پر آیا تھا۔

"ہاں ہاں آؤ" ___ خورشید نے کہا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے ٹل کی پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کار میں سوار ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آ گئے۔

"کدھر جانا ہے" ___؟ گیٹ پر پہنچتے ہی خورشید نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"ایگلن روڈ پر" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور خورشید نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

سڑک پر خاصا رش تھا اس لئے کار کی رفتار خاصی آہستہ تھی لیکن

خورشید کی بے چینی بتا رہی تھی کہ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح اُڑ کر ایگلن روڈ پر پہنچ جائے. لیکن ظاہر ہے کہ وہ کار میں موجود تھا. ہیلی کاپٹر میں نہیں اور کار تو راستہ ملنے پر ہی آگے بڑھ سکتی تھی.

ایک چوک پر سُرخ بتی کی وجہ سے جب خورشید نے کار روکی تو ایک سیاہ رنگ کی کار اس کے قریب آکر رُکی جسے ایک نوجوان چلا رہا تھا.

"ارے جمشید تم کہاں" ____ خورشید نے کھڑکی سے سر نکالتے ہوئے سیاہ کار چلانے والے سے مخاطب ہو کر کہا.

"اوہ خورشید تم" ____ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا وہ غور سے خورشید اور ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا.

"ہاں! ___ ایک ضروری کام پر جا رہا ہوں ___ انتہائی ضروری ___ یاد ہے مس ٹریسی ___ بس سمجھ لو کہ کیا ضروری کام ہو سکتا ہے" ___ خورشید نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا.

"اوہ اچھا اچھا ___ میں سمجھ گیا" ___ جمشید نے ہنستے ہوئے کہا.

اُسی لمحے لائٹ سبز ہوئی اور خورشید نے کار آگے بڑھا دی. جمشید کی کار ان کے پیچھے تھی.

اچانک ٹائیگر نے محسوس کیا کہ خورشید ذہنی طور پر غیر حاضر ہو گیا ہے اور کار ڈولنے لگی تھی.

"ارے سنبھلو ___ سنبھلو" ___ ٹائیگر نے اُسے زور سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا اور خورشید نے چونک کر تیزی سے سٹیرنگ موڑ دیا اور ان کی کار بمشکل سامنے سے آنے والے ایک ٹرک سے ٹکراتی ہوئی بچی.

"کیا ہو گیا تمہیں ___ ابھی مروا دیتے تھے" ___ ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا.

SCANNED BY JAMSHED

"مجھے ___ مجھے کیا ہوا تھا ___ لیکن پتہ نہیں کار دائیں طرف کیسے مڑ گئی" ___ خورشید نے قدرے حیرت زدہ لہجے میں کہا.

"تم کار سائیڈ میں روکو ___ میں چلاتا ہوں اسے ___ تم تو اپنے ساتھ مجھے بھی مروا دو گے" ___ ٹائیگر نے کہا اور خورشید نے کار ایک طرف کر کے روک دی اور ٹائیگر دروازہ کھول کر نیچے اترا تاکہ مڑ کر سٹیرنگ کی طرف جائے لیکن اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی.

"ارے ارے رکو ___ رکو تو سہی" ___ ٹائیگر چیختا ہی رہ گیا لیکن خورشید تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا. ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے شدید ترین آثار نمایاں ہو گئے تھے. خورشید کی یہ عجیب حرکت اس کی توقع کے بالکل خلاف تھی. وہ بھونچکا سا کھڑا رہ گیا. اور خورشید کی کار سڑک پر موجود بے شمار کاروں میں گم ہو گئی.

اُسی لمحے سیاہ رنگ کی کار اس کے قریب آکر رُکی.

"ہیلو مسٹر ___ کیا ہوا ___ خورشید نے آپ کو اتار دیا" ___ جمشید نے کھڑکی سے سر نکالتے ہوئے کہا.

"ہاں! ___ معلوم نہیں اُس نے ایسا کیوں کیا ہے ___ آپ کا نام شاید جمشید ہے" ___ ٹائیگر نے سنبھلتے ہوئے کہا.

"ہاں! ___ میرا نام جمشید آغا ہے ___ آیئے میں آپ کو چھوڑ آؤں. کیا خورشید سے لڑائی ہو گئی ہے" ___ جمشید نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا.

"نہیں تو ___ بس اچانک ہی وہ غائب دماغ ہو گیا. بڑی مشکل سے

SCANNED BY JAMSHED

ایکسیڈنٹ ہوتا ہوتا بچا ـــــ میں نے اسے کہا کہ تم میری جگہ بیٹھو۔ میں چلاتا ہوں ـــــ چنانچہ اس نے کار سائیڈ میں کر کے روک دی۔ اور جب میں نیچے اترا۔ تاکہ مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف جاؤں۔ اس نے اچانک کار آگے بڑھا دی" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔ ویسے وہ ذہنی طور پر بری طرح الجھ گیا تھا۔ خورشید کی یہ اچانک حرکت اس کے پلے نہ پڑ رہی تھی۔

"کمال ہے ـــــ خورشید ایسا آدمی تو نہیں ـــــ بہرحال آپ نے کہاں جانا ہے" ـــــ جمشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکریہ! ـــــ میرا نام اسلم رضا ہے ـــــ مجھے آپ ایگلن روڈ پر اتار دیں" ـــــ ٹائیگر نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ وہ اب غور سے جمشید آغا کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ دونوں ایگلن روڈ پر ہی جا رہے تھے" ـــــ جمشید آغا نے پوچھا۔

"ہاں" ـــــ ٹائیگر نے مختصر سا جواب دیا۔

تھوڑی ہی دور آگے بڑھ کر جمشید آغا نے کار موڑی اور وہ ایگلن روڈ پر پہنچ گئے۔

"آپ بھی آئل فیلڈ پر کام کرتے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی ہاں! ـــــ میں وہاں چیف الیکٹریکل انجینئر ہوں ـــــ ایک دوست سے ملنے آیا تھا۔ اب واپس جا رہا ہوں ـــــ کہاں اترنا ہے آپ نے"؟ جمشید نے جواب دیا۔

"بس یہیں اتار دیجئے ـــــ لیکن اگر آپ کے پاس وقت ہو تو آئیے

چند لمحے بیٹھ کر چائے پی لیتے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکریہ! ـــــ مجھے دراصل جلدی ہے ـــــ میں نے ڈیوٹی بھی جوائن کرنی ہے ـــــ شکریہ! ـــــ میں صبح خورشید کے کان کھینچوں گا کہ خوامخواہ ایک شریف آدمی کو خراب کیا" ـــــ جمشید آغا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اور ٹائیگر خاموش کھڑا اسے جاتے دیکھتا رہا۔ جب کار اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بڑے بڑے قدم اٹھاتا رانا ہاؤس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران وہیں اس کا انتظار کر رہا ہو گا۔

رانا ہاؤس کے بڑے گیٹ پر رک کر اس نے جیسے ہی کال بیل بجائی ذیلی کھڑکی کھلی اور جوزف نے باہر جھانکا۔

"اوہ تم ـــــ باس تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ آؤ" ـــــ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ وہ ٹائیگر سے اچھی طرح واقف تھا۔

اور پھر ٹائیگر اس کھڑکی کے راستے اندر داخل ہوا۔ برآمدے میں عمران موجود تھا۔ اس نے جب ٹائیگر کو اکیلے آتے دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت سی ابھر آئی۔

"کیا ہوا ـــــ تم تو شتر بے مہار کی طرح اکیلے ہی چلے آ رہے ہو ـــــ؟" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اور ٹائیگر نے ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ جمشید سے ملنے کے بعد اس کا ذہن تبدیل ہوا ہے" ـــــ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب ۔۔۔ بس اچانک ہی اس پر غائب دماغی کا دورہ پڑا اور پھر وہ مجھے اتار کر بھاگ نکلا ۔۔۔ جمشید آغا تو پیچھے آ رہا تھا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جمشید کی وکالت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس نے ایسا کیوں کیا ۔۔۔ ؟ اس کی کوئی وجہ بھی تو سمجھ میں نہیں آ رہی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں خود اس بات پر حیران ہوں عمران صاحب ۔۔۔ مجھے تو قطعاً ایسی کوئی توقع نہ تھی" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔ تم جاؤ ۔۔۔ میں خود چیک کر لونگا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

عمران سوچنے کے سے انداز میں اندر اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی عمران اپنے کمرے میں پہنچا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس رانا تہور علی صندوقی" ۔۔۔ عمران نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ! ۔۔۔ میں طاہر بول رہا ہوں ۔۔۔ ایک اہم اطلاع ہے ۔۔۔ ابھی ابھی نعمانی اور صدیقی نے اطلاع دی ہے کہ ٹائیگر کا ساتھی اسے راستے میں اتار کر آگے بڑھ گیا ۔۔۔ انہوں نے اس کا تعاقب کیا ۔۔۔ بیڈن روڈ پر اس کی کار سامنے سے آتے ہوئے ایک ہیوی لوڈر ٹرک سے براہِ راست ٹکرا گئی اور اس آدمی خورشید کے کار سمیت پرخچے اڑ گئے ۔ یہ ایکسیڈنٹ اتنا خوفناک تھا کہ کار کی پٹرول ٹینکی میں آگ لگ گئی اور سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا ۔۔۔ اس آدمی کی لاش کے

SCANNED BY JAMSHED

حصے تک جل گئے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اسے ختم کیا گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تو صاف اور سیدھا ایکسیڈنٹ نظر آتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہاں ! ۔۔۔ بظاہر تو ایسا ہی نظر آتا ہے ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔ مجرم واقعی ضرورت سے زیادہ ہوشیار ثابت ہو رہے ہیں ۔۔۔ معمولی سا کلیو بھی باقی رہنے دیتے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ جمشید آغا کی سرکاری فائل پہنچ گئی ہے ۔۔۔ صفدر لے آیا تھا" ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار رانا ہاؤس سے نکل کر دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

موشے نے ٹائیگر کو انگلن روڈ پر اتارا اور پھر کار کو آگے بڑھاتے چلا گیا۔ اس نے ٹائیگر کی جیب کا مخصوص ابھار چیک کر لیا تھا اور اُسے ٹائیگر کے انداز سے ہی یقین ہو گیا تھا کہ ٹائیگر سیکرٹ سروس کا آدمی ہے جب چوک پر اتفاقاً خورشید اور اس کی گاڑیاں زیبرا کراسنگ پر رکیں اور پھر خورشید نے اُسے خود بلوایا اور خود ہی ٹریسی کی بابت بات کی تو وہ چونک پڑا۔ اور اسی لمحے اس نے خورشید کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کو ایک نظر میں تول لیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی کار میں موجود کنٹرولر کو آن کر دیا اور کنٹرولر آن ہوتے ہی اس نے خورشید کے دماغ میں اپنے ساتھ والے آدمی کو اتارنے کا حکم دیا۔ اور یہ وہی لمحہ تھا جب خورشید کی کار پہلی دفعہ لڑکھڑائی تھی۔ اور پھر وہ سائیڈ پر رکتی چلی گئی۔ جب ٹائیگر نیچے اترا تو موشے نے اُسے باقاعدہ حکم دیا کہ وہ کار بھگا لے جائے۔ اور ساتھ ہی اس نے حکم دیا کہ دس منٹ بعد اس نے کار کسی بڑے ٹرک کے ساتھ

SCANNED BY JAMSHED

پوری سپیڈ کے ساتھ دوڑاتے ہوئے ٹکرا دینی ہے ——— یہ حکم دینے کے بعد اس نے کنٹرولر کو بند کئے بغیر ہی ہاتھ باہر نکال لیا۔ تاکہ خورشید کا دماغ مسلسل کنٹرول میں رہے اور وہ حکم کی مکمل تعمیل کرے۔ اس کے بعد اس نے ٹائیگر کو اپنے ساتھ سیٹ پر بٹھا لیا۔ اور اس سے باتیں کرنا شروع کر دیں اور ایک موڑ مڑتے ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پن نکالا اور پھر جب ٹائیگر کار سے نیچے اترنے لگا تو وہ پن ٹائیگر کے کوٹ کی کالر کی پشت میں غائب ہو چکا تھا۔

ٹائیگر کو نیچے اتارنے کے بعد وہ کار آگے بڑھا لے گیا۔ اور پھر کچھ دور آنے کے بعد اس نے کار کو ایک سائیڈ میں روک دیا اور اس کے شیشے چڑھا کر ایئر کنڈیشنر آن کر دیا۔

کار کے شیشے ایسے تھے کہ ان میں سے باہر تو دیکھا جا سکتا تھا لیکن باہر سے اندر نہ جھانکا جا سکتا تھا۔ شیشے چڑھا کر اس نے جیب میں موجود کنٹرولر باہر نکالا تو اس پر جلنے والا چھوٹا سا پوائنٹ تاریک ہو چکا تھا۔ موشے کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ پوائنٹ تاریک ہونے کا مطلب یہی تھا کہ خورشید کی ٹانگ میں نصب رسیور تباہ ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا اسی وقت ہو سکتا ہے جب خورشید کا جسم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے۔ اس نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کنٹرولر کا بٹن آف کیا اور پھر اس کے اوپر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈائل کے نیچے لگی ہوئی ناب کو گھمانا شروع کر دیا

دوسرے لمحے ڈائل کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا وہ ناب کو گھماتا گیا اور پھر ایک جھماکے سے ڈائل پر ایک منظر اُبھر آیا۔ یہ ایک برآمدہ نما جگہ تھی۔

جہاں وہی نوجوان جو اس نے کار سے اتارا تھا ایک اور نوجوان سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے پھرتی سے کنٹرولر کے کونے میں لگا ہوا بٹن دبایا تو آلے میں سے ہلکی سی آوازیں نکلنے لگیں۔

"لیکن اس نے ایسا کیوں کیا —— ؟ اس کی کوئی وجہ بھی تو سمجھ میں نہیں آ رہی" —— دوسرے نوجوان کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں خود اس بات پر حیران ہوں عمران صاحب! —— مجھے تو قطعاً ایسی کوئی توقع نہ تھی" —— اس نوجوان نے جواب دیا جس کے کالر میں پن تھا اور جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دُور اپنی کار میں بیٹھا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا بلکہ ان کی باتیں بھی سن رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے —— تم جاؤ —— میں خود چیک کر لوں گا" —— عمران نے کہا اور وہ پن والا نوجوان تیزی سے واپس مڑا اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ عمارت سے باہر نکل آیا۔

عمارت کے گیٹ پر موجود تختی اور اس کے سامنے مرکری لائیٹس میں لکھا ہوا اویگا ہوٹل اُسے ڈائل پر صاف نظر آ رہا تھا۔ نوجوان ٹیکسی روکنے کے لئے ہاتھ لہرا رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ٹیکسی اس کے قریب رکی اور وہ اس کے اندر بیٹھ گیا۔

موشے نے کنٹرولر کے مختلف بٹن دبائے اور اُسے آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔ یہ نوجوان تو اس کے کنٹرول میں تھا۔ وہ جب چاہتا اس پن کی وجہ سے اُسے تلاش کر سکتا تھا۔ لیکن اب اس کی پوری توجہ عمران کی طرف تھی۔

عمران کا نام سنتے ہی وہ چونک پڑا تھا۔ اس نے کار موڑی اور پھر

SCANNED BY JAMSHED

وہ اُسے لئے موشے اویگا ہوٹل کی طرف چلا گیا۔ صورت حال اس کے ذہن میں بری طرح الجھ گئی تھی۔

عمران کے کسی ساتھی کا خورشید کے ساتھ ہونا اور پھر ٹرلیسی کا حوالہ۔ اور بعد میں اس ساتھی کی عمران کو رپورٹ سے تو یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ انہیں خورشید پر شک پڑ گیا تھا۔ اور شاید ٹرلیسی کا چکر دے کر اُسے عمران کے پاس اس عمارت میں لئے جا رہا تھا۔ تاکہ اپنا شک دُور کر سکیں اور اگر موشے اس طرح خورشید کا خاتمہ نہ کر دیتا تو یقیناً وہ اس کی پنڈلی میں موجود ٹرانسمیٹر چیک کر لیتے اور پھر یہ بھی ہو سکتا تھا کہ خورشید کی وجہ سے وہ اس کا گلا پکڑ لیتے۔ لیکن اب وہ قطعاً محفوظ تھا۔

یہی سوچتا ہوا جب وہ اویگا ہوٹل کے قریب پہنچا تو اُسے دُور سے ہی وہ عمارت نظر آ گئی جس پر وہ تختی نظر آ رہی تھی۔ یہ وہی عمارت تھی جس میں سے وہ پن والا نوجوان نکلا تھا۔

جیسے ہی اس کی کار اس عمارت کے قریب پہنچی، عمارت کا گیٹ کھلا اور اس میں سے ایک سپورٹس کار باہر نکلی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران موجود تھا۔ موشے نے کار آہستہ کر لی اور پھر وہ کافی فاصلہ دے کر عمران کی کار کا تعاقب کرنے لگا۔ سڑک پر کاروں کا خاصا رش تھا اور موشے کی کار عمران سے کافی فاصلے پر تھی۔ اس لئے موشے کو یقین تھا کہ عمران اپنے تعاقب کو چیک نہ کر سکے گا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب عمران کی کار ایک قلعہ نما عمارت کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے رکی تو موشے اپنی کار کو آگے بڑھائے لئے گیا۔ وہ اب بیک مرر میں اُسے چیک کر رہا تھا اور پھر اس نے

SCANNED BY JAMSHED

عمران کی کار کو اس پھاٹک کے اندر جاتے ہوئے دیکھا۔ تو اس نے تیزی سے کار اگلے چوک سے موڑ دی۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ واپس دوبارہ اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔

چند لمحوں بعد اُسے باس کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ رچرڈ بھی ابھی تک وہیں موجود تھا۔

"تم پھر آ گئے"۔۔۔ باس نے اُسے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"باس!۔۔۔ میرے پاس آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے"۔۔۔ موشے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اتفاق سے خورشید کے ساتھ ٹکراؤ سے لے کر عمران کی کار کے اس عمارت کے گیٹ میں داخل ہونے تک کی تمام تفصیل سنا دی۔

"اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران آئل فیلڈ میں کام کر رہا ہے اور نہ صرف کام کر رہا ہے بلکہ وہ صحیح لائن پر ہے۔۔۔ یہ تو ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہے"۔۔۔ باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس!۔۔۔ کیوں نہ آج رات ہم اس عمارت پر دھاوا بول دیں۔ تاکہ صبح جب ہمارا اصل مشن مکمل ہو۔ ہم عمران کے خاتمے کا مشن بھی مکمل کر لیں"۔۔۔ رچرڈ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ!۔۔۔ ایسا ہی اقدام جیسا سپلائی ڈپو پر کیا گیا تھا۔۔۔ ہم پوری عمارت ہی اڑا دیتے ہیں"۔۔۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کی مرضی۔۔۔ آپ جو چاہیں کریں۔۔۔ مجھے اجازت دیں۔ میں واپس جاؤں۔۔۔ میری ڈیوٹی کا وقت قریب ہے اور مجھے شک سے بچنے کے لئے بروقت ڈیوٹی پر پہنچنا ہے"۔۔۔ موشے نے کہا۔

"ہاں تم جاؤ۔۔۔ اور انتہائی محتاط رہتے ہوئے مشن مکمل کرو۔۔۔ ہو سکتا ہے عمران نے اپنے آدمی وہاں تعینات کر رکھے ہوں۔۔۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے ہر طرف سے بیک وقت وار کرتا ہے۔ اس لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے"۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔ میں خیال رکھوں گا اور صبح آئل جلوا کر ہی واپس آؤں گا۔۔۔ یہ کنٹرولر آپ رکھ لیں۔ اس سے اگر آپ چاہیں تو عمران کے ساتھی کو ٹریس کر سکتے ہیں۔ پن اس کے کوٹ میں موجود ہے"۔۔۔ موشے نے جیب سے کنٹرولر نکال کر باس کے سامنے میز پر رکھا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ہمیں فوراً انتظامات کرنے چاہئیں۔۔۔ کم از کم رات تک اس عمارت کی مکمل نگرانی ہونی چاہئے۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ عمران اس عمارت سے نکل جائے اور ہم خالی عمارت کو ہٹ کرتے رہ جائیں۔۔۔ جب عمران ہمارے سامنے ہے تو پھر اس کے آدمی کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے"۔۔۔ باس نے کہا۔

"تو میں آدمی بھیج دیتا ہوں عمارت کی نگرانی کے لئے"۔۔۔ رچرڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور باس نے سر ہلا دیا۔

"دکھاؤ فائل" ـــــ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو نے سامنے رکھی ہوئی فائل عمران کی طرف کھسکا دی اور عمران فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اس میں جمشید آغا کے متعلق تمام تفصیلات درج تھیں چونکہ ہر سال سرکاری طور ملازم کے متعلق تازہ ترین معلومات اور نیا فوٹو لگایا جاتا تھا اس لئے عمران کو اس فائل کے مطالعے سے جمشید آغا کے تازہ ترین حالات کا علم ہو گیا اور اس نے اُس کا اس سال کا فوٹو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"اس فائل سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جمشید آغا ایک بے ضرر سا سیدھا سادھا الیکٹرک انجنیئر ہے اور بس" ـــــ عمران نے فائل بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ میں نے بھی دیکھا ہے۔ لیکن ٹائیگر کا شک درست بھی تو ہو سکتا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ اصل جمشید آغا کی جگہ مجرموں کا کوئی آدمی ہو۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو ٹائیگر نے اس کے ساتھ کار میں بیٹھ کر سفر کیا ہے وہ ضرور اس کا میک اپ پہچان لیتا ـــ کم از کم اتنی پہچان تو اُسے ہے ہی" ـــــ عمران نے کہا۔

"سفر کیا ہے جمشید آغا کے ساتھ" ـــــ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران نے اُسے بتایا کہ جب خورشید اُسے اچانک اتار کر کار لے گیا تو جمشید آغا نے اُسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ ان کا ٹکراؤ ایک چوک پر ہوا تھا اور ٹائیگر نے بتایا تھا کہ اُس نے جمشید سے ٹرلیسی کا ذکر کیا تھا اور اس کے بعد ہی کار چلاتے ہوئے اس پر غائب دماغی کا دورہ پڑا تھا۔

"اوہ! ـــ یہ پہلو واقعی قابل غور ہے ـــ لیکن بظاہر تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی۔ مگر ہو سکے کہ سب کچھ ہو سکتا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکا لیا۔ اس نے بلیک زیرو کی بات کا جواب دینے کی بجائے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"ٹائیگر سپیکنگ" ـــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ـــ یہ بتاؤ کہ جب تم جمشید آغا کے ساتھ کار میں بیٹھے تھے۔ تم نے چیک کیا تھا کہ کہیں وہ میک اپ میں تو نہ تھا" ـــ؟ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میک اپ میں ـــ نہیں سر ـــ میں نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا ویسے سرسری نظروں سے تو وہ میک اپ میں نہ لگتا تھا" ـــ ٹائیگر کا جواب سنائی دیا۔

SCANNED BY JAMSHED

"اس نے کوئی ایسی حرکت تو نہیں کی جو مشکوک ہو سکتی ہو"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں سر۔۔۔ البتہ ایک اور چیز اب سامنے آئی ہے اور میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کونسی چیز"۔۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔۔۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر جب میں نے کپڑے اتارے تو میری نظر اپنے کوٹ کے کالر میں موجود ایک چھوٹے سے پن پر پڑ گئی۔ بلب کی روشنی میں اس کا سرا چمکا تو مجھے وہ پن دکھائی دیا۔۔۔ میں نے اُسے باہر کھینچا تو وہ بظاہر ایک عام سا سوئی پن تھا۔۔۔ لیکن سر! اس کا سرا بے حد چمکدار تھا۔ جب کہ باقی پن مدھم تھا۔ میں نے اُسے ٹیبل لیمپ کی تیز روشنی میں چیک کیا تو اس سرے پر انتہائی باریک سوراخ موجود تھا۔۔۔ میں نے اُسے اِدھر اُدھر مروڑنے کی کوشش کی تو اچانک اس کا سرا باقی پن سے علیحدہ ہو گیا۔ اور سر!۔۔۔ اس پن کے سرے کے اندرونی جانب گھڑی کے باریک ترین پرزے سے بھی چھوٹا ایک پرزہ نصب تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ ٹیلی کمیونیکیشنز انڈیکیٹر ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹیلی کمیونیکیشنز انڈیکیٹر۔۔۔ اوہ! اس کا مطلب ہے کہ وہ رسیور پر نہ صرف تمہیں دیکھتے رہے ہیں بلکہ آواز بھی سنتے رہے ہوں گے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

"میرا بھی یہی خیال ہے سر!۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ پن میرے کالر میں جمشید آغا نے لگایا ہو گا۔ اس سے پہلے خورشید کے لگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ وہ تو ٹریسی کے چکر میں دیوانہ ہو رہا تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اور اسی لئے اس نے تمہیں کار میں لفٹ دی تھی۔۔۔ وہ تم سے مشکوک ہو چکا تھا اور شاید اسی لئے خورشید کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ جمشید آغا پوری طرح اس چکر میں ملوث ہے"۔۔۔ عمران نے واضح انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"خورشید کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔۔۔؟ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ اس کی کار کا ایک ٹرک سے ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ کار سمیت جل کر راکھ ہو گیا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ پھر اس پر غائب دماغی کا دورہ پڑا ہو گا"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ وہ پن لے کر آؤ۔۔۔ اور اُسے دانش منزل کے ریسیونگ باکس میں ڈال دو۔۔۔ میں ایکسٹو کو کہہ دوں گا وہ اُسے لیبارٹری میں مزید چیک کرا لے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہتر سر!۔۔۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں جمشید آغا کے پاس جاؤں کسی بھی میک اپ میں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں!۔۔۔ میں خود انتظام کر لوں گا۔۔۔ تمہارا جانا مشکوک ہو سکتا ہے تم بس پن باکس میں ڈال دو۔۔۔ اور پھر اپنا کمرہ فی الحال چھوڑ دو۔ ہو سکتا ہے اس پن کی وجہ سے وہ تم پر کسی بھی وقت ہاتھ ڈال دیں"۔۔۔ عمران نے اُسے ہدایت کی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"اب لے دے کر ایک جمشید آغا ہی رہ گیا ہے ہمارے سامنے"۔۔۔ عمران

نے رسیور رکھتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے خیال میں جمشید آغا کو اغوا کر لیا جائے اور پھر یہاں اس سے تمام معلومات حاصل کر لی جائیں ـــــ ورنہ ایسا نہ ہو کہ وہ خورشید کی طرح جمشید آغا کا بھی پتہ کاٹ ڈالیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"نہیں ۔ اس طرح وہ اس کلیو کو ختم کر کے کوئی نیا آدمی ڈال دیں گے اس کی بھرپور نگرانی ہونی چاہیے ـــــ نقشے میں جو ٹارگٹ دکھائے گئے ہیں وہ اتنے وسیع ہیں کہ وہاں ایک آدمی سارے ٹارگٹ کور نہیں کر سکتا۔ یا تو جمشید آغا کی طرح انہوں نے اور بھی آدمی ٹریپ کئے ہوتے ہیں۔ یا وہ ایسا کرنے میں لگے ہوئے ہوں گے ـــــ اب اگر اکیلے جمشید آغا کو پکڑ لیا گیا تو باقی آدمی کیمو فلاج ہو جائیں گے اور پھر کسی بھی وقت وہ مشن مکمل کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے سوچنے کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ہم اب ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہیں ـــــ کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ضرور ہو گا ـــ ذرا پن کو توڑ لینے دو ـــــ مجھے یقین ہے کہ میں اس پن کی وجہ سے اس کا کنٹرولر ڈھونڈ نکالوں گا اور اس طرح ہمیں ایک اہم کلیو مل جائے گا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھ گیا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ وہ دونوں ہی اب پن کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو نے چونک کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو

SCANNED BY JAMSHED

نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور پھر ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی۔ اس دراز کا تعلق پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے ریسیونگ باکس کے ساتھ تھا۔ گھنٹی کی آواز بتاتی تھی کہ ریسیونگ باکس میں کچھ ڈالا گیا ہے اور پھر خودکار نظام کے ساتھ ہی وہ چیز میز کی دراز میں پہنچ جاتی تھی۔ عمران نے ڈبیہ کھولی اور اس میں موجود ایک چھوٹی سی پن باہر نکال لی۔ وہ پن کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر اسے واپس ڈبیہ میں رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے عمران کے لیبارٹری میں جاتے ہی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"یس سر" ـــــ صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم ٹائیگر کو جانتے ہو جو عمران کا ساتھی ہے" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ اچھی طرح جانتا ہوں" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اس کی رہائش گاہ کا بھی علم ہے تمہیں" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا

"یس سر ـــ وہ ہوٹل اوریگا کے کمرہ نمبر بارہ میں رہتا ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے ـــ تم کیپٹن شکیل کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ ـــ اس کمرے کی نگرانی کرو اور اگر کوئی مشکوک آدمی اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے

SCANNED BY JAMSHED

یا ٹائیگر کو اغوا کرنے کی کوشش کی جائے تو تم نے ان افراد یا فرد کو …
کر کے دانش منزل پہنچانا ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ۔۔ مطلب یہ کہ ہمیں ٹائیگر کے اغوا کی کوشش ناکام بنانی ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹائیگر اس کمرے میں موجود نہیں ہو گا اس لئے اس کے اغوا کی صرف کوشش ہوگی سمجھے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ یس سر ۔ میں سمجھ گیا سر" ۔۔۔۔ صفدر نے قدرے شرمندہ لہجے میں جواب دیا اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے عمران ڈبیہ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔

"مجھے پتہ چل گیا ۔۔ کنٹرولر ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے میں موجود ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ڈبیہ میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر اس کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"آپ کسے فون کر رہے ہیں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جولیا کو ۔۔ کیوں" ۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا آخری نمبر تک اس کی انگلی ٹکی ہوئی تھی۔

"میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ ٹائیگر کے … کی نگرانی کریں۔ تاکہ اگر مجرم اس پر حملہ کریں تو انہیں اغوا کر کے یہاں … سکے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آخری

…ں گھما دیا۔

"جولیا سپیکنگ" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا …واز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔۔ جولیا کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"جولیا ۔۔ تم تنویر، صدیقی اور چوہان کو فوراً ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر …ے کے پاس بھجوا دو ۔۔۔۔ میں عمران کو وہاں بھیج رہا ہوں۔ وہ انہیں …ڈ کرے گا ۔۔ اس کوٹھی پر فوری ریڈ کرنا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو …ے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"عمران صاحب ۔۔ میں ایک بات سوچ رہا ہوں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اچانک کسی خیال سے چونکتے ہوئے کہا۔

"تمہیں میں نے ایکسٹو اسی لئے تو بنایا ہے کہ بس تم بیٹھے سوچتے رہو"۔ …ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔۔ بات سنجیدہ ہے ۔۔۔۔ اگر ٹائیگر کے کالر میں …ن جمشید نے لگایا ہے تو پھر کنٹرولر بھی تو جمشید کے پاس ہونا چاہیئے۔ وہ …ں کوٹھی میں کیسے پہنچ گیا۔ جب کہ جمشید آئل فیلڈ میں رہتا ہے" ۔۔۔۔ …یک زیرو نے کہا۔

"اوہ ۔۔ تمہاری بات واقعی قابل غور ہے ۔۔۔۔ بہر حال کنٹرولر اسی …کوٹھی میں ہے ۔۔۔۔ اب تو یہ وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ وہ وہاں کیسے

SCANNED BY JAMSHED

پہنچ گیا"۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب عمران ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو میک اپ سے اس کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ اگر آپ کہیں تو میں آئل فیلڈ میں جا کر جمشید آغا کو چیک کروں۔۔۔ وہاں کا چیف سکیورٹی آفیسر میرا ذاتی دوست ہے اس کی مدد سے میں آسانی سے جمشید آغا تک پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلو کر لو چیکنگ۔۔۔ تم بھی فارغ بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے ہو گے!" عمران نے اجازت دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تیز سیٹی کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا جیکسن بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اوپر رکھ لیا۔ سیٹی کی آواز اسی میں سے آ رہی تھی۔ جیکسن نے بڑی پھرتی سے اس کا ایک بٹن دبایا تو سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک مردانہ آواز برآمد ہوئی۔

"مارڈی سپیکنگ اوور"۔

"جیکسن فرام دس اینڈ۔۔۔۔۔ کیا بات ہے مارڈی۔ اوور"۔۔۔ جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس!۔۔۔ ہم آصف روڈ کی اس قلعہ نما عمارت کی نگرانی کر رہے تھے موٹر سائیکل پر سوار ایک نوجوان وہاں آیا۔ اس نے جیب سے کوئی ڈبیہ سی نکال کر پھاٹک کے ساتھ دیوار میں بنے ہوئے ایک سوراخ میں ڈالی اور پھر مڑ کر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس عمارت سے ایک کار باہر نکلی ہے

SCANNED BY JAMSHED

سرخ رنگ کی سپورٹس کار ہے جسے ایک بڑی بڑی مونچھوں والا نوجوان چلا رہا تھا —— میں نے اس کا تعاقب کیا ہے اور باس! —— یہ کار اب باہر ہیڈ کوارٹر کے قریب موجود ہے اور یہاں اس نوجوان سے چند افراد ملے ہیں —— ان کی حرکات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کی نگرانی ہو رہی ہے۔ کئی افراد پھیلے ہوتے محسوس ہو رہے ہیں۔ وہ شاید ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہتے ہیں۔ اوور" —— مارڈی نے کہا اور جیکسن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے ایٹم بم مار دیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو —— ہیڈ کوارٹر کی نگرانی اور ریڈ —— کیا تم ہوش میں ہو مارڈی۔ اوور" —— ؟ جیکسن نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"باس! —— میں درست کہہ رہا ہوں —— میرے سامنے ساری سچوئیشن ہے باس —— اوہ! —— وہ لوگ تو کوٹھی کی عقبی سمت جا رہے ہیں۔ شاید وہ عقبی سمت سے اندر آنا چاہتے ہیں۔ اوور" —— مارڈی نے بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوور اینڈ آل" —— باس نے بوکھلاتے ہوئے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر بوکھلاتے ہوئے انداز میں اٹھ کر وہ تیزی سے کمرے کے ایک دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس دروازے کو کراس کر کے اس نے بڑی پھرتی سے دیوار پر ہاتھ مارا اور اس کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ اس کے بعد وہ دوڑتا ہوا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک بڑے سے کمرے میں ہوا جس میں دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے اس مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

بٹن دبتے ہی مشین آن ہو گئی اور پھر اس میں سے ہلکی سی گونج کی آواز نکلنے لگی۔ اس مشین سے دو بڑے بڑے پائپ نکل کر اوپر چھت میں غائب ہو گئے تھے۔ دونوں پائپ شفاف شیشے کے بنے ہوئے تھے۔ مشین کے درمیان میں لگی ہوئی ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی اور جیکسن نے بڑی تیزی سے اس سکرین کے نیچے لگی ہوئی ناب گھمانی شروع کر دی۔ ناب گھماتے ہی سکرین پر موجود منظر تبدیل ہوتا چلا گیا اور پھر جب اس پر کوٹھی کی بیرونی دیوار کا منظر ابھرا تو اس نے ناب پر سے ہاتھ ہٹا لیا اور ساتھ موجود دوسری ناب دبا کر اس نے گھمانا شروع کر دی۔ اس ناب کو دباتے ہی سکرین دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حصے پر وہی پہلے والا منظر موجود تھا جب کہ دوسرے حصے پر تیزی سے اور منظر ابھرنے لگے اور پھر جب اس حصے پر پچھلی دیوار کا منظر ابھرا تو اس نے تیزی سے ناب سے ہاتھ ہٹا لیا اور پھر ایک اور بٹن دبایا اور مشین کے ساتھ منسلک مائیک کو ہاتھ میں لے لیا۔

"ہیلو —— ہیلو رچرڈ —— میں جیکسن بول رہا ہوں" —— جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" —— دوسری طرف سے رچرڈ کی آواز ابھری۔

"رچرڈ! —— سیکرٹ سروس ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنے والی ہے —— میں اڈرگ مشین پر موجود ہوں۔ تم فوراً اپنے ساتھیوں کو گیس ماسک پہننے کا حکم دے دو" —— جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر پر ریڈ —— مگر سارے ساتھی تو نگرانی کے لئے گئے ہوئے

ہیں ــــــ میں یہاں آپریشن روم میں اکیلا ہوں"ــــــ رچرڈ کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تو جلدی کرو ــ گیس ماسک پہن کر لونگ روم میں چلے جاؤ ــ جلدی" جیکسن نے چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے اُسے بائیں باغ کی دیوار پر کسی آدمی کا سر ابھرتا نظر آگیا۔

"وہ اندر آرہے ہیں ـــ ہوشیار"ـــ جیکسن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب اس کی نظریں بائیں باغ کی دیوار پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں ایک نوجوان لیٹا ہوا تھا اور وہ بڑے غور سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نوجوان نے نیچے چھلانگ لگا دی اور وہ دیوار کے ساتھ ہی دبک گیا۔ چند لمحوں بعد ہی دیوار پر تین سر اور برآمد ہوئے اور پھر تین افراد دیوار پر سے ہوتے ہوئے بائیں باغ میں اتر گئے اب وہ چاروں ہی دیوار کے قریب دبکے ہوئے تھے۔ اور پھر پہلا آدمی اٹھ کر بڑی احتیاط سے عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ باقی تینوں بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

جیکسن بڑے غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ چاروں آہستہ آہستہ عمارت کی پشت پر پہنچے اور پھر اس کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ سامنے کے رُخ کی طرف بڑھنے لگے۔ اب وہ سکرین کے پہلے حصے میں نظر آنے لگے تھے۔ ان کے علاوہ بائیں باغ کی دیوار سے اور کوئی آدمی نہ کودا تھا۔ وہ سائیڈ سے ہوتے ہوئے سامنے کے رُخ آئے اور برآمدے کے آخری ستون کے ساتھ لگے عمارت کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے

SCANNED BY JAMSHED

بڑھتے ہوئے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اب وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ باس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ ان کی حیرت کا بخوبی اندازہ لگا رہا تھا کہ انہیں کوٹھی میں کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

برآمدے میں سے ہوتے ہوئے وہ درمیانی گیلری میں داخل ہوئے اور پھر گیلری میں موجود ایک کمرے کے دروازے کے پاس پہنچ کر رُک گئے پہلے آنے والا انہیں لیڈ کر رہا تھا۔ پھر اس نے ذرا سا آگے ہو کر کمرے کے اندر جھانکا اور پھر تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا اور دوسرے لمحے باقی تینوں بھی کمرے میں داخل ہوئے اور باس نے جلدی سے پہلی ناب کو بائیں طرف گھما دیا۔ اس ناب کے گھومتے ہی سکرین کے پہلے حصے کا منظر بدل گیا۔ اور اب اس پر اس کمرے کا اندرونی منظر نظر آنے لگا۔ جس میں وہ چاروں موجود تھے۔

وہ سب اب آہستہ آہستہ اس کمرے کی شمالی دیوار کی طرف بڑھ رہے تھے جس میں ایک دروازہ نظر آرہا تھا۔ باس جانتا تھا کہ یہ دروازہ لونگ رُوم میں جاتا ہے جس میں رچرڈ موجود ہے۔

ابھی وہ سب دروازے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ باس نے مشین کے نچلے حصے میں لگا ہوا سُرخ رنگ کا ہینڈل ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔ مشین میں تیز گونج پیدا ہوئی اور مشین اور چھت کے درمیان شفاف نلکیوں میں نیلے رنگ کا دھواں بھر گیا۔ یہ دھواں چھت کی طرف جا رہا تھا۔

باس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس نے کمرے کی دیواروں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلتے دیکھا۔ وہ چاروں اس دھوئیں سے بے خبر تھے۔ وہ دروازے کو کھولنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ اسی لمحے

اس نے ان چاروں کو چونک کر مڑتے ہوئے دیکھا۔ اور باس نے ہینڈل ر اور نیچے دبا دیا۔ یکلخت دھواں تیزی سے باہر نکلنے لگا۔ اور دوسرے لمحے وہ چاروں لڑکھڑا کر فرش پر گرے اور ان کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔

باس خاموش بیٹھا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے ہینڈل کو واپس پہلی والی جگہ پر پہنچا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں بھرا ہوا نیلے رنگ کا دھواں تیزی سے غائب ہونے لگا۔

باس نے ایک بار پھر مائک کو سنبھالا اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا دوسرے لمحے سکرین کے باقی آدھے حصے پر جھماکا سا ہوا اور منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر ایک کمرے میں بیٹھا ہوا ایک آدمی نظر آنے لگا۔ اس نے سر پر گیس ماسک پہنا ہوا تھا اور وہ میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا رہا تھا۔

"ہیلو رچرڈ ــــ کمرہ نمبر چار میں چار آدمی بیہوش پڑے ہیں ـــــ تم گیس ماسک سمیت وہاں جاؤ اور پہلے اچھی طرح چیک کر لو کہ ان میں سے کوئی صحیح حالت میں تو نہیں ـــــ اگر وہ چاروں واقعی بیہوش ہیں تو انہیں لونگ روم میں منتقل کر دو۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ اوور" ـــ جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ لازماً بیہوش ہوں گے باس! ـــــ گیس کے بعد ان کے ہوش میں رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اوور" ـــــ رچرڈ نے ماسک کو چہرے سے ہٹا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال احتیاط اچھی ہے ـــــ ریوالور ہاتھ میں لیکر جانا اور اچھی طرح تسلی کر لینا۔ اوور" ـــــ باس نے کہا اور رابطے کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ

SCANNED BY JAMSHED

ی جھماکے کے ساتھ سکرین کے آدھے حصے پر پہلا منظر ابھر آیا۔ اس کمرے کا منظر بدستور باقی آدھی سکرین پر موجود رہا جس میں وہ چاروں حملہ آور بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور اب باس کی نظریں اسی حصے پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس نے شمالی دیوار میں موجود دبی دروازہ کھلتے دیکھا جسے کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ چاروں بیہوش ہوئے تھے۔ اور دروازے میں گیس ماسک پہنے رچرڈ نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ چونکہ وہ نوجوان جو باقی تینوں کو لیڈ کر رہا تھا دروازے کے بالکل قریب پڑا ہوا تھا اس لئے رچرڈ نے جھک کر اس کی نبض پکڑی اور اُسے چیک کرنے لگا۔ پھر اس کی نبض چھوڑ کر وہ باقی تینوں کی طرف بڑھا۔ اس نے اسی طرح سب کی نبضیں چیک کیں اور پھر ریوالور کو کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ وہ اس کے ریوالور جیب میں رکھنے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ چاروں واقعی بیہوش ہو چکے ہیں۔ اس نے مشین آف کی اور پھر اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

"آیئے آیئے مسٹر طاہر! — آج آپ ادھر کیسے بھول پڑے" — دفتر میں بیٹھے ہوئے چیف سیکورٹی آفیسر نے مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر بڑے پُرزور انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بارزمان! — بڑا عرصہ ہوا تم سے ملاقات نہ ہوئی تھی — آج بس بیٹھے بیٹھے خیال آگیا تو میں نے کہا چلو مِل لوں" — بلیک زیرو نے بڑے بے تکلفانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"او ہو — بھئی یہ تو میری خوش نصیبی ہے کہ تمہیں ملنے کی فرصت مل گئی — یاد ہے ایک سال قبل ایک محفل میں ملاقات ہوئی تھی اور میں نے تمہیں دعوت بھی دی تھی۔ لیکن تم نے کہا تھا کہ میں بہت مصروف رہتا ہوں" — بارزمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں! — اُن دنوں واقعی میں بے حد مصروف تھا اس لئے معذرت کر لی تھی" — بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تم کس محکمے میں ہو — بس مصروفیت کا کہہ دیتے ہو" — بارزمان نے کہا۔

"بس سمجھ لو کہ تمہاری ٹائپ کا ہی محکمہ ہے" — بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میری ٹائپ کا — سیکورٹی" — بارزمان نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — سیکورٹی ہی کہہ لو — لیکن سیکرٹ مسئلہ ہے" — بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا! — میں سمجھ گیا — تو تم سیکرٹ سروس میں ہو — واقعی! پھر تو بہت بڑا محکمہ ہے" — بارزمان نے حیرت سے کہا۔

"تمہارا خیال درست ہے" — بلیک زیرو نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیا۔

"اچھا پہلے یہ بتاؤ کہ گرم چلے گا یا ٹھنڈا" — بارزمان نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ٹھنڈا ہی ٹھیک رہے گا" — بلیک زیرو نے جواب دیا اور بارزمان نے میز پر پڑی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارا۔ دوسرے لمحے ایک باوردی چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"دو کوک لاؤ" — بارزمان نے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہاں بھی تم کسی خاص کام سے آئے ہو گے۔ تمہارے

SCANNED BY JAMSHED

محکمے والے یونہی کسی سے ملنے نہیں آتے" ـــــ بابرزمان نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پُراسرار لہجے میں کہا۔

"بس یُوں ہی سمجھ لو ـــ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں کچھ لوگ موجود ہیں" بلیک زیرو نے بغور بابرزمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ لوگ موجود ہیں ـــ کیا مطلب" ـــ ؟ بابرزمان کی آنکھوں میں حیرت کا تاثر اُبھر آیا۔

"اب تم خود سمجھ لو کہ میرا مطلب کیسے لوگوں سے ہو سکتا ہے۔ تم تو چیف سکیورٹی آفیسر ہو" ـــ بلیک زیرو نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ لیکن یہ ناممکن ہے ـــ میں نے تو یہاں انتہائی کڑی نگرانی رکھی ہوئی ہے" ـــ بابرزمان کے چہرے پر قدرے ناگواری اور الجھن کے تاثرات اُبھر آئے تھے اور بلیک زیرو اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ کم از کم بابرزمان مجرموں کا آدمی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ بلیک زیرو کی بات پر اس کا ردعمل نفسیاتی طور پر کچھ مختلف ہوتا۔

"جن لوگوں کا شبہ ہے وہ بین الاقوامی مہارت کے لوگ ہیں ـــ وہ عام نگرانی سے قابو میں نہیں آتے ـــ بہرحال یہ کوئی واضح بات نہیں۔ بس شبہ ہی ہے" ـــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے چپڑاسی اندر داخل ہوا اور بابرزمان کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ چپڑاسی نے بوتلیں بلیک زیرو اور بابرزمان کے سامنے رکھیں اور پھر واپس چلا گیا۔

"مجھے کھل کر بتاؤ طاہر! ـــ مسئلہ کیا ہے ـــ ؟ کیا واقعی یہاں کچھ لوگ موجود ہیں ـــ ؟ اگر ایسی بات ہے تو یہ میرے لئے انتہائی خطرناک ہے" ـــ بابرزمان کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے آثار بھی اُبھر آئے تھے۔

"یار! ـــ اتنی گھبرانے والی بات نہیں ہے ـــ ایک مبہم سا شبہ ہے اور بس ـــ ابھی کوئی بات واضح نہیں ہے" ـــ بلیک زیرو نے اُسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ـــ تمہاری یہاں آمد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مسئلہ زیادہ سنجیدہ ہے ـــ ورنہ تم مجھے فون بھی کر سکتے تھے ـــ یا ویسے ہی سرکاری طور پر محتاط رہنے کے لئے کہہ سکتے تھے ـــ تم میرے کلاس فیلو ہو۔ یقین رکھو یہ میری عزت کا مسئلہ ہے ـــ میں اس اہم ترین پراجیکٹ کا چیف سکیورٹی آفیسر ہوں ـــ یہاں معمولی سی کوتاہی کا سارا نزلہ مجھ پر گرنا ہے ـــ مجھے کھل کر بات بتاؤ۔ یقین رکھو میں تم سے پورا پورا تعاون کروں گا" ـــ بابرزمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر سنو! ـــ ہمیں یہاں کے ایک چیف الیکٹرک انجنیئر مسٹر جمشید آغا پر شبہ ہے کہ وہ مجرموں کا آلہ کار ہے ـــ میرے یہاں آنے کا مقصد یہی ہے کہ اُسے اسی طرح سے چیک کیا جائے کہ اُسے شبہ نہ ہو کہ اس کی چیکنگ ہو رہی ہے" ـــ بلیک زیرو نے آخر واضح اور کھل کر بات کر ہی دی۔

"جمشید آغا چیف الیکٹرک انجنیئر ـــ اوہ! ـــ وہ تھوڑی دیر قبل ہی سائیٹ پر واپس آیا ہے ـــ میں اس وقت سیکنڈ چیک پوسٹ پر موجود تھا" ـــ بابرزمان نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم نے اُسے چیک کیا تھا" ـــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"چیک اُسے ـــ نہیں تو ـــ وہ ایک اعلیٰ آفیسر ہے اور سینئر ملازم ہے

اس کی چیکنگ کی ضرورت ہی نہیں سمجھی" ــــ بابر زمان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ا ــ واقعی اعلیٰ آفیسرز کی چیکنگ کی ضرورت ہی نہیں ہوتی" ــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ا ــ تم شاید طنز کر رہے ہو ــ بہرحال مجھے اس قسم کا ذرا برابر بھی خیال نہ تھا۔ لیکن جمشید آغا پر کیا شبہ ہے ــ کچھ اتا پتہ بھی تو بتاؤ" ــــ بابر زمان نے جواب دیا۔

"یہ مسئلہ تمہارے سمجھنے کا نہیں بابر ا ــ بہرحال تم ایسا کرو کہ مجھے کسی نہ کسی ذریعے سے جمشید آغا سے ملوا دو۔ کسی ایسے انداز سے وہ کسی طور پر بھی مشکوک نہ ہو۔ کیونکہ ابھی صرف اس پر مبہم سا شبہ ہے۔ کوئی واضح بات نہیں ہے اس لئے ہم کھل کر کوئی بات نہیں کرنا چاہتے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ میں سمجھ گیا ــ ویسے تم مل لو۔ لیکن اب میں بھی اس کی طرف سے خاص طور پر محتاط رہوں گا" ــــ بابر زمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اٹھایا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس ایکسچینج" ــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ چونکہ بولنے والے کی آواز خاصی بلند تھی اس لئے قریب بیٹھا بلیک زیرو بھی رسیور میں ابھرنے والی آواز بخوبی سن رہا تھا۔

"چیف الیکٹرک انجنیئر جمشید آغا سے بات کرائیں" ــــ بابر زمان نے کہا۔

SCANNED BY JAMSHED

"او۔کے سر ــ ہولڈ آن" ــــ آپریٹر نے جواب دیا۔

"جمشید آغا سپیکنگ" ــــ چند لمحوں بعد جمشید آغا کی آواز سنائی دی۔

"بابر زمان بول رہا ہوں چیف سکیورٹی آفیسر" ــــ بابر زمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ بابر زمان صاحب خیریت ــ کیسے یاد کیا" ــــ دوسری طرف سے جمشید آغا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرے ایک کلاس فیلو ہیں مسٹر طاہر ــ الیکٹرک انجنیئر ہیں۔ وہ آپ کے شعبے کی سیر کرنا چاہتے ہیں سٹڈی کے طور پر ــ اگر آپ اجازت دیں تو" ــــ بابر زمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ آپ انہیں کل کا وقت دے دیں ــ میں انہیں پورا شعبہ دکھا دوں گا" ــــ جمشید آغا نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"وہ اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور کل انہوں نے فن لینڈ واپس چلے جانا ہے ــ وہاں ان کی سروس ہے ــ اگر آج ہو سکے تو وہ مطمئن ہو جائیں گے" ــــ بابر زمان نے اپنی طرف سے بہانہ بنا دیا۔

"آج تو ایک ایمرجنسی پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اس لئے شعبے میں تو ان کا جانا مناسب نہیں ہو گا ــ اگر وہ کل تک رک جائیں تو بہتر ہے" ــــ جمشید آغا نے کہا۔

اسی لمحے بلیک زیرو نے سامنے رکھے ہوئے پیڈ پر چند الفاظ لکھ کر بابر کے سامنے رکھ دیئے۔ اس نے لکھا تھا کہ خالی ملاقات ہی کافی ہے۔

"چلیئے وہ پراجیکٹ میں نہیں جاتے ــ وہ آپ جیسے سینئر انجنیئر سے

ملاقات کو ہی اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں" ——— بابرزمان نے کاغذ پر لکھے الفاظ کو غور سے پڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— ایسی کوئی بات نہیں ——— میں ان سے ملاقات کے لئے تیار ہوں مجھے ان سے مل کر بے حد مسرت ہوگی ——— آپ انہیں بھیج دیجئے ——— میں دفتر میں موجود ہوں" ——— جمشید آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! ——— ہم دونوں آرہے ہیں ——— آپ بے فکر رہیں زیادہ وقت نہیں لیں گے" ——— بابرزمان نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— آجائیے ——— میں منتظر ہوں" ——— جمشید آغا نے کہا اور بابرزمان نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"خالی ملاقات سے بات بن جائے گی" ——— ؟ بابرزمان نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"بات کیا بنی ہے ——— بس دو چار منٹ گفتگو کر کے ذرا اس کی شخصیت کو پرکھ لیں گے ——— میں نے بتایا ہے نا کہ ابھی صرف مبہم سا شبہ ہے اور بس" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا آؤ ——— اب ملاقات بھی کر آئیں" ——— بابرزمان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں جیپ میں بیٹھے سائیٹ کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھے چلے جارہے تھے۔

آئل ریفائنری کے ایریے میں داخل ہونے کے بعد بابرزمان نے ایک مخصوص حصے میں جاکر جیپ روکی اور پھر بلیک زیرو کو ہمراہ لئے وہ ریفائنری

SCANNED BY JAMSHED

کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا ایک خوبصورت سے دفتر کے سامنے پہنچ گیا۔ دفتر کے باہر چیف الیکٹرک انجینئر کی نیم پلیٹ موجود تھی اور باہر سٹول پر ایک چاق و چوبند قسم کا چپڑاسی بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

"صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ——— چپڑاسی نے ان کے قریب آتے ہی دروازے پر پڑی ہوئی چک ہٹاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا اور بابرزمان، بلیک زیرو کو ہمراہ لئے دفتر میں داخل ہوگیا۔

"دفتر خاصا شاندار تھا اور ریوالونگ چیئر پر بیٹھا جمشید آغا خاصی بھرپور شخصیت نظر آرہا تھا۔

"آئیے آئیے! ——— میں آپ کا ہی منتظر تھا" ——— اس نے کرسی سے اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

بابرزمان نے بلیک زیرو کا تعارف کرایا اور پھر وہ میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے چپڑاسی نے کوکا کولا کی بوتلیں لاکر ان دونوں کے سامنے رکھ دیں۔

"آپ فن لینڈ میں ملازم ہیں طاہر صاحب" ——— جمشید آغا نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ——— میں نے فن لینڈ سے ہی انجینئرنگ کی تھی اور وہیں ملازم ہو گیا ——— چھٹیوں میں یہاں آیا ہوں اور بابرزمان سے ملنے آگیا ——— میں نے سوچا کہ چلو آپ سے ملاقات ہو جائے ——— آپ ظاہر ہے انتہائی تجربہ کار ہیں اتنے اہم اور بڑے پراجیکٹ کو کنٹرول کر رہے ہیں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ شکریہ بس ۔۔۔ آپ نے مجھے عزت بخشی ہے ۔۔۔ تجربہ کیا۔ بس گذارہ ہو رہا ہے" ۔۔۔ جمشید آغا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ نے کسی سبجیکٹ میں سپیشلائز کیا ہے آغا صاحب" ۔۔۔ طاہر نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں" ۔۔۔ جمشید آغا نے سرسری سے لہجے میں جواب دیا۔

"یہاں آپ کا مین پراجیکٹ کیا ہے" ۔۔۔ طاہر نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"دراصل طاہر صاحب! ۔۔۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ٹاپ سیکرٹ سلسلہ ہے اس لئے میں مجبور ہوں کہ آپ کو اس بارے میں کوئی معلومات مہیا نہیں کر سکتا ۔۔۔ بابر صاحب میری مجبوری جانتے ہیں" ۔۔۔ جمشید آغا نے کہا۔

"اوہ سوری! ۔۔۔ واقعی مجھے خود خیال رکھنا چاہئے تھا" ۔۔۔ طاہر نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ سرکاری مسئلہ ہے ورنہ میں آپ سے کھل کر گفتگو کرتا" ۔۔۔ جمشید آغا نے جواب دیا۔

"ویسے آپ کی اس وقت ڈیوٹی تو نہیں ہوگی ۔۔۔ کیونکہ آفس ٹائم تو صبح کو ہوتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میری ڈیوٹی رات کو پراجیکٹ پر ہے ۔۔۔ میں تو آپ کی وجہ سے دفتر میں آگیا ہوں" ۔۔۔ جمشید آغا نے جواب دیا۔

"اوہ شکریہ! ۔۔۔ میرے خیال میں اب اجازت دیجئے ۔۔۔ اگر میں

SCANNED BY JAMSHED

فن لینڈ جانے سے رک گیا تو پھر ملاقات ہوگی" ۔۔۔ طاہر نے کہا۔

"ضرور ۔۔۔ میں حاضر ہوں" ۔۔۔ جمشید آغا نے جواب دیا اور طاہر نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آتے تھے۔

"اچھا اب اجازت دیجئے" ۔۔۔ بابر زمان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں جمشید آغا سے مصافحہ کر کے باہر آگئے۔

جب جیپ میں بیٹھ کر وہ واپس بیرونی چوکی کی طرف بڑھے تو بابر زمان نے کہا۔

"کچھ محسوس کیا تم نے" ۔۔۔ کوئی خاص بات" ۔۔۔ بابر زمان کا لہجہ اشتیاق سے پُر تھا۔

"نہیں ۔۔۔ فی الحال تو کوئی خاص بات نہیں ۔۔۔ تم نے کوئی بات محسوس کی ہو تو بتاؤ ۔۔۔ تم تو اکثر ملتے رہتے ہو گے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"بس کچھ کھچا کھچا سا دکھائی دے رہا تھا ۔۔۔ حالانکہ خاصا خوش مزاج آدمی ہے" ۔۔۔ بابر زمان نے کہا۔

"شاید ڈیوٹی کی وجہ سے اس کے ذہن پر بوجھ ہوگا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ واپس چوکی پر پہنچ گئے جہاں بلیک زیرو کی کار موجود تھی۔ بلیک زیرو، بابر زمان کو خاص طور پر محتاط رہنے کا کہہ کر واپس شہر کی طرف چل پڑا۔ اس نے جمشید آغا سے ملاقات تو کر لی تھی اور بظاہر کوئی مشکوک بات بھی نہیں تھی لیکن پھر بھی بلیک زیرو کو ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے کہیں کوئی خاص گڑبڑ موجود ہے۔ کوئی چیز اس کے ذہن میں کلبلا رہی تھی۔

SCANNED BY JAMSHED

لیکن واضح طور پر کچھ سمجھ میں نہ آرہا تھا۔ وہ اب یہی سوچ رہا تھا کہ اس بات کا ذکر عمران سے تفصیل سے کرے گا۔ شاید اس گفتگو میں کوئی بات واضح طور پر سامنے آجائے اور یہی سوچتا ہوا وہ واپس دانش منزل پہنچ گیا۔

آپریشن روم میں جاکر بیٹھتے ہی ابھی اس نے ٹیپ ریکارڈر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا تاکہ اگر اس کی عدم موجودگی میں کوئی پیغام آیا ہو تو وہ سن لے کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ! — اوہ غضب ہو گیا — بالکل سامنے کی بات نظر انداز ہو گئی" — بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسے اب خیال آیا تھا کہ جمشید آغا کی آستین اس کے ہاتھوں کی نسبت زیادہ سفید تھی جب کہ اس کا چہرہ اور ہاتھ گندمی رنگ کے تھے۔ جمشید آغا نے جب بوتل پینے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو اس کی آستین کی ایک جھلک اُسے نظر آئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اصل جمشید آغا نہیں — اصل جمشید آغا ہوتا تو یقیناً اس کی آستین کا اندرونی حصہ بھی گندمی رنگ کا ہوتا۔ اس کا مطلب ہے کہ جمشید آغا کے روپ میں کوئی غیر ملکی مجرم ہے۔

پہلے تو بلیک زیرو کو خیال آیا کہ وہ سیدھا واپس جائے اور جمشید آغا کو گرفتار کر لے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ بلکہ ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آئل فیلڈ ایکسچینج" — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک رسمی سی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکورٹی آفیسر بابر زمان سے بات کرائیں — میں طاہر بول

ہا ہوں دارالحکومت سے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"بہتر — ہولڈ آن کیجئے" — آپریٹر نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر بابر زمان کی آواز ابھری۔

"بابر زمان سپیکنگ"

"بابر! — میں طاہر بول رہا ہوں" — بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ طاہر — خیریت — کیا بات ہو گئی" — ؟ بابر زمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بابر! — کیا تم ایک کام کر سکتے ہو — ؟ جمشید آغا تو اس وقت سائیٹ پر ہو گا — تم اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لو — اگر کوئی مشکوک چیز نظر آئے تو مجھے بتاؤ" — بلیک زیرو نے کہا۔

"تلاشی — وہاں تو اس کے نوکر ہوں گے — اس کے بیوی بچے گئے ہوئے ہیں لیکن نوکر تو ہوں گے — ویسے بات کیا ہے۔ کھل کر بتاؤ"؛ بابر زمان نے کہا۔

"بابر — میرا خیال ہے کہ جمشید آغا اصل نہیں ہے — بلکہ اس کے روپ میں کوئی غیر ملکی ہے — لیکن یہ میرا شبہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی رہائش گاہ سے اصل جمشید آغا کا پتہ مل جائے — یا کوئی ایسا کاغذ یا ایک آپ باکس مل جائے جس سے بات واضح ہو جائے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ! — تم نے اتنی بڑی بات کس بنیاد پر کہہ دی ہے" — ؟ بابر زمان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"بنیاد کی بات نہ کرو بابر! — بلکہ کسی طرح تلاشی لے لو — اگر تم دوستانہ

SCANNED BY JAMSHED

اندازمیں ایسا نہیں کر سکتے تو پھر مجھے سرکاری طور پر آرڈر کرانے ہوں گے۔ ایسی صورت میں تمہاری کارکردگی پر بھی حرف آئے گا ـــــ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بات واضح ہو جائے تو یہ کارنامہ تمہاری کارکردگی میں شامل ہو جائے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ میں کوئی چکر چلاتا ہوں۔ ویسے رپورٹ تمہیں کس نمبر پر دوں" ـــــ بابر زمان نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے اُسے ایکسٹو کے مخصوص فون سے ہٹ کر دوسرا پرائیویٹ نمبر دے دیا۔

"او کے ـــــ میں فون کروں گا" ـــــ بابر زمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور بلیک زیرو نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اگر کوئی خاص بات ہوئی تو خود بخود سامنے آجائے گی۔

عمران ـــــ دانش منزل سے نکل کر جب ذیشان کالونی پہنچا تو کار سے اترتے ہی تنویر اس کے پاس آیا۔ اس نے شاید عمران کی کار پہچان لی تھی اور اس کے قریب آگیا تھا۔

"باقی لوگ بھی آگئے ہیں تنویر" ـــــ عمران نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ـــــ ہم ابھی ابھی پہنچے ہیں ـــــ میرا فلیٹ چونکہ قریب تھا اس لئے میں ان سے پہلے آگیا ہوں۔ صدیقی کو میں نے عقبی سمت میں بھیجا ہوا ہے" ـــــ تنویر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر عقبی سمت سے ہی اندر داخل ہوتے ہیں ـــــ اُدھر گلی میں اتنے افراد نہیں ہوں گے۔ یہاں سڑک پر تو کافی ٹریفک ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تنویر نے ہاتھ کو سر کے اوپر اٹھاتے ہوئے اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ اس کے چہرے

پرجوش کے آثار ابھر آئے تھے کیونکہ اس قسم کا کام اس کی پسند کے عین مطابق تھا اور پھر عمران کو کوٹھی کی دوسری سمت سے اپنی طرف چوہان آتا دکھائی دیا۔ اس وقت شام کے اندھیرے پھیل چکے تھے اور پھر وہ ملحقہ گلی سے ہوتے ہوئے کوٹھی کی عقبی سمت میں پہنچ گئے۔

کوٹھی کی عقبی دیوار کچھ زیادہ بلند نہ تھا اور عقبی گلی بھی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھلا اور اس کے دونوں ہاتھ دیوار کے کنارے پر جم گئے۔ اور پھر بازوؤں کے بل اونچا ہوتا ہوا وہ دیوار پر پہنچ گیا۔ ایک لمحے تک دیوار پر لیٹا وہ اندرونی ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے نیچے چھلانگ لگا دی اور دیوار کے ساتھ دبک گیا۔ اس کے نیچے گرنے سے ہلکا سا دھماکا ہوا لیکن اس دھماکے کا کوئی ردعمل سنائی نہ دیا تو اس نے آہستہ سے سیٹی بجائی اور چند لمحوں بعد تنویر، صدیقی اور چوہان بھی دیوار پھاند کر اندر آ گئے۔ جب ان کے اندر آنے کا بھی کوئی ردعمل محسوس نہ ہوا تو عمران احتیاط سے عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

عمارت میں سنسانی سی پھیلی ہوئی تھی یوں لگتا تھا جیسے عمارت خالی ہو۔ تنویر اور اس کے ساتھی عمران کے پیچھے چل رہے تھے ان سب نے ہاتھوں میں ریوالور پکڑے ہوئے تھے اور پھر عمارت کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ اس کے فرنٹ پر پہنچ گئے۔ اس طرف بھی مکمل خاموشی طاری تھی

"میرا خیال ہے کہ عمارت خالی ہو چکی ہے" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

SCANNED BY JAMSHED

اور پھر وہ برآمدے میں سے ہوتے ہوئے گیلری میں آ گئے۔ یہاں ایک کمرے کا دروازہ کھُلا ہوا تھا۔ عمران نے پہلے جھانک کر اندر دیکھا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اور عمران لپک کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

کمرے میں سامان تو موجود تھا لیکن آدمی کوئی نہ تھا۔ کمرے کی شمالی دیوار کے کونے میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا جو بند تھا۔ عمران اس دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولنے کی کوشش کی لیکن اندر کی طرف سے بند ہونے کی وجہ سے کھُل نہ سکا۔ اور عمران نے جھک کر اس کے کی ہول سے آنکھ لگا دی لیکن دوسری طرف ہلکی سی روشنی کا احساس تو ضرور ہوتا تھا لیکن کوئی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا تاکہ ماسٹر کی نکال کر دروازے کا لاک کھول سکے۔ اور اسی لمحے اُسے کسی گیس کی موجودگی کا احساس ہوا وہ چونک کر مڑا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی شاید گیس کی موجودگی کا احساس کر لیا تھا۔ اس لئے اسی لمحے وہ بھی مڑے اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کمرے میں نیلے رنگ کا دھواں سا پھیلا ہوا تھا۔ یہ دھواں کمرے کی دیواروں سے نکل رہا تھا۔

عمران نے فوراً سانس روک لیا۔ مگر اس کے ساتھی ایسا نہ کر سکے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب لہراتے ہوئے دھڑام سے فرش پر جا گرے اس بار عمران نے ان کی پیروی کی۔ سانس روکے رکھنے کی وجہ سے گیس نے اُسے بیہوش تو نہیں کیا تھا لیکن جب اُسے گیس کا احساس ہوا تھا اور اس نے مڑ کر دیکھا تھا تو گیس اس کے دماغ پر خاصی اثر انداز ہو چکی تھی اس لئے

SCANNED BY JAMSHED

اس کے ذہن پر بار بار اندھیروں کی یلغار سی ہو رہی تھی لیکن اس نے اپنی مضبوط قوت ارادی کی وجہ سے اپنے ذہن کو قابو میں رکھا۔ البتہ اس کے دل میں اطمینان کی لہریں دوڑنے لگیں تھیں کہ اس گیس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ عمارت خالی نہیں ہے۔ ورنہ وہ تو اس اہم کلیو سے بھی مایوس ہو چکا تھا۔ عمران نے نیم باز آنکھوں سے دیکھا کہ گیس پورے کمرے میں بھر جانے کے بعد اب تیزی سے غائب ہوتی جا رہی تھی۔

عمران کو یقین تھا کہ گیس ختم ہونے کے بعد کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا اور پھر وہی ہوا جس دروازے کو وہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہی دروازہ کھلا اور ایک شخص بڑے محتاط انداز میں کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے چہرے پر گیس ماسک پہنا ہوا تھا۔ اس نے سب سے پہلے عمران کی نبض پکڑی اور چیک کرنے لگا۔ عمران نے اپنے آپ کو بے حس کر لیا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق گیس ماسک پہنے ہوئے شخص نے مطمئن ہو کر عمران کی کلائی چھوڑ دی اور پھر تنویر کی نبض چیک کرنے لگا اس طرح اس نے باری باری صدیقی اور چوہان کی نبضیں چیک کیں اور پھر مطمئن ہو کر وہ مڑا اور اس نے سب سے پہلے جھک کر عمران کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر اسی دروازے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ عجیب قسم کی تین مشینیں نصب تھیں۔ کمرے کے درمیان میں چار پانچ بنچیں پڑی ہوئی تھیں جن کے ساتھ چمڑے کی بیلٹیں منسلک تھیں۔ گیس ماسک پہنے ہوئے شخص نے عمران کو ایک بنچ پر لٹایا اور پھر چمڑے کی بیلٹ اس کے جسم پر سے کراس کر کے نیچے کی طرف باندھ دی۔ اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا

عمران نے اس کے باہر جاتے ہی نیچے کی طرف لٹکے ہوئے اپنے ہاتھ تیزی سے سمیٹے اور انتہائی پھرتی سے اس نے بیلٹ کا بکل کھول دیا تاکہ عین وقت پر اٹھنے میں آسانی ہو۔ البتہ اس نے جسم پر کراس شدہ بیلٹ کو نہ چھیڑا تھا تاکہ مجرم اس کی طرف سے مطمئن رہیں اور پھر گیس ماسک والے نے باری باری تنویر، صدیقی اور چوہان کو بھی لا کر عمران کی طرح بنچوں پر لٹا کر بیلٹوں سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے چہرے سے گیس ماسک ہٹایا اور اسے ایک الماری کے اندر رکھ کر الماری کے پٹ بند کر دیئے۔ اب وہ غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک طرف رکھی ہوئی مشین گن ہاتھ میں لے لی تھی۔

چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور سفید بالوں والا ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مشین گن تھی۔

"یہ ابھی ہوش میں نہیں آئے رچرڈ" ـــــ سفید بالوں والے نے پہلے آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں سر! ـــ انہیں ہوش میں لانے کے لئے انجکشن آر۔ ڈی الیون لگانے ہوں گے" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"ان کی تلاشی لے لی ہے" ـــــ؟ سفید بالوں والے نے پوچھا۔

"میں نے اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی ـــــ یہ بندھے ہوئے تو ہیں" ـــــ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مارڈی نے بتایا ہے کہ یہ لمبی مونچھوں والا نوجوان اس قلعہ نما عمارت سے نکلا تھا ـــ اس کا قد و قامت تو عمران جیسا ہے ـــ ہو سکتا ہے کہ یہ عمران ہو ـــ میں نے مارڈی کو بلایا ہے تاکہ وہ اسے دیکھ کر تصدیق

کردے کہ یہ وہی ہے" ۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ اگر یہ عمران ہے تو اسے فوری گولی مار دینی چاہیئے" ۔۔۔۔ رچرڈ نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک اور غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس نے مودبانہ انداز میں سرہلاتے ہوئے دونوں کو سلام کیا۔

"دیکھو مارڈی! ۔۔۔ یہ وہی نوجوان ہے جو آصف روڈ والی عمارت سے نکلا تھا" ۔۔۔۔ باس نے آنے والے سے پوچھا۔

"یس سر! ۔۔۔ یہ وہی ہے" ۔۔۔۔ مارڈی نے بڑے پُریقین لہجے میں جواب دیا۔

"میک اپ صاف کرنے کا سامان لے آؤ" ۔۔۔۔ باس نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں لونگ روم میں ہر قسم کا سامان موجود ہے باس" ۔۔۔۔ رچرڈ نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بڑا سا باکس نکالا اور پھر اسے لاکر عمران کے ساتھ رکھ کر اس نے اسے کھولا اور مختلف بوتلیں نکال کر ان کا سیال عمران کے چہرے پر ملنے لگا۔ پھر باکس میں موجود تولیہ اٹھا کر اس نے جب عمران کا چہرہ رگڑا تو عمران کے چہرے سے میک اپ کی تہیں اترتی چلی گئیں۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو واقعی عمران ہے ۔۔۔ اصل عمران ۔۔۔ اور یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ اس طرح ہمارے قابو آگیا" ۔۔۔۔ باس کی مسرت سے چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور رچرڈ، عمران کا نام سنتے ہی بے اختیار

SCANNED BY JAMSHED

دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ جیسے عمران کا نام ہی دہشت زدہ کرنے والا ہو۔

"اگر یہ عمران ہے سر ۔۔۔ تو پھر اسے فوری گولی مار دینی چاہیئے" ۔۔۔۔ رچرڈ نے تیزی سے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو رچرڈ! ۔۔۔ جلدی نہ کرو ۔۔۔ اب یہ بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے لیکن میں اسے ہلاک کرنے سے پہلے اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہیڈ کوارٹر تک کیسے پہنچا ۔۔۔ ؟ ہو سکتا ہے کہ اس کے مزید ساتھی ہیڈ کوارٹر کے باہر موجود ہوں" ۔۔۔۔ باس نے ہاتھ اٹھا کر رچرڈ کو روکتے ہوئے کہا۔

اور رچرڈ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے مشین گن جھکا لی۔

"مارڈی! ۔۔۔ آر۔ ڈی الیون کے انجکشن لے آؤ ۔۔۔ اور عمران کے بازو میں انجکٹ کردو" ۔۔۔۔ باس نے مارڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ مارڈی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں ۔۔۔ بلکہ میرے ساتھیوں کو ان انجکشنز کی ضرورت ہے جناب باس صاحب" ۔۔۔۔ اچانک عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سنتے ہی وہ تینوں یوں اچھلے جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں۔

"تم ہوش میں ہو ۔۔۔ ؟ تم پر گیس نے اثر نہیں کیا" ۔۔۔ ؟ باس نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں کیا ۔۔۔ اگر اثر نہ کرتی تو میں یہاں تک کیسے پہنچتا ۔۔۔ ؟ اور اس طرح بے بسی سے باندھا جاتا ۔۔۔ لیکن مجھے ایک ایسی بیماری ہے

کہ بے ہوش کر دینے والی گیس زیادہ دیر تک مجھ پر قبضہ نہیں جما سکتی ۔۔ اور میں نے جان بوجھ کر اس بیماری کا علاج نہیں کرایا ۔۔۔ اب دیکھو! میری اس بیماری کی وجہ سے تمہارا ایک قیمتی انجکشن خرچ گیا ہے ۔۔۔ ویسے اصولاً اب یہ میرا حق بنتا ہے کہ اس انجکشن کی پوری نہیں تو کم از کم آدھی قیمت تم بطور انعام مجھے دے دو" ۔۔۔ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل پڑی ۔ اس کے لہجے میں ایسا اطمینان تھا جیسے وہ مجرموں کے اڈے کی بجائے اپنے ڈرائینگ روم میں بیٹھا باتیں کر رہا ہو۔

"تم علی عمران ہو" ۔۔۔؟ باس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو سیدھا کرتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! ۔۔ مجھ خاکسار ۔۔ شرمسار ۔۔ مردم بیزار ۔۔ اکائی دہائی سینکڑہ ہزار کو لوگ علی عمران بندۂ نادان ۔۔ مرد میدان ۔۔ کہتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تم ہمارے ہیڈ کوارٹر تک کیسے پہنچے" ۔۔۔؟ باس نے اس کے خاموش ہونے پر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر ۔۔ یہ کوارٹر کا ہیڈ ہے ۔۔ میں تو اس کو کوٹھی سمجھا تھا ۔۔ کمال ہے ۔ فن تعمیر اب بہت تبدیل ہو گیا ہے کہ اتنے وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی عمارت کو بھی کوارٹر کہا جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا

"بکواس مت کرو ۔۔۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ یہاں کیسے پہنچے" ۔۔۔؟ باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔ سڑکیں گنواؤں ۔۔ یا موڑ اور چوک بھی ساتھ ساتھ

SCANNED BY JAMSHED

بتاؤں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"باس! ۔ یہ وقت ضائع کر رہا ہے ۔۔ اس کا علاج گولی ہی ہے"۔ ریپرڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے ۔۔۔ اب اگر تم نے بکواس کی تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دوں گا" ۔۔۔ باس نے سرد لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتائیں کہ ٹیلی کمیونیکیشن پن جو میرے ساتھی کے کوٹ میں جمشید آغا نے لگایا تھا ۔۔ اس کا کنٹرولر اس کوٹھی میں ہے" ۔۔۔؟ عمران نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔ تو تم اس کنٹرولر کی وجہ سے یہاں تک پہنچ گئے ۔۔ لیکن تم جمشید آغا کو کیسے جانتے ہو" ۔۔۔؟ باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہ صرف جمشید آغا کو جانتا ہوں ۔۔ بلکہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر خورشید کو بھی جانتا ہوں جس کا دماغ کنٹرول میں کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا ۔۔ میں ٹریسی کو بھی جانتا ہوں ۔۔۔ کے ۔ ایچ راہولا کو بھی جانتا ہوں جس نے تمہیں ہلٹن روڈ کی کوٹھی دی تھی ۔۔۔ اور بتاؤں ۔۔۔ میں فریکی کو بھی جانتا ہوں جس کے ذریعے تم نے وزیر داخلہ کو قتل کرایا ہے۔ انکل کارگن کو بھی جانتا ہوں ۔ وائٹ پرل تنظیم کا سربراہ ۔۔ جسے تم نے آئل فیلڈ ۔۔ ریفائنری اور پائپ لائنز کے مین ٹارگٹس ہٹ کرنے کا باقاعدہ نقشہ بنا کر دیا تھا ۔۔۔ بس کر دوں یا مزید بھی بتاؤں" ۔۔۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے کسی مذاکرے میں دلائل دے رہا ہو۔

"اوہ! ۔۔ تم بہت کچھ جانتے ہو ۔۔ بہت کچھ ۔۔ لیکن اس کے باوجود کچھ بھی نہیں جانتے ۔۔۔ بہرحال اب میرے سوال کا جواب مل گیا

"ہے ۔ اس لئے اب تم چھٹی کرو" ـــ باس نے مشین گن کو سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ! ـــ گولی چلانے سے پہلے میری ایک بات سن لو ۔ گولی تو تم نے چلانی ہی ہے چلاتے رہنا ـــ لیکن اگر میری بات نہ سنی تو تمہیں پچھتانا پڑے گا" ـــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہو ! ـــ مجھے ڈاج دینے کی ضرورت نہیں ہے ـــ تمہیں اب کوئی نہیں بچا سکتا۔ سمجھے" ـــ باس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"مجھے گولی مارنے سے پہلے اپنے جمشید آغا کا حال پوچھ لو ـــ پھر آرام سے گولی مارتے رہنا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جمشید آغا ـــ کیا مطلب" ـــ ؟ باس نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا اور عمران زیرلب مسکرا دیا۔ اس کا پھینکا ہوا اندھا تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔

"مطلب اسی سے پوچھنا ـــ رچرڈ کو کہو کہ میرا منہ ایک بار پھر دھوئے پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے ـــ تمہیں مطلب سمجھ میں آجائے گا" ـــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"باس ! ـــ یہ خوامخواہ چکر چلا رہا ہے" ـــ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم خاموش رہو ـــ تم جیسے ناعاقبت اندیش ہی بڑی بڑی تنظیموں کے مشن تباہ کرا دیتے ہیں ـــ ٹاپ راک کا باس احمق نہیں ہو سکتا۔ سمجھے" ۔ عمران نے یکلخت رچرڈ کو یوں جھاڑتے ہوئے کہا جیسے وہ اس کا ماتحت ہو۔

SCANNED BY JAMSHED

"مارڈی ! ۔ تم آگے بڑھ کر اس کا دوبارہ منہ دھوؤ" ـــ باس نے رچرڈ کے قریب کھڑے مارڈی سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کے لبوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ باس کو الجھانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"یس باس" ـــ مارڈی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی وہ عمران کے قریب آکر باکس میں سے سلوشن نکالنے کے لئے جھکا، عمران کے دونوں ہاتھوں نے بجلی کی تیزی سے حرکت کی اور دوسرے لمحے مارڈی اچھل کر اس کے جسم پر آگرا۔ عمران نے اُسے دونوں ہاتھوں سے جکڑ لیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ باس یا رچرڈ، عمران کی حرکت کو سمجھتے۔ مارڈی اچھلتا ہوا رچرڈ سے جا ٹکرایا اور عمران نے بنچ پر سے چھلانگ لگا دی۔ باس نے بڑی پھرتی سے مشین گن کا ٹریگر دبایا۔ لیکن عمران ہوا میں ہی قلابازی کھا گیا اور گولیوں کی بوچھاڑ بنچ پر پڑی اور دوسرے لمحے عمران نے باس کو یوں چھاپ لیا جیسے ماں بچے کو اچانک گود میں لے لیتی ہے۔ باس کے حلق سے چیخ نکلی اور دوسرے لمحے وہ گیند کی طرح اچھلتا ہوا فرش پر گر کر اٹھتے ہوئے مارڈی اور رچرڈ سے جا ٹکرایا۔ اور وہ تینوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ایک بار پھر زمین پر جا گرے۔

"اب تم تینوں ہاتھ اٹھا لو" ـــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

لیکن رچرڈ نے بڑی پھرتی سے زمین پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھانے کی کوشش کی۔ اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور رچرڈ کے ساتھ ساتھ مارڈی بھی گولیوں کی بوچھاڑ کی زد میں آگیا۔ البتہ باس اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ اس نے فوراً ہی ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

رچرڈ اور مارڈی دونوں کے جسموں میں اتنے سوراخ ہو گئے تھے کہ انہیں زیادہ تڑپنے کی مہلت ہی نہ ملی۔ اور ان کی روحیں بڑی آسانی سے ان سوراخوں سے نکل کر عالم بالا کی طرف پرواز کر گئیں۔

"تم ۔۔۔ تم نے بیلٹ کیسے کھول لی" ۔۔۔ ؟ باس نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"تم نے مجھے تعارف کرانے کے لئے کہا تھا نا ۔۔۔ تو یہ بیلٹیں میرا نام سنتے ہی خود بخود کھل جایا کرتی ہیں ۔۔۔ تم اب دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ اور اپنے ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار کے ساتھ لگا دو ۔۔۔ جلدی کرو۔ میرے پاس تمہاری طرح فضول باتوں کا وقت نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کاش! ۔۔۔ میں رچرڈ کی بات مان جاتا" ۔۔۔ باس نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دیوار کی طرف مڑ گیا۔

"تو کیا ہوتا ۔۔۔ رچرڈ اور مارڈی چند لمحے اور پہلے مر جاتے" ۔۔۔ عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے مشین گن باس کی پشت سے لگائی اور دوسرے ہاتھ سے اس کی جیبوں کو تھپتھپانے لگا۔ اسے دراصل باس کی ایک جیب میں ابھار سا نظر آیا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ اس کے پاس موجود ریوالور بھی نکال لے۔ تاکہ پھر اطمینان سے اس سے مزید پوچھ گچھ کی جا سکے۔

لیکن جیسے ہی عمران کے ہاتھ نے ایک جیب کو تھپتھپایا۔ باس بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا اور دوسرے لمحے عمران ایک جھٹکا کھا کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اور باس نے تیزی سے مڑتے ہی اس پر

SCANNED BY JAMSHED

چھلانگ لگا دی۔

مگر عمران نے اس سے بھی زیادہ تیزی دکھائی اور فرش پر گرتے ہی وہ پھرتی سے کروٹ بدل گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باس کو فرش پر ہاتھ ٹکا کر اپنے آپ کو بچانا پڑا۔ اور عمران پھرتی سے مڑ کر اس کے اوپر آ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران اچھل کر سر کے بل قلابازی کھاتا ہوا دوسری طرف گرا۔ اور اس کی ٹانگیں پوری قوت سے بنچ پر پڑیں اور پھر وہ بنچ سمیت دوسری طرف الٹ گیا۔

باس نے انتہائی پھرتی سے عمران کے ہاتھ سے نکلی ہوئی مشین گن فرش سے جھپٹی۔ لیکن اسی لمحے بنچ گولی کی طرح اڑتی ہوئی پوری قوت سے باس سے ٹکرائی اور باس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ مشین گن ایک بار پھر اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ اور وہ پشت کے بل فرش پر گرا تھا۔ اس بار عمران نے اس پر چھلانگ لگانے کی بجائے تیزی سے آگے بڑھ کر پیر کی ٹھوکر سے مشین گن ایک طرف اچھال دی اور پھر اٹھتے ہوئے باس کی ناک پر جھک کر ایک زوردار ٹکر ماری اور باس ایک بار پھر چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

لیکن دیوار سے ٹکراتے ہی باس نے بڑی مہارت سے عمران کے سینے پر فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی۔ اس کے انداز میں ایسی مہارت تھی کہ عمران بھی دل ہی دل میں اس کی مہارت کا قائل ہو گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ فلائنگ کک عمران کے سینے پر پڑتی، عمران نے اپنے جسم کو تیزی سے ایک طرف کیا اور دوسرے لمحے باس اس کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ عمران ۔۔۔ بڑی پھرتی سے نیچے اس انداز

میں بیٹھا کر اس کا ایک گھٹنا آگے کو نکل آیا اور پھر اس نے باس کی پشت کو اس گھٹنے پر پوری قوت سے مار کر اُسے فرش پر پھینک دیا اور باس کے حلق سے ایسی چیخیں نکلنے لگیں جیسے سینکڑوں بدروحیں اس کے جسم میں گھس گئی ہوں۔ اب وہ فرش پر پڑا پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ لیکن بار بار اٹھنے کی کوشش کے باوجود وہ دوبارہ فرش پر گر پڑتا۔

"خوامخواہ اٹھنے کی کوشش کر رہے ہو ـــــ تمہاری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے ـــــ اور اب تو تم قیامت والے دن ہی اٹھو گے۔ اس سے پہلے تو ناممکن ہے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

اور باس ساکت ہو گیا۔ شاید اُسے بھی احساس ہو گیا تھا کہ عمران سچ کہہ رہا ہے۔

"کاش! ـــ میں نے تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دی ہوتی" ـــــ باس نے کراہتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

"یوں کہو کہ کاش میں پاکیشیا نہ آیا ہوتا ـــــ بہرحال اب تمہارے پاس صرف کاش ہی رہ گیا ہے ـــ کہیے کہیے ـــ کہتے رہو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران! ـــ تم مجھے جان سے مار ڈالو ـــــ میرے ساتھ جو بھی چاہو سلوک کرو ـــــ لیکن یاد رکھنا میں مرنے کے باوجود تمہارے ملک کو ایسا نقصان پہنچا جاؤں گا کہ تمہاری نسلیں بھی اس نقصان پر صدیوں روتی رہیں گی" ـــــ باس نے درندوں کے سے انداز میں غراتے

SCANNED BY JAMSHED

ہوئے کہا۔ اس کی قوتِ برداشت واقعی حیرت انگیز تھی کہ اس نے اس بے پناہ تکلیف پر اتنی جلدی قابو پا لیا تھا۔

"میری نسلیں ہوں گی ہی نہیں تو روئیں گی کیسے ـــــ؟ تم بے فکر رہو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے باس کی ایک ٹانگ پکڑی اور اُسے دوسری ٹانگ کے ساتھ اس طرح لپیٹ دیا کہ باس کے دونوں گھٹنے رانوں سمیت اوپر کو اٹھ آئے اور وہ اگر ٹھیک بھی ہوتا تو آسانی سے اپنی ٹانگیں علیحدہ نہ کر سکتا اب تک ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے وہ ویسے ہی اپنی ٹانگوں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔

اسی لمحے عمران تیزی سے اُچھلا اور اس کے دونوں پیر باس کے اوپر کو اٹھے ہوئے گھٹنوں پر پڑے اور اس کے وزن کے ساتھ ہی بندھے ہوئے گھٹنے جیسے ہی نیچے ہوئے۔ باس یوں پھڑکنے لگا جیسے اس کے جسم پر بم برسائے جا رہے ہوں۔ گھٹنوں کے اس طرح نیچے آنے کے بعد اس کے باقی جسم کو اوپر کی طرف اٹھنا چاہیئے تھا۔ لیکن ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ اور اس وجہ سے باس کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ وہ بُری طرح پھڑکنے لگا اور عمران تیزی سے پیچھے ہٹا تو باس کے دونوں گھٹنے ایک بار پھر خود بخود اوپر کو اُٹھے اور عمران نے ایک بار پھر پہلے والی حرکت دوہرائی اور باس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"یہ عمل جاری رہے گا حضرت باس صاحب! ـــــ جب تک تم یہ نہ بتاؤ گے کہ تم نے جمشید آغا کے ذمہ کیا ڈیوٹی لگائی ہے" ـــــ؟ عمران

SCANNED BY JAMSHED

نے تیسری بار اچھلتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں بتاؤں گا ـــ مجھے مار ڈالو ـــ مار ڈالو" ـــ باس نے چیختے اور کراہتے ہوئے کہا۔ لیکن تکلیف اس قدر شدید تھی کہ اس کے چہرے کا ایک ایک عضو پھڑکنے لگا تھا اور آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔

"کوئی بات نہیں ـــ ابھی بتا دو گے ـــ مجھے معلوم ہے کہ تم جیسا آدمی ہر قسم کا تشدد سہار لیتا ہے ـــ تمہارا جسم ہر قسم کے تشدد کا عادی ہے لیکن میری یہ ترکیب کبھی ناکام نہیں رہی۔ سمجھے" ـــ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور چوتھی بار پھر اچھل کر اس کے گھٹنوں پر جا گرا۔ اور پھر تو جیسے مشین چل پڑی ہو۔ باس کی چیخیں کمرے کی چھت تو ایک طرف آسمان بھی پھاڑ رہی تھیں۔ مگر عمران بڑے اطمینان سے اپنا عمل دوہرائے جا رہا تھا۔ اس نئے قسم کے تشدد نے باس کی قوتِ ارادی کے تمام پرزے اڑا دیئے تھے۔

"ٹھہرو ٹھہرو ـــ خدا کے لئے ٹھہرو ـــ میں بتا دیتا ہوں" ـــ باس نے بری طرح بلکتے ہوئے کہا اور عمران بڑے اطمینان سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"بتاؤ" ـــ عمران نے کہا۔

"میری ٹانگیں کھولو ـــ میں بتا دیتا ہوں ـــ میں مر جاؤں گا ـــ تم انسان نہیں ہو ـــ وحشی درندے ہو" ـــ باس نے کہا۔

"جب تم نے سپلائی ڈپو اڑایا تھا اور بے شمار افراد مار ڈالے تھے۔ اس وقت تمہیں انسانیت کا درس یاد نہیں رہا تھا" ـــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ دہشت پسندانہ کارروائیوں میں ہی یہی گروپ ہی ملوث ہو گا۔

"میری ٹانگیں کھولو ـــ میں بتا دیتا ہوں" ـــ باس نے بری طرح سر پٹختے ہوئے کہا۔

"کھول دونگا ـــ پہلے بتاؤ تو سہی ـــ اور سنو! ـــ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے ـــ جلدی بتاؤ" ـــ عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگانے کے لئے زاویہ بنایا۔

"جمشید آغا ـــ وہاں رقص کرنے گیا ہے ـــ موت کا رقص" ـــ باس نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر اچھلا۔ لیکن اس بار باس نے تیزی دکھائی اور جیسے ہی عمران کی ٹانگیں اس کے گھٹنوں پر پڑیں اس کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور اس نے کھڑی ہتھیلیاں عمران کی پنڈلیوں پر مارنے کی کوشش کی لیکن اعصابی توازن درست نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ہاتھ فضا میں ہی لہرا کر رہ گئے اور اس کے ساتھ ہی باس نے زور سے چیخ ماری اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

عمران اچھل کر ایک طرف ہوا اور باس کے منہ سے خون کی لکیر پھوٹ پڑی اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور وہ ختم ہو چکا تھا۔ شاید بے پناہ تکلیف نے اس کے دل پر اتنا دباؤ ڈالا تھا کہ وہ پھٹ گیا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کی توقع کے خلاف باس ختم ہو گیا تھا۔ اس سے دراصل اندازے کی غلطی ہوئی تھی۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ باس خاصی قوتِ ارادی کا مالک ہو گا لیکن بہرحال وہ انسان تھا حد سے زیادہ تکلیف برداشت نہ کر سکا۔

باس کے مرتے ہی عمران تیزی سے دروازے کی طرف مڑا اور پھر چند

SCANNED BY JAMSHED

لمحوں بعد اس نے پوری کوٹھی چھان ماری ۔ جلد ہی اُسے ایک کمرے کی ایک الماری سے آر۔ ڈی الیون کے انجکشن مل گئے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک میز کی دراز سے اُسے ایک ایسی فائل ملی جسے پڑھ کر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً عمران کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ اس فائل میں ٹاپ راک کا مقامی مشن یعنی آئل فیلڈ ۔ آئل ریفائنری اور پائپ لائنز اڑانے کے ساتھ ساتھ ہمسایہ ملک میں پاکیشیا کے تیل کو کھینچنے والے منصوبے کے متعلق اشارے موجود تھے اور عمران نے تیزی سے اپنے ساتھیوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے ۔ وہ اب جلد از جلد یہ کوٹھی چھوڑنا چاہتا تھا تاکہ بلیک زیرو سے جمشید آغا کے متعلق رپورٹ لے سکے ۔

پھر جیسے ہی تنویر اور اس کے ساتھی ہوش میں آئے ۔ عمران نے ان سب کو تفصیلی طور پر کوٹھی کی تلاشی لینے کے لئے کہا اور خود کوٹھی سے باہر نکل گیا ۔ چونکہ وہ ممبران کے سامنے کھل کر بلیک زیرو سے کوئی بات نہ کر سکتا تھا ۔ اس لئے اس نے خود دانش منزل جا کر بات کرنا زیادہ مناسب سمجھا ۔

دانش منزل پہنچتے ہی وہ سیدھا آپریشن روم کی طرف بڑھا ۔ بلیک زیرو آپریشن روم میں موجود تھا ۔

" کیسا رہا چھاپہ عمران صاحب " ۔۔۔ بلیک زیرو نے استقبال میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" چھاپہ تو بڑا خوبصورت تھا ۔۔۔ بڑے خوبصورت بیل بوٹے بنے ہوئے تھے ۔۔۔ سُرخ رنگ زیادہ تھا ۔۔۔ تم بتاؤ کہ تم نے کونسا تیر مارا ہے " ۔۔۔ ؟ عمران نے چھاپے کو کپڑے کے چھاپے میں تبدیل کرتے ہوئے کہا ۔

" میں جمشید آغا سے مل آیا ہوں ۔۔۔ بظاہر تو کوئی خاص بات نہیں ۔ وہ ک سیدھا سادھا سا انجنیئر ہے ۔۔۔ لیکن میں نے چیف سکیورٹی آفیسر بابر زمان سے کہا ہے کہ وہ اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لے ۔ تاکہ اگر کوئی مشکوک بات ہو تو سامنے آ جائے " ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا ۔ اس نے آستین اور یک اپ والی بات دانستہ چھپائی تھی ۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جب تک بات واضح نہ ہو جائے اس وقت تک اُسے اتنا بڑا الزام نہیں لگانا چاہیئے ۔

" بابر زمان سے تم نے کس حیثیت سے بات کی تھی " ۔۔۔ ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا ۔

" وہ میرا کلاس فیلو ہے ۔۔۔ میں نے صرف اتنا بتایا ہے کہ میں خفیہ محکمہ میں ہوں ۔۔۔ اور جمشید آغا پر مبہم سا شک ہے " ۔۔۔ بلیک زیرو نے جھجکتے ہوئے کہا ۔

" پھر اس نے چیکنگ کے بعد کوئی رپورٹ دی ہے " ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" نہیں ۔۔۔ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی " ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا

" میں فوری طور پر جمشید آغا کو چیک کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔ جمشید آغا وہاں اہم کردار ادا کر رہا ہے ۔۔۔ ایسا کردار جو ہمارے لئے انتہائی بھیانک نتائج لا سکتا ہے ۔۔۔ تم بابر زمان سے بات کرو اس سے رپورٹ پوچھو ۔۔۔ ورنہ میں خود وہاں جاتا ہوں " ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا ۔

" اہم کردار ۔۔۔ وہ ایک انجنیئر ہے اور بس " ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" وہ وہاں موت کا رقص کرنے گیا ہے ۔۔۔ اور موت کا رقص جب

آئل فیلڈ اور ریفائنری میں ہو تو کتنا بھیانک ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ہیڈکوارٹر میں گزرنے والے تمام واقعات بتا دیئے۔

"اوہ! ـــ واقعی پھر تو ساری بات جمشید آغا پر آتی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا اور اس نے تیزی سے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر ـ تنویر بول رہا ہوں ـــ ہمیں عمران کوٹھی کی تلاشی لینے کے لئے کہہ آیا تھا ـــ ہم تلاشی میں مصروف تھے کہ سات مسلح افراد نے اچانک کوٹھی پر ریڈ کر دیا۔ ہم نے مقابلہ کیا اور ساتوں کو ہلاک کر دیا ـــ مگر صدیقی، چوہان اور میں تینوں زخمی ہو گئے ہیں ـــ چوہان شدید زخمی ہے ـــ صدیقی کی ران میں دو گولیاں لگی ہیں اور میرے بازو میں ایک گولی لگی ہوئی ہے ـــ فائرنگ کے بعد دست بدست لڑائی بھی ہوئی ہے ـــ اتنے میں پولیس آگئی اور انہوں نے ہم تینوں کو گرفتار کر لیا ہے ـــ میں اس وقت سنٹرل تھانے سے فون کر رہا ہوں" ـــــ تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چوہان اور صدیقی کہاں ہیں" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ بھی تھانے میں ہیں ـــــ میں نے پولیس انسپکٹر سے کہا ہے کہ چوہان شدید زخمی ہے اسے فوراً ہسپتال منتقل کیا جائے ـــ لیکن وہ تو سنتے ہی نہیں" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

"اوکے ـــ تم فون بند کرو" ـــــ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے

SCANNED BY JAMSHED

رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سختی تھی۔

"یس ـــ پی۔ اے ٹو انسپکٹر جنرل پولیس" ـــــ دوسری طرف سے کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ ـــ آئی۔ جی سے بات کراؤ" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا سر! ـــ ایک منٹ سر" ـــــ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"شیر عالم آئی۔ جی سپیکنگ" ـــــ یہ انسپکٹر جنرل پولیس تھا۔

"ایکسٹو سپیکنگ" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب فرمایئے! ـ کیا حکم ہے" ـــــ آئی۔ جی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنٹرل تھانے میں میرے ایک شعبے کے تین افراد موجود ہیں اور وہ تینوں زخمی ہیں ـــ انہیں فوراً رہا کر دیجئے ـــ اور پولیس کو کہہ دو کہ وہ اس معاملے میں ٹانگ مت اڑائے" ـــــ عمران نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"اچھا ـــ اچھا سر! ـــ میں سمجھ گیا ـــــ مجھے ابھی ابھی ڈی۔ آئی۔ جی نے رپورٹ دی ہے کہ ذیشان کالونی میں ان تینوں نے سات غیر ملکیوں کو ہلاک کر دیا ہے ـــ ان کے خلاف تو شاید اب تک ایف۔ آئی۔ آر بھی کٹ چکی ہوگی سر! ـــ ایسی صورت میں ـــــ" آئی۔ جی نے تمہید باندھنی شروع کی۔

"شیر عالم! — تم نے اس پوسٹ پر رہنا ہے — یا گلیوں میں جوتیاں چٹخانی ہیں — میں اپنے حکم کی فوری تعمیل چاہتا ہوں — اور سنو — پانچ منٹ کے اندر اندر یہ تینوں افراد تھانے سے باہر ہونے چاہئیں۔ صرف پانچ منٹ کے اندر" — عمران نے انتہائی سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

"یہ سات غیر ملکی کون ہو سکتے ہیں" —؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ان کے ہی ساتھی ہوں گے — اور کسی مشن سے واپس آتے ہوں گے۔ بہرحال ان تینوں نے ہمت کی ہے کہ اچانک حملے کے باوجود ساتوں غیر ملکیوں کو گرا لیا" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر آپ کہیں تو میں سیکرٹ سروس کے ہسپتال فون کر دوں۔ تاکہ ان تینوں کی فوری دیکھ بھال ہو سکے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے — تنویر ہوشیار ہے۔ وہ خود ہی بندوبست کر لے گا — تم بابر زمان سے بات کرو — مجھے جمشید آغا کی فکر ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر بلیک زیرو نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آفس چیف سکیورٹی آفیسر آئل فیلڈ" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"بابر زمان سے بات کراؤ" — بلیک زیرو نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں" —؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام طاہر ہے — میں ان کا دوست ہوں" — بلیک زیرو نے جواب دیا۔

SCANNED BY JAMSHED

"اوہ طاہر صاحب آپ! — میں پی اے بول رہا ہوں — آپ تو پہلے آئے تھے ناں — بابر صاحب آئل فیلڈ کی گشت پر گئے ہوئے ہیں۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔ ابھی واپس نہیں آئے — آپ اپنا فون نمبر بتا دیجئے جیسے ہی وہ واپس آئے وہ آپ سے بات کریں گے" — پی۔ اے نے بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا فون نمبر اس کے پاس ہے — بس تم اسے کہہ دینا کہ طاہر کا فون آیا تھا" — بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! — میں کہہ دونگا" — پی اے نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

"تم نے کتنی دیر پہلے اُسے چیکنگ کے لئے کہا تھا" — عمران نے پوچھا۔

"دو گھنٹے سے زائد وقت ہو گیا ہے" — بلیک زیرو نے کلائی کی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں خود جاؤں — ایسے بات نہیں بنے گی" — عمران نے کہا اور پھر فون اپنی طرف کھینچ کر اس کا رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری کے نمبر گھما دیئے۔

"یس انکوائری پلیز" — دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مینجنگ ڈائریکٹر آئل فیلڈ کا نمبر دو" — عمران نے کہا اس کا لہجہ تحکمانہ ہی تھا۔

"سر! — رہائش کا — یا دفتر کا" —؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا وہ شاید لہجے سے ہی مرعوب ہو گیا تھا۔

"اس وقت دفتر کا کونسا وقت ہے — رہائش کا نمبر دو" — عمران

SCANNED BY JAMSHED

نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ نوٹ کریں ۔۔۔ ٹرپل تھری ٹرپل سیون ون" ۔۔۔ آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے تھینک یو کہہ کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پہلے تو کچھ دیر گھنٹی بجتی رہی پھر کسی کی آواز سنائی دی۔

"کون بول رہا ہے" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے اور نیند سے اٹھا ہے۔

"صاحب سے بات کراؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

"اچھا جی ۔۔۔ ہولڈ کریں" ۔۔۔ ملازم بھی شائد عمران کے لہجے سے مرعوب ہو گیا تھا۔

"ہیلو ۔۔۔ کون بول رہا ہے" ۔۔۔؟ چند لمحوں بعد ایک کرخت اور جھنجلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ لہجہ خوابیدہ ہی تھا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ سر آپ! ۔۔۔ فرمائیے ۔۔۔ فرمائیے" ۔۔۔ بولنے والے کے لہجے میں شدید حیرت کا عنصر ابھر آیا۔

"کیا نام ہے آپ کا" ۔۔۔؟ عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام عاقل صدیقی ہے ۔۔۔ میں مینجنگ ڈائریکٹر ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا گیا۔

"مسٹر عاقل صدیقی! ۔۔۔ آپ ایک اہم ترین ادارے کے سربراہ ہیں۔ لیکن آپ نے اپنی رہائش گاہ پر کیا انتظام کر رکھا ہے کہ آپ کا فون آپ کے ملازم سنتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر! ۔۔۔ میں معذرت خواہ ہوں ۔۔۔ آج اتفاق سے ملازم نے فون ملحقہ کمرے میں رکھ دیا تھا۔ ورنہ فون میں اپنے سرہانے ہی رکھتا ہوں"۔ اتنا بڑا عہدہ رکھنے کے باوجود ایکسٹو کے نام کی دہشت نے ہی عاقل صدیقی کو بوکھلا دیا تھا۔

"آئندہ خیال رکھا کرو ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ میرا ایک خصوصی آدمی آئل فیلڈ آ رہا ہے ۔۔۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ اسے ایسا پاس جاری کرو کہ وہ جس شعبے میں جانا چاہے جا سکے ۔۔۔ اور جس کی چیکنگ کرنا چاہے کر سکے۔ اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہتر سر! ۔۔۔ میں صبح ہی پاس جاری کر دونگا ۔۔۔ آپ انہیں بھیج دیں ۔۔۔ مگر سر! ۔۔۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ عاقل صدیقی نے کہا۔

"خاص عام کو چھوڑو ۔۔۔ یہ سوچنا ہمارا کام ہے ۔۔۔ اور صبح بہت دور ہے میرا آدمی زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچ جائے گا ۔۔۔ پاس وہاں موجود ہونا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہتر سر ۔۔۔ پہنچ جائے گا ۔۔۔ میں چیف سیکورٹی آفیسر کو خصوصی ہدایت بھی کر دونگا کہ وہ ہر ممکن تعاون کرے" ۔۔۔ عاقل صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

SCANNED BY JAMSHED

"اوہ!۔ فائل تو مجھے یاد نہیں رہی" ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے مڑی ہوئی ایک فائل نکال کر بلیک زیرو کے سامنے پھینک دی۔

"یہ فائل سکس زیرو کوڈ میں ہے ——— میرے واپس آنے تک اسے ڈی کوڈ کرو ——— میرا اندازہ ہے کہ اس میں پاکیشیا کے خلاف کسی بین الاقوامی منصوبے کے متعلق اشارات موجود ہیں" ——— عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بین الاقوامی منصوبہ" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں فائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔ میں نے تو سرسری طور پر یہی اندازہ لگایا ہے ۔ بہرحال اسے تم ڈی کوڈ کر لو تاکہ پوری بات سامنے آجائے گی ۔ میں آئل فیلڈ جا رہا ہوں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

موشے بابرزمان اور اس کے دوست طاہر سے ملاقات کرنے کے بعد سیدھا اپنی رہائش گاہ پر گیا۔ اسے بابرزمان کا دوست طاہر قطعاً پسند نہ آیا تھا۔ بلکہ اس کے ذہن میں طاہر سے ملنے کے بعد خطرے کی گھنٹیاں گونج اٹھی تھیں۔ اس طرح کی جبری ملاقات اور وہ بھی بے مقصد سے صاف ظاہر تھا کہ طاہر کوئی خاص آدمی ہے اور موشے نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنا کام اب زیادہ تیزی سے نپٹائے گا۔

چنانچہ رہائش گاہ میں پہنچنے کے بعد وہ اپنے خاص کمرے میں گیا۔ اور اس نے الماری کے پٹ کھول کر اس میں رکھے ایک بیگ میں سے گیس اور وائرلیس بم نکالے اور انہیں اپنے ساتھ لائے ہوئے بڑے سے بریف کیس میں منتقل کر دیا۔ اس کے بعد وہ رہائش گاہ سے نکلا اور سیدھا مین جنریٹر روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بریف کیس اس کے ہاتھ میں تھا۔ مین جنریٹر روم میں جانے سے پہلے اس نے سرسری طور پر مختلف شعبوں کو چیک کیا۔ وہاں کام

SCANNED BY JAMSHED

کرنے والوں کو ھدایات دیں اور آگے بڑھتا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مین جنریٹر روم میں پہنچ گیا۔ یہ آئل ریفائنری سے ملحقہ ایک تہہ خانہ تھا جس کے اندر مین جنریٹر روم نصب تھا۔ موشے کو معلوم تھا کہ مین پائپ لائن کا مرکزی جوڑ اسی تہہ خانے میں موجود ہے۔ مین جنریٹر روم میں دس کے قریب آدمی کام کر رہے تھے۔ اور ایک طرف کرسی پر سپروائزر بیٹھا ہوا تھا۔ موشے کو دیکھتے ہی سپروائزر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ باقی لوگ بھی چونکنے سے ہو گئے۔ کیونکہ ظاہر ہے چیف الیکٹریکل انجنیئر اچانک آ گیا تھا اور ان کی معمولی سی کوتاہی پر انہیں کھڑے کھڑے ملازمت سے فارغ کر سکتا تھا اور موشے کو معلوم تھا کہ جمشید آغا کام کے بارے میں انتہائی سخت آدمی تھا وہ معمولی سی کوتاہی بھی معاف کرنے کا عادی نہ تھا اس لئے اس کے تحت کام کرنے والے اس سے بےحد خوفزدہ رہتے تھے۔

"کیسا کام جا رہا ہے" ——— ؟ موشے نے انتہائی سخت لہجے میں سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر ۔ بالکل او۔کے ہے ۔ ٹھیک ٹھاک" ——— سپروائزر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا

اور موشے سر ہلاتا ہوا جنریٹر کی طرف بڑھ گیا۔ بریف کیس اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ وہ ایک ایک آدمی کے ساتھ چند لمحوں کے لئے رکتا۔ اس کے کام کو جانچتا ہوا آگے بڑھ جاتا۔ آہستہ آہستہ وہ جنریٹر کے اس حصے کی طرف پہنچ گیا جس کے ساتھ سیڑھیاں نیچے ایک اور چھوٹے سے کنوئیں نما کمرے میں اترتی تھیں۔ اسی کنوئیں نما کمرے میں مین پائپ لائن کا مرکزی جوڑ تھا۔

"جوڑ تو ٹھیک ہے" ——— ؟ موشے نے اپنے ساتھ چلنے والے سپروائزر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر ۔ ٹھیک ہے ۔ میں نے ڈیوٹی پر آتے ہوئے چیک کیا تھا"۔ سپروائزر نے جواب دیا۔ اس جوڑ کی چیکنگ بھی اسی عملے کے ذمہ تھی۔ یہ انتظام اس لئے کیا گیا تھا تاکہ اس کی باقاعدہ اور مسلسل نگرانی ہوتی رہے۔

"میں چیک کرنا چاہتا ہوں" ——— موشے نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سپروائزر نے بھی اس کی پیروی کی۔

کنوئیں کی ایک دیوار سے ایک بہت موٹا سا پائپ نکل کر سامنے والی دیوار میں غائب ہو رہا تھا۔ درمیان میں اسے ایک جوڑ لگایا گیا تھا جس کے ساتھ ہی ایک اور پائپ بھی جڑا ہوا تھا جو دائیں طرف کی دیوار میں جا رہا تھا یہ جوڑ ٹی نما تھا اور اس جوڑ کے اوپر ایک بہت بڑا پیچ تھا جس کے اوپر سٹیرنگ نما لوہے کا چکر تھا۔ اس چکر کے ذریعے پائپ لائن کو کھولا اور بند کیا جا سکتا تھا۔

موشے غور سے اس جوڑ کو دیکھتا رہا۔ چونکہ اس پائپ لائن کا سلسلہ پہلے ہی اس کے ذہن میں تھا اس لئے وہ کئی بار اسے چیک کر چکا تھا۔ لیکن آج اس کا نقطۂ نظر دوسرا تھا۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ اس اہم جوڑ کو کس طرح کھولے اور اس میں گیس بم اور وائرلیس بم فٹ کرے۔

"اسلم" ——— موشے نے چند لمحے سوچنے کے بعد قریب کھڑے ہوئے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ——— سپروائزر نے چونک کر جواب دیا۔

"اس جوڑ کو کھول کر اس کے اندرونی حصے کو آگ سے محفوظ رکھنے کے لئے گیس کٹ نصب کرنے کے احکامات آئے ہیں ——— کیونکہ اس پائپ لائن

میں تیل چھوڑا جانا ہے ۔۔ تم آدمی بلا لو اور اسے کھولو ۔۔ مگر جلدی" ۔۔ موشے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"پھر تو پورا جوڑ کھولنا پڑے گا" ۔۔۔ سپروائزر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔ یہ ضروری ہے ۔۔ گیس کِٹ ابھی فِٹ کرنی ہے۔ میں وہ لے آیا ہوں" ۔۔۔ موشے نے کہا۔

"بہتر سر ۔۔ جیسا حکم سر ۔۔ میں آدمی لے آتا ہوں۔ اس وقت ان کی ڈیوٹی نہیں ہے۔ انہیں گھر سے بلانا پڑے گا" ۔۔۔ اسلم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مگر جلدی ۔۔۔ تم اسے کھلواؤ۔ گیس کِٹ میں خود ہی فِٹ کروں گا تاکہ میں اس کی اوکے رپورٹ دے سکوں ۔۔۔ میں اتنی دیر میں ایک دو اور شعبے چیک کر لوں" ۔۔۔ موشے نے سر ہلاتے ہوئے کہا وہ کام اس انداز میں کرنا چاہتا تھا کہ کسی کو شک نہ پڑے۔ اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر جنریٹر روم میں آ گیا۔ اسلم تیز تیز قدم اٹھاتا جنریٹر روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

موشے چند لمحے پھر جنریٹر کی کارکردگی کو چیک کرتا رہا۔ پھر جنریٹر روم سے نکل کر وہ دوسرے شعبے کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ بریف کیس اٹھائے مختلف شعبوں میں گھومتا رہا۔ آدھے گھنٹے بعد جب وہ دوبارہ جنریٹر روم میں داخل ہوا تو اسلم وہاں موجود تھا اور نیچے پائپ لائن والے کمرے سے اوزاروں کے استعمال کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"سر کام ہو رہا ہے ۔۔ بس ابھی جوڑ کھلنے ہی والا ہے" ۔۔۔ اسلم نے

SCANNED BY JAMSHED

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ اطمینان سے کرو ۔۔ پائپ لائن کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے" ۔۔۔ موشے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سپروائزر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اسلم نے آ کر بتایا کہ جوڑ کھل چکا ہے تو موشے تیزی سے اٹھا اور بریف کیس اٹھائے سیڑھیاں اترتا ہوا اندر پہنچ گیا۔ وہاں چار آدمی موجود تھے۔ جوڑ کھلا ہوا تھا۔

"تم سب باہر جاؤ ۔۔۔ صرف اسلم یہاں رہے گا" ۔۔۔ موشے نے تحکمانہ لہجے میں ان آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے واپس مڑے اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔

ان کے جانے کے بعد موشے نے بریف کیس کھولا اور اس میں سے گیس بم اور وائرلیس بم نکال کر اس نے پہلے وائرلیس بم کو مین پائپ کے اس حصے میں جو ریفائنری کی طرف جاتا تھا، آگے کر کے پائپ کے ساتھ چمٹا دیا۔ اس بم کے نیچے کی سطح پر ایسا محلول لگایا گیا تھا کہ وہ لوہے کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جاتا تھا۔ اسے لگانے کے بعد اس نے گیس بم اٹھایا اور اسے وائرلیس بم سے ذرا پیچھے کی طرف رکھ کر اسے بھی پائپ کے ساتھ چمٹا دیا۔ ان دونوں بموں کی ترتیب آگے پیچھے اس نے اس لئے رکھی تھی کہ گیس بم پھٹنے کے بعد جب گیس پوری پائپ لائن میں پھیل جائے تو وائرلیس بم آگے گیس کے درمیان ہونے کی وجہ سے جب پھٹے تو آگ اس گیس کو لگ کر تیزی سے آگے پھیلتی چلی جائے۔

ان دونوں کو فِٹ کرنے کے بعد اس نے انہیں اچھی طرح چیک کیا

SCANNED BY JAMSHED

دونوں بم اس انداز میں بنے ہوئے تھے کہ ان پر تیل۔ گیس یا پانی کا اثر نہ ہوتا تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ ان کی کارکردگی بالکل درست رہے گی۔ ان کی طرف سے اطمینان کر لینے کے بعد اس نے جوڑ کی درمیانی ٹی اٹھا کر اُسے خود فٹ کرنا شروع کر دیا۔

"سر آدمیوں کو بلاؤں"۔۔۔ اسلم نے جو قریب کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اُسے خود کام کرتے دیکھ کر بول پڑا۔

"نہیں! ۔۔۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے اس لئے ان آدمیوں کو معلوم نہیں ہونا چاہیئے"۔۔۔ موشے نے کہا۔ اور جب ٹی کی چوڑیاں اس نے کچھ چڑھا لیں تو اس نے اسلم کو آدمیوں کو بلانے کے لئے کہا۔ اور اسلم سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کاریگروں کو لے کر آ گیا۔ کاریگر چیکنگ مشین ساتھ لے آئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پھرتی سے نہ صرف جوڑ کو دوبارہ اچھی طرح کس دیا بلکہ قانون کے مطابق انہوں نے جوڑ کا سیکیج بھی مشین سے چیک کر لیا۔ موشے اور اسلم دونوں ساتھ کھڑے تھے۔ جب مشین نے او کے رپورٹ دے دی تو موشے نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر ان آدمیوں کے جانے کے بعد وہ خالی بریف کیس اٹھائے اس کمرے سے باہر آ گیا۔

"تمہاری ڈیوٹی کس وقت ختم ہو رہی ہے"۔۔۔؟ موشے نے باہر آتے ہی اسلم سے پوچھا۔

"آدھے گھنٹے بعد سر"۔۔۔ اسلم نے جواب دیا۔ ویسے اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت موجود تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم ڈیوٹی ختم کر کے میرے ساتھ چلو گے۔۔۔ میں نے او کے رپورٹ لکھنی ہے جس پر تمہارے بھی دستخط ہونے ہیں"۔۔۔ موشے نے کہا اور بریف کیس ایک طرف رکھ کر وہ دوبارہ سپروائزر کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ سپروائزر نے سر ہلا دیا۔

آدھا گھنٹہ گزرنے سے تھوڑی دیر پہلے نیا سپروائزر اختر ڈیوٹی پر پہنچ گیا تو اسلم نے اُسے باقاعدہ چارج دیا۔ موشے وہیں جنریٹر روم میں موجود تھا اس لئے اسلم اور اختر میں روایت کے مطابق کوئی گپ شپ نہ ہو سکی اور جب چارج کا لین دین ختم ہو گیا تو موشے اسلم کو ساتھ لئے جنریٹر روم سے باہر آ گیا۔

"سر دفتر جانا ہے"۔۔۔؟ اسلم نے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ۔۔۔ وہاں رہائش گاہ پر چلنا ہے۔۔۔ وہاں چائے بھی پئیں گے اور رپورٹ بھی تیار کریں گے"۔۔۔ موشے نے نرم لہجے میں کہا اور اسلم، جمشید آغا کے اس نرم رویے پر حیران رہ گیا۔ کیونکہ جمشید آغا ایسا آدمی تھا جو اپنے ماتحتوں سے نرم لہجے میں بات کرنا ہی جرم سمجھتا تھا۔

بہرحال تھوڑی دیر بعد موشے کی کار اس کی رہائش گاہ میں پہنچ گئی لیکن وہاں پہنچتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے برآمدے میں چیف سیکورٹی آفیسر بابر زمان کو کھڑے دیکھا تھا۔

"اس وقت آپ یہاں کیسے"۔۔۔؟ موشے نے کار سے نیچے اترتے ہی حیرت اور اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے"۔۔۔ بابر زمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ! ۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ آؤ"۔۔۔ موشے نے اپنے

SCANNED BY JAMSHED

آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں زور زور سے بجنے لگی تھیں۔

" اسلم! — تم یہاں ڈرائینگ روم میں بیٹھو — میں بابر صاحب سے بات کر لوں" — موشے نے اسلم سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اسلم سر ہلاتا ہوا وہیں ڈرائنگ روم میں رک گیا۔

" آیئے اندر بیٹھتے ہیں" — موشے نے بابر زمان سے کہا اور پھر وہ بابر زمان کو ہمراہ لئے ڈرائینگ روم سے دور اندرونی کمرے میں پہنچ گیا۔

" فرمایئے" — موشے نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

" آپ کی رہائش گاہ میں ایک غیر ملکی میک اپ باکس موجود ہے۔ انتہائی جدید ترین میک اپ باکس — کیا آپ اس کی وجہ بتا سکتے ہیں' —؟ بابر زمان نے کرخت لہجے میں پوچھا اور موشے حیرت سے سن ہو کر رہ گیا۔

" کیا آپ نے میری رہائش گاہ کی تلاشی لی ہے' —؟ موشے نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے — مجھے الہام تو نہیں ہو گا" — بابر زمان نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ نے ایسا کیوں کیا — اور پھر وہ بھی میری عدم موجودگی میں'؟ موشے کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔

" آپ میرے سوال کا جواب دیں — یہ باتیں بعد میں ہونگی' — بابر زمان نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

" میں اس سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں مسٹر بابر زمان۔ اور میک اپ باکس رکھنا کوئی جرم بھی نہیں ہے" — موشے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر بریف کیس ہاتھ میں اٹھائے وہ دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور بریف کیس کو نچلے خانے میں رکھ دیا۔

" ان حالات میں جرم بن بھی سکتا ہے" — بابر زمان نے کھڑے ہوتے ہوتے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

موشے کی بابر زمان کی طرف پشت تھی۔ موشے نے بڑی پھرتی سے الماری کے خانے کے ایک کونے میں ہاتھ مارا۔

" اگر آپ اپنا سائلنسر لگا ریوالور ڈھونڈ رہے ہیں — تو وہ میرے پاس ہے — اور آپ کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ آپ نے اس قسم کا ممنوعہ اسلحہ یہاں فیلڈ میں کیوں رکھا ہے — ؟ اور کس کے حکم سے رکھا ہے" —؟ بابر زمان نے جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

" اوہ! — تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے مکمل تلاشی لی ہے۔ بہرحال اگر آپ مجھے بتا دیتے تو میں آپ سے مکمل تعاون کرتا مسٹر بابر زمان — ایسی کوئی بات نہیں — میک اپ باکس اور ریوالور کے متعلق میرے پاس احکامات موجود ہیں۔ میں آپ کی مکمل تسلی کرا دوں گا — لیکن آپ حالات کی بات کر رہے تھے — کیسے حالات" —؟ موشے نے مڑتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار موجود تھے اور اس کے لہجے اور چہرے پر موجود اطمینان نے بابر زمان کا اعصابی تناؤ دور کر دیا۔

" آپ پہلے وہ احکامات دکھائیں" — بابر زمان نے کہا۔

"جو ریوالور آپ کے پاس ہے ـــــ آپ اس کے دستے میں لگے ہوئے بٹن کو دبائیں ـــ دستے میں سے ایک خانہ کھلے گا. اس میں مینجنگ ڈائریکٹر کے جاری کردہ خصوصی پرمٹ موجود ہیں ـــ میک اَپ باکس اور ریوالور کے متعلق آپ اطمینان سے چیک کر لیں" ـــ موشے نے مسکراتے ہوئے کہا اور بابر زمان نے حیرت بھرے انداز میں ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو دستے کی طرف سے الٹا کیا تاکہ اس کا بٹن چیک کر سکے ۔ بابر زمان دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا ۔

اسی لمحے موشے کی لات بجلی کی سی تیزی سے چلی اور بابر زمان کے ہاتھ میں موجود ریوالور فضا میں اڑتا چلا گیا. اس کے منہ سے چیخ نکلی. ضرب اس کے ہاتھ پر لگی تھی ۔

موشے نے بڑی پھرتی سے ریوالور کو فضا میں ہی اُچکا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا. ٹھس کی آواز کے ساتھ ہی گولی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بابر زمان کے سر کے پرخچے اڑا دیئے. وہ الٹ کر کرسی سے ٹکراتا ہوا نیچے جا گرا. اُسے چیخنے کی بھی مہلت نہ ملی ۔ اور موشے نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا لباس تیزی سے اتارنا شروع کر دیا. وہ اس لباس کو خون کے دھبوں سے بچانا چاہتا تھا ۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس نے فائر بابر زمان کے سینے پر کرنے کی بجائے اس کے سر پہ کیا تھا ۔

بابر زمان گو ہلاک ہو چکا تھا لیکن اس کا جسم ابھی گرم تھا. اس لئے لباس آسانی سے اتر گیا. اب فرش پر بابر زمان کی عریاں لاش پڑی ہوئی تھی. موشے نے بڑی پھرتی سے اس کا لباس ایک طرف الماری میں رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر ڈرائینگ روم کی طرف لپکا جہاں اسلم موجود تھا ۔ وہ اسلم کو یہاں لایا ہی اسی لئے تھا کہ اُسے قتل کر کے اس کی لاش کو تہہ خانے میں چھپا دے گا اور

SCANNED BY JAMSHED

وہ ہیڈ کوارٹر جا کر ان بموں کو اڑا دے گا تو پھر اسلم کیا، آئل ریفائنری اور آئل فیلڈ میں سینکڑوں لاشیں پڑی ہوں گی ـــ لیکن یہاں مسئلہ بابر زمان کا سامنے آ گیا اس نے نوکروں کو آج خصوصی چھٹی دے دی تھی. کیونکہ سپروائزر کا قتل اس کے منصوبے میں شامل تھا. اُسے معلوم تھا کہ سپروائزر کو وہ اس کام سے علیحدہ نہیں رکھ سکتا ۔

موشے جب ڈرائینگ روم میں پہنچا تو اسلم صوفے پر پریشان سا بیٹھا تھا. اُسے شاید ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد گھر جانے کی جلدی تھی جب کہ وہ یہاں آ کر پھنس کر رہ گیا تھا ۔

"اسلم! ـ میرے ساتھ آؤ" ـــــ موشے نے دروازے میں رک کر کہا اور اسلم اٹھ کر اس کی طرف بڑھنے لگا. موشے اُسے اُسی کمرے میں لے آیا جہاں اس نے بابر زمان کا خاتمہ کیا تھا

اور پھر جیسے ہی اسلم کمرے میں داخل ہوا. موشے جو اس کے آگے چل رہا تھا تیزی سے مڑا. دوسرے لمحے ٹھک کی آواز ابھری اور اسلم چیخ مار کر پشت کے بل دروازے میں ہی گر گیا. اس کے دونوں ہاتھ سینے پر جم گئے. جہاں سے خون فوارے کی طرح ابل رہا تھا. اسلم کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی تھیں اور چہرہ شدید کرب کی وجہ سے لمحہ بہ لمحہ بگڑتا جا رہا تھا. گولی ٹھیک اس کے دل میں گھس گئی تھی. موشے کا نشانہ واقعی حیرت انگیز حد تک درست ثابت ہو رہا تھا. اور چند لمحوں بعد اسلم ساکت ہو گیا.

موشے نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر ریوالور جیب میں ڈالا اور جھک کر اس نے اسلم کا پیر پکڑا اور اُسے گھسیٹتا ہوا تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا. تہہ خانے کا بند دروازہ کھول کر اس نے ایک جھٹکے سے گھما کر

SCANNED BY JAMSHED

اسلم کی لاش کو نیچے تہہ خانے میں اچھال دیا اور اسلم کی لاش سیڑھیوں سے ٹکراتی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے تہہ خانے میں جا گری۔ اور موشے ہاتھ جھاڑتا ہوا واپس مڑا۔ اس نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا اور پھر اس نے کمرے کے اندر جا کر بابر زمان کی عریاں لاش اٹھا کر کاندھے پر لادھی اور اسے بھی لا کر تہہ خانے کے دروازے سے نیچے اچھال دیا۔ اس کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس مڑا۔ غسل خانے میں جا کر اس نے بالٹی اور برش اٹھایا بالٹی کو پانی سے بھر کر اس نے اسپنج کا ٹکڑا اس میں ڈالا اور پھر کمرے، دروازے اور وہاں سے تہہ خانے کے دروازے تک خون کے تمام نشانات اس نے دھو کر اسپنج سے رگڑ کر صاف کئے اور پھر برش کی مدد سے پانی کو پھیلا کر اس نے اچھی طرح خشک کر دیا۔ اب وہاں کہیں بظاہر خون کا ایک قطرہ تک نظر نہ آ رہا تھا۔ بالٹی۔ برش اور اسپنج واپس غسل خانے میں رکھ کر اس نے اپنے ہاتھ اچھی طرح صابن سے دھوئے۔ اور پھر خوابگاہ کی الماری میں موجود میک اپ باکس اٹھا کر وہ واپس باتھ روم میں آ گیا۔ یہ وہی میک اپ باکس تھا جس کی وجہ سے بابر زمان اس سے مشکوک ہوا تھا۔ اس نے اپنا لباس اتارا اور اسے ڈریسنگ روم کی وارڈروب میں لٹکا کر بابر زمان کا لباس پہن لیا۔ یہ چیف سکیورٹی آفیسر کی مخصوص یونیفارم تھی۔ بابر زمان کا قد و قامت اور جسامت چونکہ موشے سے تقریباً ملتی جلتی تھی اس لئے اس کا لباس اس پر پوری طرح فٹ آ گیا۔ اس کے بعد اس نے میک اپ باکس کی مدد سے اپنے چہرے پر بابر زمان کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ پہلے اس کا خیال یہی تھا کہ وہ گیس بم وغیرہ نصب کر کے اور اسلم کو قتل کر کے رات اسی طرح ڈیوٹی پر گزارے گا اور جب تیل چھوڑ دیا جائے گا۔ تو وہ آئل فیلڈ سے نکل کر سیدھا ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گا۔ لیکن بابر زمان کی طرف سے اس کی رہائش گاہ کی تلاشی اور پھر حالات کے فکر نے اس کا فیصلہ تبدیل کرا دیا۔ اسے چونکہ اتنی مہلت نہ ملی تھی کہ وہ بابر زمان سے حالات کے متعلق پوچھ سکتا۔ اس لئے اس نے بابر زمان کا میک اپ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق یہ ہر قسم کے حالات سے بچنے کا آسان ترین طریقہ تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد بابر زمان کے میک اپ میں تھا۔ اس نے آئینے میں اچھی طرح چیکنگ کرنے کے بعد میک اپ باکس کو الماری کے خفیہ خانے میں منتقل کیا اور پھر رہائش گاہ پر فائنل چیکنگ کے تحت نظریں ڈالتا ہوا وہ باہر آ گیا۔ اس نے پورچ میں کھڑی ہوئی سکیورٹی کی جیپ سٹارٹ کی اور باہر آ کر اس نے جیپ روکی۔ اتر کر پھاٹک بند کیا اور دوسرے لمحے وہ جیپ دوڑاتا ہوا سکیورٹی مین آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"سر! ___ مینجنگ ڈائریکٹر صاحب آفس میں موجود ہیں" ___ جیسے ہی موشے نے جیپ مین سکیورٹی آفس کے سامنے روکی۔ اس کے اسسٹنٹ نے آگے بڑھ کر اسے اطلاع دی۔

"مینجنگ ڈائریکٹر ___ اور یہاں" ___ موشے یکلخت حیران رہ گیا اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس طرح آدھی رات کے وقت مینجنگ ڈائریکٹر خود بھی اس کے دفتر میں آ سکتا ہے۔ اس کے ذہن میں ایک بار پھر خطرے کا الارم گونج اٹھا۔

"یس سر! ___ وہ ابھی ابھی آئے ہیں" ___ اسسٹنٹ نے کہا اور موشے سر ہلاتا ہوا دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ اسسٹنٹ نے اسے قریب سے بھی نہ

SCANNED BY JAMSHED

پہچانا تھا اس لئے اپنے میک اپ پر اس کا اعتماد اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ دفتر کے باہر بیٹھے ہوئے چپڑاسی نے بھی سلام کرنے کے ساتھ ساتھ اُسے سرگوشی میں مینجنگ ڈائریکٹر کے متعلق بتایا اور وہ سر ہلاتا ہوا دفتر میں داخل ہو گیا۔

مینجنگ ڈائریکٹر صاحب اس کے دفتر میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔ موشے چونکہ جمشید آغا کے روپ میں ٹاپ میٹنگ اٹنڈ کر چکا تھا اس لئے وہ مینجنگ ڈائریکٹر کو اچھی طرح پہچانتا تھا اور اس میٹنگ میں چونکہ بابر زمان بھی شریک تھا اس لئے اس کا رویہ بھی اچھی طرح یاد تھا کہ وہ کس طرح مینجنگ ڈائریکٹر سے پیش آیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دفتر میں داخل ہوتے ہی اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"اوہ بابر! ـــ تم کہاں گئے تھے" ـــــ؟ مینجنگ ڈائریکٹر نے اُسے دیکھتے ہی چونک کر پوچھا۔

"سر! ـــ میں جنرل راؤنڈ پر گیا تھا ـــ حکم فرمایئے۔ آپ نے کیسے تکلیف کی ـــ مجھے طلب فرما لیا ہوتا" ـــــ موشے نے بابر زمان کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا۔

"سنو بابر زمان! ـــ تم چیف سیکورٹی آفیسر ہو ـــ یہ تمہاری ڈیوٹی ہے کہ یہاں کوئی مشکوک آدمی رہنے نہ پائے" ـــــ مینجنگ ڈائریکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ میں اپنے فرائض سمجھتا ہوں سر" ـــــ موشے نے جواب دیا۔

"لیکن سیکرٹ سروس کا یہاں کے معاملات میں دخل دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہاں کوئی گڑبڑ موجود ہے" ـــــ مینجنگ ڈائریکٹر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس ـــ میں سمجھا نہیں سر ـــ یہاں تو حالات بالکل ٹھیک ہیں سر" ـــــ موشے نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا ویسے سیکرٹ سروس کا سن کر اس کے جسم میں سردی کی لہریں سی دوڑ گئی تھیں۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا فون میرے پاس آیا تھا ـــ اس نے گڑبڑ کے متعلق تو کچھ نہیں کہا ـــ البتہ اس نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کا ایک خاص نمائندہ علی عمران فیلڈ پر پہنچ رہا ہے۔ اُسے ریڈ پاس جاری کر دیا جائے تاکہ وہ جس شعبے میں جانا چاہے جا سکے۔ اور جس کی چیکنگ کرنا چاہے کر سکے ـــ اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونا چاہیئے ـــ اس پر میں نے صبح تک بات ٹالنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے کہا کہ ان کا نمائندہ ایک گھنٹے بعد پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ جائے گا ـــ چنانچہ صورت حال کی سنگینی کی وجہ سے مجھے خود دفتر جا کر ریڈ پاس جاری کرنا پڑا اور میں نے سوچا کہ تم سے خود مل کر تمہیں ہدایت کر دوں۔ کہ تم نے اس نمائندے کے ساتھ مکمل تعاون کرنا ہے" ـــ مینجنگ ڈائریکٹر نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر موشے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور موشے نے کارڈ لے لیا۔

"آپ بے فکر رہیں سر! ـــ علی عمران سے مکمل تعاون کیا جائے گا" ـــ موشے نے کارڈ پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب تم پہلی چیک پوسٹ پر چلے جاؤ اور اس نمائندے کا استقبال کرو ـــ اگر وہ مجھ سے ملنا چاہے تو اُسے میرے پاس بلا جھجک لے آنا" ـــ مینجنگ ڈائریکٹر نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر! — ہو سکتا ہے کہ وہ ویسے ہی چیکنگ کے لئے آ رہا ہو۔ آپ نے میٹنگ میں فرمایا تھا کہ ملکی حالات خراب ہو رہے ہیں" — موشے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ میٹنگ کا حوالہ اس نے جان بوجھ کر دیا تھا تاکہ مینجنگ ڈائریکٹر پوری طرح مطمئن ہو جائے۔

"بہر حال جو بھی ہو — تم پوری طرح محتاط رہنا — ایسے موقعے پر جب کہ ہم نے صبح فائنل چیکنگ کے لئے پائپ لائنز میں تیل چھوڑنا ہے سیکرٹ سروس کے نمائندے کا اچانک آنا، کچھ تشویشناک لگتا ہے" — مینجنگ ڈائریکٹر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ دفتر سے باہر آ گیا۔ موشے بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا۔

مینجنگ ڈائریکٹر کے ڈرائیور نے بڑے صاحب کو دیکھتے ہی گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر مینجنگ ڈائریکٹر کے بیٹھتے ہی وہ کار کو آگے بڑھا لے گیا۔ موشے چند لمحے وہاں کھڑا سوچتا رہا۔ علی عمران جیسے خطرناک آدمی کی اس طرح اچانک آمد نے مسئلے کو انتہائی سنجیدہ بنا دیا تھا اور وہ سمجھ گیا کہ یہ ساری گڑبڑ کسی خاص وجہ سے ہوئی ہے اور وہ جمشید آغا کو چیک کرنے آ رہا ہو گا۔

اب یہ بات بھی موشے کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ بابر زمان نے جمشید آغا کی رہائش گاہ کی تلاشی کیوں لی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ پہلے اسے ہدایت کی گئی اور ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ باکس اور ریوالور کے متعلق رپورٹ کر دی ہو۔ اس بنا پر علی عمران خود آ رہا ہو۔ ابھی صبح ہونے میں پانچ گھنٹے باقی تھے اور اسے ہر قیمت پر تیل پائپ لائنز میں چھوڑنے تک علی عمران کو ٹالنا تھا۔ اس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے اچکائے اور

SCANNED BY JAMSHED

پھر کارڈ جیب میں ڈال کر وہ اپنی جیپ میں بیٹھ گیا۔ اور اس کی جیپ تیزی سے پہلی چوکی کی طرف بھاگنے لگی۔

موشے جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ سوچ رہا تھا کہ بہتر یہی ہو گا کہ موقع ملتے ہی اس علی عمران کا خاتمہ کر دیا جائے۔ لیکن پھر وہ اپنے اس فیصلے پر مزید غور کرنے لگا۔ کیونکہ باس نے علی عمران کے متعلق جو کچھ بتایا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ شخص حد سے زیادہ خطرناک آدمی ہے اور وہ اسے خود چھیڑنا نہ چاہتا تھا۔

چنانچہ آخر کار اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر عمران اس کی طرف سے مشکوک ہوا تو پھر وہ اسے گولی مارنے سے دریغ نہیں کرے گا۔

SCANNED BY JAMSHED

عمران نے پہلی چوکی پر پہنچتے ہی اپنی کار روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ چوکی پر موجود مسلح سپاہی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"میرا نام علی عمران ہے" ـــــ عمران نے سپاہی کے قریب آتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــ آپ تشریف لائیے ـــ چیف سکیورٹی آفیسر آپ کے انتظار میں ہیں" ـــــ سپاہی نے مؤدبانہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیبن میں چار افراد موجود تھے۔ بڑی کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس کی یونیفارم پر چیف کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی بابر زمان ہوگا

"علی عمران میرا نام ہے" ـــــ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور وہ نوجوان اس کا نام سنتے ہی تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

"اوہ تشریف لائیے! ــ میں آپ کا ہی منتظر تھا ـــ میرا نام بابر زمان ہے اور میں چیف سکیورٹی آفیسر ہوں" ـــــ اس نوجوان نے کہا۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ اس کی تیز نظریں بابر زمان پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہ آپ کا کارڈ سر" ـــــ بابر زمان نے جیب سے ریڈ کارڈ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ـــــ عمران نے کارڈ کو غور سے دیکھا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"تشریف رکھیے! ــ آپ کیا پیئں گے" ـــــ؟ بابر زمان نے کہا۔

"کچھ نہیں! ــ آئیے میرے ساتھ ـــ میں فیلڈ کا ایک جنرل راؤنڈ لگانا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ــ آئیے میری جیپ موجود ہے" ـــــ بابر زمان نے جواب دیا اور پھر کیبن سے دوسری طرف نکل کر وہ دونوں باہر کھڑی ہوئی سرکاری جیپ کی طرف بڑھ گئے جس پر چیف سکیورٹی آفیسر کی مخصوص پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ بابر زمان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جب کہ عمران ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"بابر زمان صاحب! ــ آپ کا تعلق کس علاقے سے ہے" ـــ؟ عمران نے جیپ چلتے ہی پوچھا۔

"میں مقامی ہوں جناب! ــ یہیں کا رہنے والا ہوں" ـــ موشے نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر طاہر کہہ رہے تھے کہ آپ ان کے کلاس فیلو ہیں" ـــــ؟ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"کلاس فیلو! ـــــ اوہ جی ہاں! ـــــ مجھے یہ شرف حاصل ہے" ـــــ موشے نے مسکرا کر بات ٹالتے ہوئے کہا۔ ویسے وہ عمران کے اس طرح کے سوالات سے ذہنی طور پر الجھ گیا تھا۔

"جمشید آغا کی رہائش گاہ کی تلاشی لی آپ نے" ـــــ ؟ عمران نے اس پر براہ راست سوال کر دیا۔

"جی ہاں سر! ـــــ وہاں کچھ بھی نہیں تھا ـــــ کوئی مشکوک چیز نہ تھی"۔ موشے نے جواب دیا۔

"اچھا! ـــــ جمشید آغا اس وقت کہاں ہوں گے" ـــــ ؟ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈیوٹی پر ہوں گے جناب" ـــــ موشے نے کہا۔

"تو مجھے ان سے ملوا دیجئے! ـــــ میں ان سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"بات چیت ـــــ کیسی بات چیت" ـــــ ؟ موشے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے اب آپ سے کیا چھپانا ہے ـــــ سنا ہے کہ اس کی بیوی بہت خوبصورت ہے ـــــ کیوں کیا خیال ہے" ـــــ ؟ عمران نے بڑے عاشقانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیوی! ـــــ مگر اس کی بیوی تو میکے گئی ہوئی ہے ڈلیوری کیس کے سلسلے میں" ـــــ موشے نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ پھر تو جانا ہی فضول ہے ـــــ چلو اس کی کوئی نہ کوئی چیز تو موجود ہو گی ـــــ کوئی فوٹو ـــــ کوئی نشانی" ـــــ عمران نے ڈھیٹ

SCANNED BY JAMSHED

عاشقوں کی طرح کہا اور موشے خاموش ہو گیا۔ عمران کی بات اس کے حلق سے نہ اتری تھی۔ بھلا عمران جیسے آدمی کو اس کی بیوی سے یا اس کے فوٹو سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور پھر اس کے لئے وہ اس وقت بھاگا آیا تھا۔

"آپ نے شادی کر لی" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"نو سر ـــــ میں ابھی کنوارہ ہوں" ـــــ موشے نے مختصر سا جواب دیا۔ حالانکہ اسے خود بھی نہیں معلوم تھا کہ بابر زمان شادی شدہ ہے ـــــ یا کنوارہ ـــــ

"اوہ! ـــــ یہ اچھی بات نہیں ہے ـــــ بزرگ کہتے ہیں کہ کنواروں کا جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا" ـــــ عمران کی زبان چل پڑی اور موشے اور زیادہ الجھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوسری چوک کراس کر کے آئل ریفائنری کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئے۔

"آپ ضرورت سے زیادہ الجھے ہوتے ہیں ـــــ کوئی خاص بات" ؟ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں جناب! ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ بس آپ کی اچانک آمد کی وجہ سے ذہن الجھ گیا ہے" ـــــ موشے نے جواب دیا۔

"میری آمد! ـــــ آپ تو کنوارے ہیں ـــــ آپ کو کیا الجھن ـــــ الجھن ہو گی تو بے چارے جمشید آغا کو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور موشے جان بوجھ کر ہنس پڑا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ جبراً ہنس رہا ہے۔ عمران کی ٹاپ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد موشے نے کار ریفائنری کے دوسرے گیٹ کے

پاس روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ یہاں استقبالیہ کاؤنٹر موجود تھا۔

"مسٹر جمشید آغا یہاں ہوں گے" ۔۔۔۔ بابر زمان نے آگے بڑھ کر استقبالیہ کلرک سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"وہ کافی دیر ہوئی اسلم سپروائزر کے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر گئے ہیں ۔۔۔ پھر واپس نہیں آئے" ۔۔۔۔ استقبالیہ کلرک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ چلو یہ ٹھیک ہے ۔۔۔ وہ گھر پر ہے تو اور بھی اچھا ہے۔ اس کی بیوی کا فوٹو ڈھونڈنا نہیں پڑے گا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور موشے بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگا۔

"تو اس کے گھر چلیں" ۔۔۔۔ موشے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں تو اور کیا ۔۔۔ فوٹو تو گھر میں ہی ہوگا ۔۔۔ وہاں تو جانا ہی ہوگا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا، اور موشے الجھے ہوئے انداز میں دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ یہ بیوی اور فوٹو والا مسئلہ ایسا تھا جو اس کی سمجھ میں ہی نہ آ رہا تھا۔ لیکن اس نے خاموشی اختیار کئے رکھی اور وہ آخری حد تک جانے سے پہلے کھلنا نہ چاہتا تھا لیکن عمران سے ملنے کے بعد اسے پوری طرح احساس ہوگیا تھا کہ باس اس شخص کے متعلق جو کچھ کہتا تھا وہ بالکل درست ہے۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ عمران اس سے مشکوک ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ الٹ پھیر کی باتیں کر رہا ہے لیکن وہ آخری لمحات تک اسے لے جانا چاہتا تھا۔

جیپ تھوڑی دیر بعد ہی جمشید آغا کی رہائش گاہ کے پھاٹک کے

SCANNED BY JAMSHED

سامنے جا کر رک گئی۔

موشے نے دو تین بار ہارن دیا اور پھر نیچے اتر کر وہ آگے بڑھا اور اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ عمران جیپ کی سیٹ پر ہی بیٹھا رہا۔

دو تین بار گھنٹی بجانے کے بعد جب کوئی بھی پھاٹک کھولنے نہ آیا تو موشے نے پھاٹک کو دھکیلا۔ پھاٹک چونکہ اندر سے لاک نہ تھا اس لئے وہ کھلتا چلا گیا۔

"اندر سے کوئی جواب تو نہیں آ رہا ۔۔۔ پھاٹک البتہ کھلا ہوا ہے"۔ موشے نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلو اندر چل کر دیکھ لیتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔ اور پھر پورچ میں پہنچ کر عمران رک گیا۔

"میرا خیال ہے کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر ریفائنری والے تو کہہ رہے تھے کہ وہ کسی سپروائزر کے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر گیا ہے" ۔۔۔۔ موشے نے دانستہ بنتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اندرونی کمرے میں داخل ہو گیا۔ موشے اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ عمران اس کمرے میں جا کر رک گیا جہاں موشے نے بابر زمان اور اسلم کو قتل کیا تھا۔ عمران بار بار ناک سکیڑ رہا تھا۔

"تم کتنی دیر پہلے یہاں تلاشی کے لئے آئے تھے" ۔۔۔۔ اچانک عمران نے مڑ کر موشے سے پوچھا۔

SCANNED BY JAMSHED

"ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے ۔۔۔ اس وقت جمشید آغا ر لیبارٹری میں موجود تھا" ۔۔۔ موشے نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں اطمینان تھا وہ ایسے سوال کا منتظر تھا۔

"ہوں ۔۔۔ مگر مجھے اس کمرے سے تازہ خون کی بو آ رہی ہے۔" عمران نے ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔

"خون کی بو" ۔۔۔ موشے نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور اس کی نظریں لاشعوری طور پر چوکھٹ پر پڑیں کہ کہیں وہاں خون کا کوئی دھبہ رہ تو نہیں گیا۔

"ہاں ۔۔۔ یوں لگتا ہے کہ یہاں انسانی خون کیا گیا ہے ۔۔۔ خون کی بو فضا میں موجود ہے" ۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ کمرے میں گھومنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں ابرزبان کی لاش پڑی رہی تھی۔ اور پھر وہ تیزی سے نیچے جھکا اور اس نے کرسی کے پائے کے ساتھ پڑا ہوا ایک چھوٹا سا ہڈی نما ریزہ اٹھا لیا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ انسانی کھوپڑی کی بیرونی ہڈی کا حصہ ہے" ۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کھوپڑی کا حصہ ۔۔۔ دکھائیے" ۔۔۔ موشے نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور عمران نے وہ ریزہ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں ۔۔۔ لگتا تو ایسا ہی ہے" ۔۔۔ موشے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ ریزہ اس کی نظروں سے کیسے چوک گیا۔ حالانکہ اس نے اپنے طور پر اچھی طرح صفائی کی تھی۔

"یہاں کسی کمرے میں جمشید آغا کا فوٹو تو ہو گا" ۔۔۔ اچانک عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ خواب گاہ میں ہے" ۔۔۔ موشے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس نے یہ بات اس لئے بتا دی تھی کہ عمران پر یہ ثابت ہو سکے کہ اس نے واقعی تلاشی لی ہے۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا خواب گاہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ خواب گاہ میں بستر کے ساتھ رکھی ہوئی چھوٹی میز پر جمشید آغا کا رنگین فوٹو موجود تھا۔ عمران ایک لمحے کے لئے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا مڑ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں تفصیلی تلاشی لینی چاہیئے" ۔۔۔ موشے نے کہا تاکہ عمران کا مزید شک دور کر سکے۔

"نہیں ۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ ہمیں اب اسلم کا گھر ڈھونڈنا پڑے گا ۔۔۔ اگر اسلم گھر میں ہے تو اس سے پتہ چل جائے گا کہ یہ چکر کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سپر وائزر اسلم" ۔۔۔ ؟ موشے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں سپر وائزر اسلم ۔۔۔ جمشید آغا اسی کے ساتھ تھا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور موشے سر ہلاتا ہوا میز پر پڑے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر کریڈل کو دو تین بار دبایا۔

"یس ایکس چینج" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکورٹی آفیسر ابرزبان بول رہا ہوں" ۔۔۔ موشے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"چیف الیکٹرک انجینئر جمشید آغا کے تحت ایک سپروائزر اسلم کام کرتا ہے ـــ اس کے گھر فون ہے" ـــــ؟ موشے نے پوچھا۔
"نہیں جناب! ـــ اسلم سپروائزر کے کوارٹر میں فون نہیں ہے" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔
"اس کا پتہ پوچھ لو ـــ کوارٹر نمبر وغیرہ کا شاید اسے علم ہو" ـــ عمران نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔
"اس کے کوارٹر کا پتہ معلوم ہے تمہیں" ـــــ؟ موشے نے پوچھا۔
"یس سر! ـــ میرا ہمسایہ ہے وہ ـــ سرونٹ کالونی کے کوارٹر نمبر ۳۱۰ میں رہتا ہے سر" ـــــ آپریٹر نے جواب دیا۔
"تھینک یو" ـــــ موشے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"سرونٹ کالونی کے کوارٹر نمبر تین سو دس میں رہتا ہے وہ ـــ اگر آپ کہیں تو میں کسی آدمی کو بھیج کر یہاں طلب کرا لوں" ـــــ موشے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"نہیں! ـــ میں خود وہاں جانا چاہتا ہوں ـــ آؤ میرے ساتھ"۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ موشے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔
موشے نے جیپ تک پہنچتے پہنچتے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی تو رات کے دو بج رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ تل ابیب چھوڑنے سے جانے میں صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا اور اسے یہ ایک گھنٹہ بہرحال گزارنا تھا ایک بار تو اس کا دل چاہتا تھا کہ ریوالور نکال کر عمران کو یہیں ڈھیر کر دے

SCANNED BY JAMSHED

پھر اس کی لاش کو بھی تہہ خانے میں پھینک کر مطمئن ہو جائے۔ لیکن اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق عمران بے حد چوکنا تھا۔ اور ہو سکتا تھا کہ وہ مشکوک ہو کر اسی کو نہ چھاپ لے۔
ابھی وہ باہر جیپ تک پہنچے ہی تھے کہ اچانک دروازے پر ایک نوجوان نظر آیا۔
"کیا بات ہے ـــ؟ کون ہو تم" ـــــ؟ موشے نے اسے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس نوجوان کے نقوش اسلم سے ملتے تھے۔
"جناب ـــ میں اسلم سپروائزر کا بھائی ہوں ـــ وہ ڈیوٹی ختم کر کے گھر نہیں پہنچا تو میں اس کا پتہ کرنے ریفائنری گیا تھا ـــ وہاں سے پتہ چلا کہ وہ چیف انجینئر صاحب کے ساتھ ان کی رہائش پر گئے ہیں ـــ میں جناب اسی لئے یہاں آیا ہوں" ـــــ نوجوان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"وہ یہاں تو نہیں ہے ـــ ہم تو خود تمہارے پاس اس کا پتہ کرنے آ رہے تھے ـــ چیف صاحب بھی موجود نہیں ہیں" ـــــ موشے نے جواب دیا۔
"اوہ! ـــ پھر وہ کہاں جا سکتے ہیں ـــ ہم سب گھر والے شدید پریشان ہیں" ـــــ نوجوان کے لہجے سے شدید پریشانی ٹپک رہی تھی۔
"اسلم تمہارا بڑا بھائی تھا یا چھوٹا" ـــــ؟ عمران نے آگے بڑھ کر پوچھا۔
"میرے بڑے بھائی تھے جناب! ـــ میں ان کا چھوٹا بھائی ہوں" ـــ نوجوان نے جواب دیا۔
"باس صاحب! ـــ آپ ریفائنری پر فون کر کے دوبارہ تصدیق کریں۔ ہو سکتا ہے اس نوجوان کو ٹال دیا گیا ہو۔ اور وہ کسی سیکرٹ کام میں مصروف

SCANNED BY JAMSHED

ہوں"۔۔۔ عمران نے موشے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سیکرٹ کام"۔۔۔ موشے نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔۔۔ میں معلوم کر لیتا ہوں"۔۔۔ موشے نے کہا اور تیزی سے واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو عمران اسلم کے چھوٹے بھائی سے مخاطب ہوا۔

"تمہارے بھائی کے بالوں کا کیا رنگ تھا"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"بھائی کے بالوں کا رنگ"۔۔۔ نوجوان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا جیسے اُسے سوال کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"ہاں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کالے رنگ کے بال تھے۔۔۔ وہ خضاب لگاتے تھے"۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد موشے واپس آیا۔

"نہیں جناب!۔۔۔ وہ ریفائنری میں نہیں گئے"۔۔۔ موشے نے آ کر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"نوجوان تم گھر جاؤ۔۔۔ ہم انہیں تلاش کر کے ابھی گھر بھجواتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"کوئی خطرے والی بات تو نہیں جناب"۔۔۔؟ نوجوان نے بُری طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"خطرہ کس بات کا۔۔۔ وہ چیف صاحب کے ساتھ کہیں سائیٹ پر ہوں گے۔۔۔ ہم ابھی معلوم کر لیں گے۔۔۔ تم جاؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ واپس اندر کی طرف بڑھ گیا۔ موشے اس کے پیچھے تھا۔ پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"خبردار!۔۔۔ ہاتھ اونچے کر لو"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔؟ موشے یکلخت گھبرا گیا۔

"ہاتھ اونچے کر لو۔۔۔ ورنہ گولی مار دوں گا"۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ کرخت ہو گیا اور موشے نے ہاتھ اونچے کر لئے۔ وہ اب تک یہ نہ سمجھ سکا تھا کہ عمران کو اس پر شک کیوں ہوا ہے۔

"گھوم کر دیوار سے ہاتھ ٹکا دو۔۔۔ جلدی"۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور موشے نے گھوم کر ساتھ والی دیوار کی طرف منہ کر کے ہاتھ اس کے ساتھ ٹکا دیئے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے موشے کی جیب سے ریوالور نکال لیا اس پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔ عمران ایک نظر میں سمجھ گیا کہ ریوالور غیر ملکی ہے۔ اس ساخت کا ریوالور یہاں نہ ملتا تھا۔

"اب ادھر صوفے پر بیٹھ جاؤ"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور موشے بڑے اطمینان سے مڑ کر سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے اب اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ اس لئے اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"عمران صاحب!۔۔۔ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔۔۔ میں چیف سکیورٹی

SCANNED BY JAMSHED

آفیسر ہوں" ـــ موشے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ـــ لیکن اصلی نہیں نکلی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور موشے بے اختیار اچھل پڑا۔

"آرام سے بیٹھو! ـــ تمہارا خیال تھا کہ تم اس میک اپ میں میری نظروں سے چھپ جاؤ گے" ـــ عمران نے ریوالور کے ٹریگر پہ انگلی جماتے ہوئے کہا۔

"میک اپ ـــ آپ کا خیال غلط ہے" ـــ موشے نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــ مجھے شک تو پہلی نظر میں ہی پڑ گیا تھا ـــ لیکن میں اس کا ثبوت چاہتا تھا اور وہ ثبوت مجھے مل گیا" ـــ عمران نے کہا۔

"ثبوت ـــ کیسا ثبوت" ـــ؟ موشے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے کھوپڑی کی ہڈی دیکھی ہے ـــ اس پر تھوڑے سے بال بھی چمٹے ہوئے ہیں ـــ ان بالوں کا رنگ ڈارک براؤن ہے جیسے تمہارے ـ یعنی بابرزمان کے بال ہیں ـــ چنانچہ میں نے جمشید آغا کا فوٹو دیکھا تاکہ اس کے بال چیک کر سکوں۔ لیکن اس کے بال سیاہ ہیں اور گھنگھریالے ہیں تمہارے بالوں سے مختلف ـــ اس لئے ہڈی کے بال اس سے نہیں ملتے ـــ میں اسلم کے گھر بھی اسی لئے جانا چاہتا تھا تاکہ اگر یہ ہڈی اسلم کی ہوئی تو وہاں سے اس کے فوٹو سے بالوں کا رنگ وغیرہ معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا بھائی آگیا۔ اور میں نے اس سے پوچھ لیا ہے اسلم کے بال سیاہ ہیں اور خضاب زدہ ہیں ـــ جب کہ ہڈی کے اوپر لگے ہوئے

بال نہ ہی سیاہ ہیں ـــ اور نہ ہی ان پر خضاب کی تہہ موجود ہے اس کے بعد بات صاف ہو گئی ـــ ہڈی بابرزمان کی کھوپڑی کی ہے ـــ جب کہ تم میرے سامنے صحیح سلامت موجود ہو پوری کھوپڑی کے ساتھ ـــ اگر تمہاری کھوپڑی کا کوئی حصہ ٹوٹا ہوا ہو تو چلو مجھے دکھا دو ـــ میں معذرت کر لوں گا" ـــ عمران نے کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے عمران صاحب! ـــ میرے جیسے بال تو ہزاروں افراد کے ہو سکتے ہیں ـــ آپ بے شک میرا منہ دھلوا کر دیکھ لیں ـــ جس طرح چاہیں تسلی کر لیں" ـــ موشے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"چلو ایسا بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ریوالور لئے بڑے چوکنے انداز میں صوفے کے قریب پڑے میز پر ٹیلیفون کی طرف بڑھا۔

موشے بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چاہتا تو عمران پر حملہ کر سکتا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ مشن کی تکمیل میں ابھی چالیس منٹ باقی ہیں اور اسے بہرحال یہ چالیس منٹ گزارنے تھے تاکہ مشن کی تکمیل کا وقت ہو جائے اور اسے معلوم تھا کہ انکوائری کے چکر میں ڈال کر وہ چالیس منٹ گزار سکتا ہے ـــ ویسے اسے یقین تھا کہ اس نے جو جدید ترین میک اپ کیا ہوا ہے وہ عمران لاکھ زور لگائے اس سے اترے گا نہیں اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا رہا۔

عمران نے رسیور اٹھایا۔

"یس آپریٹر ایکس چینج" ـــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

SCANNED BY JAMSHED

"مینجنگ ڈائریکٹر سے بات کراؤ" ـــــ عمران نے بابر زمان کے لہجے میں کہا۔

"کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"چیف سکیورٹی آفیسر ـ اٹ از ایمرجنسی" ـــــ عمران نے جواب دیا اور صوفے پر بیٹھے ہوئے موشے کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ عمران خود اس کا کام آسان کر رہا تھا۔

"بہتر جناب! ـــ میں کنکٹ کرتا ہوں ـ ہولڈ کریں" ـــ آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد کلک کی آواز آئی۔

"مینجنگ ڈائریکٹر سپیکنگ ـ کیا بات ہے بابر" ـــ مینجنگ ڈائریکٹر کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"سر! ـ آپ فوراً چیف الیکٹرک انجینئر جمشید آغا کی رہائش گاہ پر پہنچیں ـ فوراً" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں سمجھا کہ تم میک اپ صاف کرنے کے لئے کوئی چیز منگواؤ گے" ـ موشے نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ـــ اگر مینجنگ ڈائریکٹر کہہ دے گا کہ تم اصلی ہو تو میں بھی تمہیں اصلی مان لونگا" ـــ عمران نے مسکرا کر جواب دیا اور موشے خاموش ہو گیا۔

"ویسے ایک بات بتا دوں ـــ تمہارا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے ـ رچرڈ تمہارا سفید بالوں والا باس ـــ اور تمہارے آٹھ دیگر افراد ختم ہو چکے ہیں" ـ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک ـ کیا مطلب ـ کیسا ہیڈ کوارٹر" ـــ ؟ موشے نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں اور گفتگو کی بے ربط ابتدا نے عمران کو بتا دیا کہ جو کچھ اس نے سمجھا ہے وہ درست ہے۔

"ذیشان کالونی والا ہیڈ کوارٹر ـــ اور سنو! ـــ وہاں سے ٹاپ راک کی مکمل فائل بھی مل گئی ہے جس میں اس مشن کے ساتھ ہمسایہ ملک میں کھیلے جانے والے کھیل کی تفصیلات بھی شامل ہیں" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"کیسا مشن ـــ ؟ میں سمجھا نہیں" ـــ موشے نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی پتہ لگ جاتا ہے ـــ گھبراؤ نہیں" ـــ عمران نے کہا لیکن اب موشے کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ حالات یہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔

اب عمران کا خاتمہ ضروری تھا۔ فوری خاتمہ ـ موشے سوچ رہا تھا کہ کاش اسے پہلے اس بات کا پتہ چل جاتا تو وہ عمران کو اتنی ڈھیل ہی نہ دیتا۔

اسی لمحے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی اور موشے کے اعصاب تن گئے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر حالات خراب ہو گئے تو وہ مینجنگ ڈائریکٹر کو چھاپ لے گا۔ اس طرح عمران بے بس ہو جائے گا اور پھر جیسے ہی مینجنگ ڈائریکٹر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ موشے سیدھا ہو گیا۔

"کیا بات ہے ـــ ؟ یہ کیا ہو رہا ہے" ـــ ؟ مینجنگ ڈائریکٹر نے حیرت بھرے انداز میں اندر آتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہاں کی سچوایشن سمجھ میں نہ آئی تھی۔

SCANNED BY JAMSHED

" یہ صاحب علی عمران ہیں ___ ایکسٹو کے نمائندہ ___ اور انہوں نے اب مجھ پر ریوالور تان رکھا ہے ___ یہ کہتے ہیں کہ میں نقلی ہوں" ___ موشے نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے کہا۔

یہ کیا بات ہوئی ___ نقلی ___ کیا مطلب" ___ ؟ میننجنگ ڈائریکٹر نے حیرت سے عمران کی طرف گھومتے ہوئے کہا۔

" مینجنگ ڈائریکٹر صاحب! ___ میں نے آپ کو اسی لئے یہاں بلوایا ہے کہ اب جو کچھ سامنے آتے ___ آپ کے سامنے آئے ___ یہ بین الاقوامی مجرم تنظیم ٹاپ راک کا آدمی ہے ___ ان کا مشن تھا کہ آئل ریفائنری ___ آئل فیلڈ ___ اور پائپ لائنز کو تباہ کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ یہاں چیف الیکٹرک انجینئر جمشید آغا کے میک اپ میں آگیا ___ ہم اس کی طرف سے مشکوک ہوئے تو مجھے یہاں آنا پڑا ___ لیکن یہاں پہنچ کر پتہ چلا ہے کہ جمشید آغا کو غائب کر دیا گیا ہے ___ دوسرے لفظوں میں یہ مجرم جو جمشید آغا بنا ہوا تھا۔ اس نے چیف سیکورٹی آفیسر بابر زمان کو قتل کر کے خود اس کا روپ دھار لیا ہے ___ اور اس کے ساتھ ہی ایک سپر وائزر اسلم بھی مارا گیا ہے" ___ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" مم ___ مگر کیوں ___ ؟ اور کیسے" ___ ؟ مینجنگ ڈائریکٹر کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔

" اسلم سپروائزر کے غائب یا قتل ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے چیف الیکٹرک انجینئر کے روپ میں اسلم سپروائزر کے شعبے میں کوئی گڑبڑ کی ہے ___ اور راز رکھنے کے لئے اسلم سپروائزر کو ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ کو بلانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ آئل ریفائنری میں جا کر وہاں سے فون

SCANNED BY JAMSHED

کرکے پوری تفصیل معلوم کریں کہ اسلم سپروائزر کی ڈیوٹی کہاں تھی ۔۔۔ ؟ اور وہاں جمشید آغا گیا تو وہاں کیا ہوا ۔۔۔ آپ یہ تفصیلات فوری معلوم کر سکتے ہیں ۔۔۔ دوسروں کو وقت لگتا" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ سب بکواس ہے جناب ! ۔۔۔ مجھے تو یہ خود مجرموں کا آدمی لگتا ہے یہ ہمارے خلاف کوئی گہری سازش کر رہا ہے جناب" ۔۔۔ موشے نے تیز لہجے میں کہا۔

مینجنگ ڈائریکٹر گومگو کے عالم میں کھڑا ان دونوں کی شکلیں دیکھنے لگا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ کس کی مانے اور کس کی نہ مانے۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کیجئے ۔۔۔ ورنہ آئل ریفائنری اڑ جائے گی اور اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی" ۔۔۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ بابر زمان ۔۔۔ یہ تو چیف سکیورٹی آفیسر ہے" ۔۔۔ مینجنگ ڈائریکٹر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بابر زمان ۔۔۔ یہ مجرم ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے کیا معلوم کرنا ہے ۔۔۔ ٹھہرو ! ۔۔۔ میں دوسری فورس کو بلاتا ہوں ۔۔۔ میری نظر میں تم دونوں مشکوک ہو" ۔۔۔ مینجنگ ڈائریکٹر نے کہا اور تیزی سے فون کی طرف بڑھا۔

عمران خاموش ہو رہا۔ کیونکہ دوسری فورس کے آنے کے بعد اسے کم از کم ریوالور برداری سے تو نجات مل جائے گی۔

موشے اس لئے خاموش بیٹھا رہا کہ اس طرح مزید وقت گزر جائے گا۔ اسے اپنی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا کہ وہ کسی بھی وقت صورت حال کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے ذہن میں صرف مشن کی کامیابی تھی۔ اسے یقین تھا کہ باس کے مرنے کے بعد اگر وہ مشن کو کامیاب کر لینے اور اپنی جان بچا کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر لازماً ٹاپ راک کا سربراہ وہی بنے گا اور یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ ایسا اعزاز جو اس کے مطابق قسمت والوں کو ہی مل سکتا تھا اور اب ایسا موقع آگیا تھا کہ وہ یہ اعزاز حاصل کر سکتا تھا۔ اور اب تیل چھوڑے جانے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

مینجنگ ڈائریکٹر نے فون اٹھا کر فوری طور پر سکیورٹی فورس کے دس مسلح آدمی جمشید آغا کی رہائش گاہ پر طلب کر لئے۔ اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد سکیورٹی کے دس مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے کمرے میں گھستے چلے آئے۔

"ان دونوں کو کور کر لو ۔۔۔ دونوں کو" ۔۔۔ مینجنگ ڈائریکٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور سکیورٹی فورس کے حوالے کر دیا اور سکیورٹی فورس کے دس آدمیوں نے مشین گنوں کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا۔

"دیکھو ! ۔۔۔ جب تک میں نہ کہوں ۔۔۔ ان دونوں کا خاص طور پر خیال رکھنا ۔۔۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کریں تو بغیر پوچھے گولی مار دینا" ۔۔۔ مینجنگ ڈائریکٹر نے بڑے سخت لہجے میں کہا اور سکیورٹی فورس کے آدمی اور زیادہ الرٹ ہو گئے اور عمران اطمینان سے ایک طرف بچھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاں ! ۔۔۔ اب بولو کیا چاہتے ہو" ۔۔۔ ؟ مینجنگ ڈائریکٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

SCANNED BY JAMSHED

" جہاں جمشید آغا اور اسلم سپروائزر کام کرتے تھے ـــــ وہاں سے معلوم کرائیں کہ انہوں نے کوئی خلاف معمول کام کیا ہے یا نہیں ـــــ ؟ اگر کیا ہے تو کونسا" ـــــ ؟ عمران نے کہا اور مینجنگ ڈائریکٹر تیزی سے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون اٹھا کر معلومات حاصل کرنی شروع کر دیں وہ مختلف لوگوں سے بات کر رہا تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے فون رکھ دیا۔

" وہ شفٹ تبدیل ہو چکی ہے ـــ اس لئے نئی شفٹ والے کچھ نہیں بتا سکتے ـــ اب پہلی شفٹ والوں کے گھروں سے معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔ صرف اسلم کی جگہ آنے والا سپروائزر بتا رہا ہے کہ اسلم نے جب اسے چارج دیا تو جمشید آغا وہیں موجود تھے اور وہ دونوں اکٹھے ہی گئے ہیں" مینجنگ ڈائریکٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" تو معلوم کریں ـــ یہ ضروری ہے تاکہ اس کے اصل مشن کا پتہ چلایا جا سکے" ـــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

" لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ مجرم ہے" ـــ مینجنگ ڈائریکٹر نے کہا۔

" دو آدمیوں کو کہو کہ یہاں کی تلاشی لیں ـــ مکمل اور تفصیلی تلاشی ـــ ابھی ثبوت مل جائے گا" ـــ عمران نے کہا۔

اور بات شاید مینجنگ ڈائریکٹر کی سمجھ میں آ گئی۔ اس نے فوراً دو آدمیوں کو تلاشی کا حکم دے دیا۔ اور خود اس نے فون اٹھا کر شفٹ پر کام کرنے والوں کے گھروں سے معلومات حاصل کر کے رپورٹ کرنے کا حکم دیا اور فون رکھ دیا۔

موشے اطمینان سے ہاتھ صوفے کے بازوؤں پر رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں گھڑی کے ڈائل کو بار بار دیکھ رہی تھیں۔ اب تیل چھوڑنے میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اور پانچ منٹ بعد اس کا مشن اس طرح مکمل ہو جائے گا کہ اسے کلائی گھڑی میں نصب ٹرانسمیٹر کی ڈبل تھری فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ونڈ بٹن دبانا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی سب کچھ ختم ہو جائے گا سب کچھ ـــ لیکن اب مسئلہ یہاں سے نکلنے کا تھا۔ وہ اب تک یہاں اس لئے موجود تھا کہ اسے یہ تسلی ہو جائے کہ تیل واقعی چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور یہ وقت گزرنے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا تھا۔ وہ یہاں رہنا چاہتا تھا تاکہ وہ پہلے سے مشکوک ہو کر کہیں تیل چھوڑنے کا ارادہ ملتوی نہ کر دیں۔

اور پھر موشے نے اس وقت زبان کھولی جب گھڑی کی سوئیوں نے دس بجا دیئے۔

" جناب ! ـــ یہ شخص خود مجرم ہے ـــ اور کسی گہری سازش میں یہاں آیا ہے ـــ آپ اسے چیک کریں" ـــ موشے نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

" لیکن کیسے چیک ہو سکتا ہے" ـــ ؟ مینجنگ ڈائریکٹر نے کہا۔

" اس کو گرفتار کر لیا جائے جناب ! ـــ پھر چیف آف سیکرٹ سروس سے رابطہ قائم کیا جائے ـــ ہو سکتا ہے انہیں معلوم ہو" ـــ موشے نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مینجنگ ڈائریکٹر کوئی جواب دیتا۔ اچانک باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور وہ دونوں افراد جو تلاشی

SCANNED BY JAMSHED

لینے گئے تھے تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"جناب! — تہہ خانے میں دو لاشیں پڑی ہیں" — ان میں سے ایک نے تیز لہجے میں کہا۔

"لاشیں پڑی ہیں — کہاں" — مینجنگ ڈائریکٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑا۔

اسی لمحے اچانک موشے نے بیٹھے بیٹھے ایک زوردار جمپ لگایا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا، وہ مینجنگ ڈائریکٹر سے ٹکراتا ہوا دروازے سے باہر پہنچا اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے مینجنگ ڈائریکٹر کو گھسیٹا اور برآمدے کی سائیڈ دیوار تک لے گیا۔ اس نے مینجنگ ڈائریکٹر کو اپنے سینے سے جکڑ لیا تھا۔ اس کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد جما ہوا تھا جب کہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا بیٹ جکڑا ہوا تھا۔

"خبردار! — اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا" موشے نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا اور اس کی طرف بڑھتے ہوئے لوگ یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے۔

مینجنگ ڈائریکٹر کی آنکھیں خوف اور تکلیف سے پھٹی پڑ رہی تھیں اور وہ بے بس پرندے کی طرح موشے کے طاقتور بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا۔

عمران اب مسکراتا ہوا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب تو معلوم ہو گیا مینجنگ ڈائریکٹر صاحب! — کہ میں صحیح کہہ رہا تھا" — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"خبردار! — اگر تم آگے بڑھے — میں اس کی گردن توڑ دوں گا" — موشے نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مینجنگ ڈائریکٹر کی گردن

کے گرد موجود اپنے بازو کو زور سے جھٹکا دیا۔ مینجنگ ڈائریکٹر کے حلق سے چیخ نکل گئی اور اس کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔

"بے شک توڑ ڈالو — اور مینجنگ ڈائریکٹر بھرتی کر لیں گے — ہمارے ملک میں یہی تو ایک صنف ہے افسروں کی — جو آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہے" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"نن — نہیں نہیں — رک جاؤ — آگے نہ آؤ — یہ مار ڈالے گا — مجھے مار ڈالے گا" — مینجنگ ڈائریکٹر نے چیختے ہوئے کہا اس کی آواز گھٹی گھٹی تھی۔

"مار ڈالے — تم ہو ہی اس قابل — اتنے بڑے ادارے کا مینجنگ ڈائریکٹر اگر اتنا بے خبر ہو تو اسے مر ہی جانا چاہیئے" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مینجنگ ڈائریکٹر کے پیٹ میں فلائنگ کک لگانا چاہتا ہو۔ اس لئے موشے نے بڑی تیزی سے ڈائریکٹر کو عمران کی طرف دھکا دیا اور عمران کا یہ ڈاج کام آ گیا جیسے ہی موشے نے مینجنگ ڈائریکٹر کو علیحدہ کیا۔ عمران نے تیزی سے اپنا رخ بدلا اور اس کی دونوں جڑی ہوئی لاتیں ہوا میں ہی پھیلیں اور پھر اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے ڈائریکٹر کو دھکیل کر بھاگتے ہوئے موشے کی پسلیوں میں لگی۔ اور موشے چیختا ہوا بائیں طرف کو جھک گیا۔ عمران پشت کے بل فرش پر گرنے لگا مگر اس نے انتہائی پھرتی سے قلابازی کھائی اور سیدھا ہو گیا۔

مگر اسی لمحے موشے نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور وہ

SCANNED BY JAMSHED

ایک مسلح آدمی سے مشین گن چھینتا ہوا ایک ستون کی آڑ ہو گیا۔

عمران نے جیسے ہی اُسے ستون کی آڑ میں ہوتے دیکھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور ایک اور مسلح آدمی کو جھپٹ کر سامنے کر لیا۔

دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں اور چیخوں سے گیلری گونج اٹھی چار مسلح افراد گولیوں کا نشانہ بن گئے تھے۔ جن میں سے وہ بھی تھا جسے عمران نے اپنے سامنے کر لیا تھا۔ اگر عمران فوری طور پر ایسا نہ کرتا تو اس کے بچنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ باقی افراد نے گھبرا کر اس ستون پر فائر کھول دیئے۔ مگر ستون کی آڑ کی وجہ سے کوئی گولی موشے کو نہ چھو سکی اور اس نے ایک بار پھر فائر کھول دیا۔ اس بار دو افراد گرے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ مُردہ آدمی کو سینے سے چمٹائے بجلی کی سی تیزی سے ستون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور شاید موشے بھی عمران کے اس داؤ کو سمجھ گیا کہ اب عمران پر فائر فضول ہے۔ وہ یقیناً مُردہ آدمی کے جسم میں ہی گولیاں مارے گا اس لئے اس نے انتہائی پھرتی سے جمپ لگایا اور اس سے پہلے کہ عمران مُردہ آدمی کو گرا کر اس کی طرف بڑھتا۔ موشے مینیجنگ ڈائریکٹر کی کار کی چھت پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ عمران نے جو اس مُردہ آدمی کو پھینک چکا تھا اس کے پیچھے جمپ لگایا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا موشے جیسے اڑتا ہوا کھلے پھاٹک سے باہر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔

عمران ۔۔ اسے باہر جاتے دیکھ کر اس کے پیچھے جانے کی بجائے سائیڈ والی رہائش گاہ کی درمیانی دیوار کی طرف بھاگا اور پھر ایک ہی جمپ

میں وہ دیوار پھاند کر دوسری طرف جا گرا۔ اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا وہ پھاٹک کی طرف بڑھا۔ اس نے پھاٹک کھولنے کی بجائے ایک بار پھر جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ پھاٹک سے ملحقہ دیوار پر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اسے دیوار کے ساتھ بھاگتا ہوا موشے نظر آ گیا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا اس نے موشے پر فائر کر دیا۔ مگر اسی لمحے موشے تیزی سے ایک موڑ مڑ گیا اور عمران کا فائر خالی چلا گیا۔

عمران نے نیچے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا اس طرف گیا جدھر موشے مڑا تھا۔ مگر اس موڑ پر پہنچتے ہی اس کو زمین پر پڑی ہوئی مشین گن نظر آ گئی جب کہ موشے غائب تھا۔ یہ رہائش گاہوں کی درمیانی سڑک تھی۔ اس کے دونوں اطراف میں مختلف رہائش گاہیں موجود تھیں۔ سڑک پر مرکری بلب جل رہے تھے۔ جس کی وجہ سے چپہ چپہ روشن تھا عمران وہیں کھڑا غور سے دیکھتا رہا۔ اور دوسرے لمحے اسے ایک کوٹھی کا کھلا ہوا پھاٹک نظر آ گیا۔ اور عمران تیزی سے اس پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ موشے کی مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔

SCANNED BY JAMSHED

موشے خوفناک سچوئشن سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اس کے لئے مسئلہ تھا فوری طور پر تیل چھوڑے جانے کا معلوم کرنا اور پھر آئل فیلڈ سے باہر نکلنے کا ــــــ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے پہلے وائرلیس بم تباہ کر دیا تو پھر اس کا بچ نکلنا بھی ناممکن ہو جائے گا چنانچہ بھاگتے ہوئے جیسے ہی پہلا موڑ آیا وہ تیزی سے اس موڑ پر مڑ گیا اور اس کا اس طرح اچانک مڑنا ہی اس کی جان بچا گیا کیونکہ عین اس جگہ ریوالور کی گولی پڑی تھی جہاں ایک لمحہ پہلے وہ موجود تھا۔ اس نے موڑ مڑتے ہی مشین گن نیچے پھینک دی کیونکہ اس طرح وہ مشکوک ہو سکتا تھا۔ اس کی پنڈلی کے ساتھ ریوالور بندھا ہوا تھا اور اب وہ اس ریوالور سے کام لینا چاہتا تھا۔ اور پھر اُسے سامنے ایک کوٹھی کے ادھ کھلے پھاٹک پر ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا نظر آ گیا۔ شاید وہ فائرنگ کی آوازیں سن کر صورت حال معلوم کرنے آیا تھا۔

" تمہارے پاس فون ہے فون ــــــ ؟ " موشے یہ الفاظ کہتا ہوا تیزی سے اس آدمی کی طرف دوڑا۔ اور چونکہ وہ سکیورٹی آفیسر کی وردی میں تھا۔ اس لئے پھاٹک پر کھڑا ہوا آدمی اس کی طرف سے مشکوک نہ ہوا۔

" ہاں جناب ہے " ــــــ اس آدمی نے کہا اور موشے اُسے دھکیلتا ہوا اندر لیتا چلا گیا۔

" جلدی کرو ــــ فون کہاں ہے ــــ جلدی بتاؤ " ــــــ موشے نے اُسے بازو سے پکڑا اور اندر گھسیٹتا ہوا لے گیا۔

" ادھر لاؤنج میں ہے ادھر ــــ مگر بات کیا ہے " ــــــ ادھیڑ عمر نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے موشے کو لاؤنج میں پڑا ہوا فون نظر آ گیا۔ فون نظر آتے ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلا اور اس ادھیڑ عمر کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ ایک ہی ضرب نے اُسے بیہوش کر دیا تھا۔ موشے نے اُسے بازوؤں میں سنبھالا اور پھر لاؤنج کے سامنے اونچی باڑ کے پیچھے اچھال دیا۔ ایک دھماکے سے وہ باڑ کے پیچھے گرا۔ اب وہ باہر سے نظر نہ آ سکتا تھا۔

ابھی موشے لاؤنج میں داخل ہو ہی رہا تھا کہ اُسے پھاٹک کی طرف سے ہلکی سی کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ اور موشے تیزی سے مڑ کر بیرونی ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ رہائش گاہ کے اندر خاموشی تھی۔ یا تو یہ شخص وہاں اکیلا ہی رہتا تھا یا اس کے گھر والے گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔

موشے جیسے ہی ستون کی آڑ میں ہوا۔ اُسے پھاٹک پر عمران کا چہرہ نظر آیا۔ عمران بڑے محتاط انداز میں اندر جھانک رہا تھا۔ موشے خاموش کھڑا

رہا مگر بیحد چونکتے انداز میں۔

عمران چند لمحے اندر جھانکتا رہا، پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا اور موشے نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ خطرہ ٹل گیا تھا۔

جب عمران کو آگے بڑھے کچھ دیر ہو گئی تو موشے تیزی سے میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔ لیکن اس کی نظریں پھاٹک پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ ڈی۔ وی لاؤنج کے شیشوں میں سے اُسے پھاٹک صاف نظر آ رہا تھا۔

"یس ایکس چینج" ـــــ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"آئل فیلڈ چیف انجنیئر سے بات کراؤ ـــ جلدی" ـــــ موشے نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر ـــ ہولڈ کریں" ـــــ آپریٹر نے کہا اور موشے رسیور ہاتھ میں پکڑے بڑے وحشت بھرے انداز میں پھاٹک کی طرف دیکھتا رہا مگر اس طرف خاموشی طاری تھی۔

"یس ـ چیف انجنیئر آئل فیلڈ ـــ کون صاحب بات کر رہے ہیں"؟ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

"میں چیف سکیورٹی آفیسر بابر زمان بول رہا ہوں ـــ کیا تین بجے کا تجرباتی تیل پائپ لائنز میں چھوڑ دیا گیا ہے"ـــــ؟ موشے نے کہا۔

"ہاں ا ـــ تیل چھوڑ دیا گیا ہے ـــــ مگر آپ کا اس سے تعلق"۔؟ دوسری طرف سے چیف انجنیئر نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا۔

"ہے ایک تعلق" ـــــ موشے نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ کر اس نے بڑی پھرتی سے کلائی سے اپنی گھڑی اتاری اور پھر اس کا

SCANNED BY JAMSHED

ونڈ بٹن کھینچ کر اس نے ڈبل تھری فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ جس اطلاع کے لئے اس نے اتنا وقت گزارہ تھا وہ اطلاع اُسے مل گئی تھی۔ چند ہی لمحوں میں اس نے مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر لی اور پھر اس نے ونڈ بٹن کو بڑی احتیاط سے ایک بار دبایا اور گھڑی دوبارہ کلائی میں باندھ لی۔ اب وہ صرف ونڈ بٹن پر دوبارہ انگلی مار کر پوری آئل فیلڈ۔ آئل ریفائنری اور پائپ لائنز کو تباہ کر سکتا تھا۔

"اب میں دیکھوں گا کہ اس آئل فیلڈ ـــــ آئل ریفائنری ـــ اور پائپ لائنز کو کون بچا سکتا ہے ـــــ میری صرف ایک انگلی کی دو ضربیں ہی سب کچھ تباہ کر دیں گی" ـــــ موشے نے گھڑی کو دوبارہ اپنی کلائی میں باندھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز میں یقینی کامیابی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

گھڑی کو پن کر کے وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکا اور لاؤنج سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ابھی پھاٹک کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک سائیڈ والی کوٹھی کی دیوار کے سامنے بنی ہوئی باڑ کے پیچھے سے ایک سایہ نکلا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر موشے کے اوپر آ پڑا۔

موشے نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیزی سے جسم کو موڑنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر ایک زوردار ضرب لگی اور موشے چیختا ہوا آگے کی طرف جھکا ہی تھا کہ دوسرے لمحے کڑاک کی آواز کے ساتھ اس کی کنپٹی پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اپنی ٹانگوں کی مدد سے سائے کو ضرب لگانے کی کوشش کی۔ لیکن اس

کے ساتھ ہی اس کے سینے پر دل کی طرف زوردار ضرب لگی اور موشے کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ بیہوش ہونے سے قبل اس کے ذہن پر آخری تصویر عمران کی ہی ابھری تھی۔

یقیناً حملہ آور عمران ہی تھا

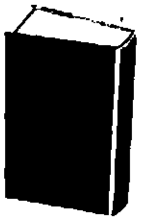

موشے کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بندھا ہوا پایا۔ پورے جسم کو مضبوط رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں۔ اس نے ہوش میں آتے ہی گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں ایک طرف کھڑے ہوئے عمران پر پڑ گئیں۔ وہ رسیور اٹھائے کھڑا تھا۔

اُسی لمحے عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور موشے کی طرف مڑا۔

"تمہیں ہوش آ گیا مسٹر بابر زمان ـــــ عرف نقلی بلے" ـــــ عمران نے اس کے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔

"تم ـــــ تم وہاں کب پہنچے ـــــ؟ تم تو مطمئن ہو کر آگے بڑھ گئے تھے"۔ موشے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہاری جھلک میں نے ستون کے پیچھے دیکھ لی تھی اور تمہارے ہاتھ

SCANNED BY JAMSHED

میں ریوالور بھی مجھے نظر آ گیا تھا ـــــ اس لئے میں آگے بڑھ کر سائیڈ کی کوٹھی میں داخل ہوا اور پھر سائیڈ کی دیوار سے باڑ کے پیچھے چھپ گیا۔ چونکہ اس طرف لاؤنج کے شیشوں پر گھنی بیل موجود تھی اس لئے تم مجھے دیکھ نہ سکے اور آواز میں نے خود پیدا نہ ہونے دی۔ پھر میں رینگ کر آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ میں نے تمہاری آواز سُنی ـــــ تم تیل جاری کئے جانے کی بابت پوچھ رہے تھے ـــــ اس کے بعد میں رینگتا ہوا آگے بڑھا تاکہ تمہاری کسی حرکت سے پہلے ہی تمہیں چھاپ لوں ـــــ لیکن ابھی میں تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ تم باہر نکل آئے اور پھر مجھے مجبُوراً تم پر حملہ کرنا پڑا ـــــ اور اس کے بعد اب تم یہاں ہو" ـــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ موشے کو مطمئن کرنا چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ بلاوجہ کوئی زیادتی نہ ہوئی ہو۔

عمران کی بات سنتے ہی موشے نے چونک کر اپنے بائیں ہاتھ کی طرف دیکھا جو کرسی کے بازو سے بندھا ہوا تھا اور دوسرے لمحے اس کے جسم میں اطمینان کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ کیونکہ اس کی کلائی پر ٹرانسمیٹر گھڑی موجود تھی۔ اس کا صاف مطلب یہی تھا کہ عمران ابھی اصل کھیل ہی سے ناواقف ہے۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ عمران کی کسی بات کا جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور مینجنگ ڈائریکٹر اندر داخل ہوا۔

"میں نے معلوم کیا ہے ـــــ واقعی تجرباتی طور پر پائپ لائنز میں تیل چھوڑا جا چکا ہے ـــــ اور یہ تیل دو روز تک چلتا رہے گا" ـــــ مینجنگ ڈائریکٹر نے نفرت بھرے انداز میں کرسی پر بیٹھے ہوئے موشے کو دیکھتے

SCANNED BY JAMSHED

ہوئے کہا۔

"مزید کوئی گڑبڑ" ۔۔۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ سب کچھ اوکے ہے ۔۔۔ تیل کی روانی بالکل درست ہے کہیں سے کوئی پائپ لائن لیک نہیں ہے اور تمام مشینری بالکل درست طور پر کام کر رہی ہے" ۔۔۔۔۔ مینجنگ ڈائریکٹر نے جواب دیا۔

"اچھا تو اب یہ خود بتلائے گا کہ اصل چکر کیا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور موشے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں تو دوست! ۔۔۔ پہلے تو تم اپنا اصل نام بتا دو ۔۔۔ تاکہ تمہارے ساتھ بات چیت میں آسانی رہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔

"میرا نام بابرزمان ہے" ۔۔۔۔ موشے نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں اطمینان تھا۔

"وہ تمہارا میک اپ ختم ہو چکا ہے مسٹر ۔۔۔۔ اور بابرزمان کی لاش بھی پہچانی جا چکی ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اس نے دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے ایک آئینے کو اتارا اور لا کر موشے کے سامنے کر دیا۔

موشے نے دیکھا کہ واقعی اس کا میک اپ صاف ہو چکا تھا اور اب وہ اصلی شکل میں تھا۔

"حیرت ہے ۔۔ مجھے تو یقین تھا کہ ایسا جدید میک اپ تم سے نہیں اترے گا" ۔۔۔۔ موشے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوبلین زائم میک اپ اب پرانی بات ہو چکی ہے مسٹر ۔۔۔ تم اسے جدید کہہ رہے ہو" ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور آئینہ لے جا کر دوبارہ دیوار کے ساتھ نصب کر دیا۔ مینجنگ ڈائریکٹر خاموش کھڑا موشے اور عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام موشے ہے" ۔۔۔۔ اس بار موشے اپنا اصل نام بتا دیا۔

"تو مسٹر موشے ۔۔۔ اب تم اگر یہ بتا دو کہ تیل کے پائپ لائنز میں چھوڑے جانے سے تم کیا مفاد حاصل کرنا چاہتے تھے ۔۔۔۔۔ تو یقین کرو تم نہ صرف زندہ رہو گے ۔۔۔۔ بلکہ تمہیں خراش تک نہ آئے گی" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں چاہتا تھا کہ یہ تجربہ ناکام ہو جائے ۔۔۔۔ تاکہ تمہاری حکومت اس مشن کو ختم کر دے" ۔۔۔۔۔ موشے نے جواب دیا۔

"دیکھو! ۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تم سے باتیں کرتا رہوں ۔۔۔ میری مرغی انڈہ دینے والی ہے اور اگر میں نے سارا وقت تم سے باتوں میں گزار دیا تو میرا باورچی سلیمان انڈہ خود ہی کھا جائے گا ۔۔۔۔ اس لئے جو کچھ بتانا ہے بتا دو" ۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر مینجنگ ڈائریکٹر کے لبوں پر پریشانی کے باوجود مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے ہلاک نہیں کرو گے" ۔۔۔۔ موشے نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"ہاں وعدہ ۔۔۔ ٹھوس اور فولادی وعدہ" ۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر پہلے مجھے آزاد کر دو ۔۔۔۔ ان رسیوں سے ظاہر ہے کہ میں یہاں

SCANNED BY JAMSHED

سے نکل کر بھاگ تو نہیں سکتا ـــــ اس کے بعد میں اطمینان سے تمہیں سب کچھ بتا دوں گا" ـــــ موشے نے جواب دیا۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے اس کی اپنی جان ہی کیوں نہ چلی جائے وہ آئل فیلڈ کو لازماً تباہ کر دیگا۔

" چلو ایسے ہی سہی ـــ ویسے تم بھاگ کر بھی دیکھ لینا ـــ اپنی حسرت پوری کر لینا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

" یہ آپ کیا کر رہے ہیں" ـــــ ؟ مینجنگ ڈائریکٹر نے پریشان لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں ـــ ویسے بھی کسی شریف اور معزز آدمی کو یوں رسیوں سے باندھنا کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا" ـــــ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد ہی اس نے رسیاں کھول کر ایک طرف ڈال دیں۔

اب موشے آزاد تھا۔ وہ آزاد ہوتے ہی اطمینان سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا یہ بہتر نہیں کہ تم مجھے اس آئل فیلڈ سے باہر لے جاؤ ـــ بے شک اپنے ہیڈ کوارٹر ہی لے چلو" ـــــ موشے نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو درست کرتے ہوئے کہا۔ اس طرح وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ فریکوئنسی درست طور پر ایڈجسٹ ہے یا نہیں۔ اور اس نے چیک کر لیا کہ فریکوئنسی بالکل درست طور پر ایڈجسٹ ہے۔

" نہیں! ـــ جو کچھ بتانا ہے یہیں بتا دو ـــ وہاں لے جا کر مجھے تمہیں ناشتہ کرانا پڑے گا ـــ یہاں کم از کم یہ خرچہ تو بچ جائے گا" ـــ عمران نے کہا۔

" اچھا ـــ پھر بھگتو" ـــــ موشے نے اچانک دہشت زدہ لہجے میں کہا۔ اور اس نے تیزی سے گھڑی کے ونڈ بٹن پر دو بار انگلی کی ضرب لگائی

" ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ تمہارا آئل فیلڈ ختم ـــــ آئل ریفائنری ختم ـــ پائپ لائنز ختم" ـــــ موشے نے وحشت زدہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے ـــ ضربیں تو تم نے دو لگائی ہیں ـــ اور تین چیزیں کیسے ختم ہو گئیں ـــ اس طرح تو حساب غلط ہو جاتا ہے" ـــ عمران کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔

موشے چونک کر گھڑی کو دیکھنے لگا۔ اس کے خیال کے مطابق اب تک دھماکے شروع ہو جانے چاہئیں تھے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ گھڑی پر وائرلیس بم کے پھٹنے کا کوئی کاشن موجود نہ تھا۔ جب کہ آپریٹ ہوتے ہی بارہ کے ہندسے کے نیچے سرخ نقطہ چمک پڑنا چاہیئے تھا۔

" اس گھڑی سے میں نے ٹرانسمیٹر نکال لیا ہے مسٹر موشے! ـــ اب یہ صرف گھڑی ہی ہے صرف گھڑی ـــــ وقت دیکھنے کی چیز" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور موشے کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ایٹم بم آن گرا ہو۔

" کک ـــ کک کیا مطلب ـــ ؟ کیا تمہیں گیس وائرلیس بم کا پتہ لگ گیا تھا" ـــــ ؟ موشے نے اچھلتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــ اچھا تو تم نے مین جوڑ کھول کر اس میں گیس اور وائرلیس بم فٹ کیا تھا ـــ بہت بہت شکریہ! ـــ بس یہی معلوم کرنا تھا" ـــ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

موشے حیرت سے بُت بنا اُسے دیکھتا رہا۔

"بس یہی پوچھنا تھا ـــــ یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ تم نے آدمی بلوا کر پائپ لائنز کا مین جوڑ کھلوا کر بند کیا تھا ـــــ لیکن یہ پتہ نہ چل رہا تھا کہ تم نے وہاں کیا کیا ہے ـــــ کیونکہ تیل چل رہا ہے اس لئے مین جوڑ کو اب فوری طور پر کھولا نہ جا سکتا تھا ـــــ تمہاری ٹرانسمیٹر گھڑی تو میں نے چیک کر لی تھی اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس پر ڈبل فریکوئنسی سیٹ ہے ـــــ یہ فریکوئنسی عام طور پر وائرلیس کے لئے استعمال کی جاتی ہے اس لئے میں نے گھڑی کھول کر ٹرانسمیٹر ہی نکال کر اُسے بیکار کر دیا تھا۔ اور اسی لئے میں نے تمہارے ہوش میں آنے سے پہلے گھڑی دوبارہ تمہاری کلائی پر باندھ دی تھی ـــــ اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ تمہارے جیسے آدمیوں پر تشدد بھی بے کار رہتا ہے ـــــ اس لئے میں نے تمہیں کھول دیا تاکہ تم اپنے طور پر گھڑی سے جو فائدہ اٹھانا چاہو ـــــ اٹھانے کی کوشش کرو۔ اور ناکامی کی صورت میں تم خود ہی اصل بات اُگل دو گے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ـ تم انسان نہیں ہو ـــــ شیطان ہو شیطان" ـــــ موشے نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک بار پھر اچھل کر دروازے کی طرف بھاگنے کی کوشش کی ـــــ لیکن عمران نے بڑے اطمینان سے لات آگے کر دی اور موشے منہ کے بل فرش پر گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، عمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اور موشے کی کنپٹی پر پوری قوت سے ضربیں لگانا شروع کر دیں۔

SCANNED BY JAMSHED

موشے نے تڑپ کر کروٹ بدلنی چاہی مگر عمران نے پلک جھپکنے میں دوسری ضرب لگا دی اور پھر اس نے موشے کو مڑنے کا بھی موقع نہ دیا۔ اس کی ٹانگیں مشین کے سے انداز میں حرکت کر رہی تھیں اور موشے کے حلق سے نکلنے والی چیخوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ آہستہ آہستہ ختم ہوتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ عمران نے جھک کر اس کی کلائی پکڑی اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ اور جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ موشے طویل عرصے کے لئے بیہوش ہو چکا ہے تو اس نے بازو چھوڑ دیا۔

"معلوم کریں ـــــ تیل رُک گیا ہے کہ نہیں ـــــ تاکہ جوڑ کھلوا کر بم باہر نکال لئے جائیں" ـــــ عمران نے مینجنگ ڈائریکٹر سے مخاطب ہو کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ج ـ جی ہاں سر! ـــــ میں ابھی معلوم کرتا ہوں ـــــ میں نے آرڈرز تو دے دیئے تھے سر" ـــــ مینجنگ ڈائریکٹر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ شاید عمران سے ذہنی طور پر بے حد مرعوب ہو چکا تھا۔ اور ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ یہ عمران ہی تھا جس نے اتنی خوفناک سازش کے اتنے اطمینان سے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دیئے تھے اور پھر مینجنگ ڈائریکٹر اسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

عمران کے لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔ اطمینان اور آسودگی کی گہری مسکراہٹ۔

ختم شد

SCANNED BY JAMSHED

عمران سیریز میں ایک اور یادگار ناول

جولیا فائٹ گروپ

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

• جولیا نے سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دیا ـــ کیوں ـــ ؟
• جولیا کی سرکردگی میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران پر مشتمل نئی تنظیم جولیا فائٹ گروپ وجود میں آگئی۔ کیا سب ممبران نے جولیا کی ہمدردی میں سیکرٹ سروس سے بغاوت کر دی؟
• جولیا فائٹ گروپ اپنے پہلے مشن پر ترکی کی خوفناک اور ظالم تنظیم "راؤنڈ ہیڈ" سے ٹکرا گئی۔
• "راؤنڈ ہیڈز" ـــ جو ظلم اور دہشت گردی میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ اور جنہیں ترکی حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔
• جولیا فائٹ گروپ اور راؤنڈ ہیڈز کے درمیان خوفناک اور لرزا دینے والے مقابلے
• عمران، جوزف اور جوانا کو لیکر جولیا فائٹ گروپ میں شامل ہو گیا۔ کیوں۔ ؟
• جولیا فائٹ گروپ دن دہاڑے راؤنڈ ہیڈ کے ہیڈ کوارٹر پر چڑھ دوڑا۔ اور خوفناک اور اعصاب پر لرزا طاری کر دینے والے مقابلے کا آغاز۔
• راؤنڈ ہیڈز تنظیم کے سربراہ آقا جمشید اور جوانا کے درمیان انتہائی خوفناک مقابلہ ـــ دونوں اپنی جگہ پہاڑ تھے ـــ جوانا کو دانتوں پسینہ آگیا ـــ نتیجہ کیا نکلا۔؟

خوفناک اور اعصاب کو لرزا دینے والے تیز ترین ایکشن سے بھرپور

یوسف برادرز پبلشرز بکسیلرز پاک گیٹ ملتان ۵